لڑکیوں کی ملازمت

مسائل واحکام اور نقصانات

مرتب مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجددی

ناظم دار العلوم رشیدیہ حیدرآباد

شریک کار مفتی سید سلمان قاسمی

(استاذ دار العلوم رشیدیہ، مہدی پٹنم، حیدرآباد)

ناشر

دار العلوم رشیدیہ

مہدی پٹنم حیدرآباد



لڑکیوں کی ملازمت

احکام ومسائل اور نقصانات

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار حبٹ نقشبندی مجددی
ناظم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

شریک کار

مفتی سید سلمان قاسمی
استاذ دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

فہرس

۞	تقریظ (مفتی امانت علی صاحب مدظلہ العالی استاذ دارالعلوم وقف دیوبند)	۱۱
۞	تقریظ (مولانا موسیٰ خان صاحب قاسمی مدظلہ العالی)	۱۳
۞	پردۂ خاطر (مفتی احمداللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجددی)	۱۵
	کسبِ معاش سے متعلق مرد وعورت کی تقسیم	
۞	اسلام کی جامعیت اور خواتین پر احسان	۲۴
۞	کسب سے متعلق اسلام کی اصولی رائے	۲۵
۞	عورت گھر کی زینت ہے	۲۶
۞	عورت کی فطرت	۲۷
۞	عورت کی ذمہ داری کیا ہے؟	۲۸
۞	عورت کا اصلی کام	۲۹
۞	تقسیم کار اور عورت گھر کی مالکہ ہے	۳۰
۞	تقسیم کار میں خاندانی نظام کا بقا ہے	۳۱
۞	نازک چیزیں ہمیشہ حفاظت میں رکھنا قدرت کا نظام ہے	۳۲
۞	بے جان کے مقابل جاندار انسان کی حفاظت اہم ہے	۳۳
۞	انسانوں میں عورت کی حفاظت زیادہ اہم ہے	۳۳

۞	عورت کا محتاجِ تحفظ ہونا عیب نہیں ہے	۳۳
۞	مساوات نہیں بلکہ عدل کی ضرورت ہے	۳۴
	خواتین کی ملازمت کا جواز اور اس کی شکلیں	
۞	خواتین کے لئے کسب معاش مجبوری ہوتی ہے	۳۶
۞	خواتین کی ملازمت کی اہم شکل	۳۶
۞	گھر سے باہر عورت کو کام کی ضرورت	۳۷
۞	حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا بکریاں چرانا	۳۷
۞	حضرت حوا علیہا السلام کا ذریعہ معاش	۳۸
۞	حضرت خدیجہؓ کی تجارت	۳۹
۞	حضرت اسماءؓ کی تجارت	۴۰
۞	حضرت خولہؓ کی تجارت	۴۰
۞	ربیع بنت معوذ کا کسب معاش	۴۱
۞	حضرت ام عطیہؓ کا کسب معاش	۴۱
۞	خواتین کا کسبِ معاش بذریعہ زراعت	۴۲
۞	خواتین کا کسبِ معاش بذریعہ تعمیر	۴۲
۞	خواتین کا کسب معاش بذریعہ جانوروں کی پروش	۴۲
۞	حضرت بسرہ بنت صفوانؓ کا بیوٹی پالر	۴۳
۞	اُمّ عطیہؓ کا میتوں کا غسل دینا	۴۴

۞	خواتین کا کسب معاش بذریعۂ صنعت	۴۴
۞	صحابیات اور ڈاکٹر	۴۶

خواتین کو کسبِ معاش پر آمادہ کرنے کے اسباب اور اس کے نقصانات

۞	ہمارے معاشرے میں تین قسم کی خواتین ہیں	۵۰
۞	خواتین کو مغربی کلچر سے متاثر کیا جانے کا انجام	۵۱
۞	کسب معاش پر مجبور کرنے کا انجام	۵۱
۞	ہمارے زمانہ میں عورتوں کو کمانے کی ضرورت ہے کیا؟	۵۲
۞	عورتیں نوکری کیوں کرتی ہیں؟ اور اس کی وجوہات	۵۳
۞	یورپین کلچر	۵۳
۞	مردوں کی لذت پرستی	۵۴
۞	خاندان کی غربت	۵۵
۞	فیشن پرستی	۵۶
۞	نعرۂ آزادی ومساوات	۵۶
۞	صنعاتی انقلاب	۵۶
۞	مجبوری نے ملازم بنادیا	۵۷
۞	شرابی شوہر کا ظلم	۵۸

اتنا پڑھایا لکھوایا کیوں؟	۵۹
تعلیم کا مقصد	۵۹

عورت کے باہر نکلنے سے نقصانات

عورتوں کی ملازمت مفید یا نقصان دہ	۶۲
عورت کی ملازمت سے مردوں کی بیروزگاری	۶۲
خاندان منتشر ہوگیا	۶۳
زندگی کا سکون ختم ہوگیا	۶۴
بچے ماں کی ممتا سے محروم رہتے ہیں	۶۴
صحت برباد	۶۵
تاخیر سے شادی	۶۵
لڑکیوں کی ہراسانی	۶۵
مدد کا سہارا لیکر بے حیائی کرنا	۶۷
لڑکی کو غیروں کو خوش کرنے تو آگیا لیکن شوہر کو خوش کرنا نہیں آیا	۶۸
کال سنٹر میں کام کرنے والی لڑکیوں کا حال	۶۹
سیکس ورکرز	۶۹
آئی ٹی کمپنیوں میں بے حیائی	۷۰
نشہ وشراب خوری کی عادت	۷۱
نوکری کرنے والی لڑکیاں دشمن کے شکنجہ میں	۷۱

۞	لڑکیوں کا غیروں کے تہواروں میں شرکت اور بدکاری کی صورتحال	۷۲
۞	شہر کے ماحول میں ملازمت	۷۳
۞	والدین کی غلطی	۷۴
۞	جاب (jop) والی لڑکیوں کو رشتہ کیسے ہو؟	۷۴
۞	میاں بیوی میں خرچ پر جھگڑا	۷۵
۞	شادی کی تاخیر پر اثرات	۷۶
۞	ماں نہ بننے سے پیدا ہونے والے مسائل	۷۶
۞	سسرالی رشتہ داروں کے منفی رویے	۷۷
۞	نائٹ ڈیوٹی کا اخلاقی نقصان	۷۸
۞	سماجی نقصان	۷۸
۞	ازدواجی نقصان	۷۸
۞	جسمانی نقصان	۷۹
۞	یہ معاملہ اختیاری نہیں اجباری ہے	۷۹
۞	موجودہ زمانہ میں احساس کرو	۷۹
۞	حاصل بحث	۸۰
۞	ملازمت پیشہ عورتوں کے تاثرات	۸۰
۞	ملازمت پیشہ خواتین کے اولاد کے مسائل	۸۱
۞	حقیقی ماں کا اثر	۸۱

۞	میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں ملازمت کے اثرات	۸۲
۞	عورت کی ملازمت اور مشکلات	۸۳
۞	ملازم خواتین کے ساتھ برتاؤ	۸۴
۞	شرعی حدود میں ملازمت کی راہ فراہم کریں	۸۴
	خواتین کی ملازمت، احکام ومسائل	
۞	شریعت اسلامی خواتین کے لئے کسب معاش کو کس نظر سے دیکھتی ہے؟	۸۷
۞	کیا شریعت نے خواتین پر بھی نان ونفقہ کی ذمہ داری رکھی ہے؟ خواہ اپنا ہو یا بچوں کا؟	۸۸
۞	عام حالات میں خواتین کے لئے کسب معاش کو جائز لیکن غیر پسندیدہ	۸۹
۞	محض معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے معاشی جدو جہد اختیار کرنے کا کیا حکم ہے؟	۹۱
۞	گھریلو کسب معاش میں والی کی اجازت کا حکم	۹۲
۞	خواتین کے لئے ملازمت کے سلسلہ میں شرعی حدود کیا ہیں؟	۹۳
۞	ملازمت کے لئے چہرے کے پردے کا حکم	۹۴
۞	اختلاط سے اجتناب	۹۶
۞	کرایہ کی ماں کا حکم اور اس کے مفسدات	۹۸
۞	عورت کا دودھ بیچنا	۱۰۰
۞	سن رسیدہ اور کنواری کا حکم	۱۰۱

۞	ملازمت کے لئے ولی کی اجازت	۱۰۲
۞	اہل علم کی مختلف آراء	۱۰۳
۞	عورت کا ملازمت کے لئے سفر شرعی کرنا	۱۰۵
۞	مخلوط ملازمت میں پردے کے احکام کیا ہیں؟	۱۰۵
۞	لڑکیوں کے کاروبار کرنے کے شرائط	۱۰۶
۞	گھر میں خاتون کا کسب معاش کرنا	۱۰۶
۞	کم اختلاط کی صورت میں ملازمت کا حکم	۱۰۷
۞	ملازمت کی خاطر بیرونِ ممالک میں قیام کا حکم	۱۰۸
۞	شوہر نفقہ نہ دینے کی صورت میں ملازمت کا حکم	۱۰۸
۞	ملازمت کے لئے عدت میں گھر سے باہر نکلنا	۱۰۹
۞	اولاد کے نفقہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا	۱۱۱
۞	خاوند کا بیرون شہر یا باہر ملک مقیم ہونے سے پیدا ہونے والے حالات	۱۱۳
۞	ملازمت کی اجازت مجبوراً ہے	۱۱۴
۞	بے سہارا عورت کی ملازمت کا حکم	۱۱۵
۞	بلا ضرورت ملازمت کرنا	۱۱۵
۞	عورت کی کمائی حلال یا حرام؟	۱۱۶
۞	مرد وعورت کا ایک ساتھ کام کرنا	۱۱۶
۞	ایسے ادارے جہاں مرد وعورت دونوں کام کرتے ہوں	۱۱۷

۞	عورت کا بناؤ سنگھار کے ساتھ ملازمت پر جانا	۱۱۸
۞	شوہر اور محرم کے بغیر عورت کا بیرون ملک ملازمت کرنا	۱۱۸
۞	ملازمت کی غرض سے گھر سے باہر مستقل قیام	۱۱۹
۞	ملازمت کرنے والی عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں؟	۱۲۰
۞	اگر شوہر بیوی کو کسب معاش سے روک دے؟	۱۲۱
۞	کسب معاش کی دُھن میں دوسرے حقوق وفرائض سے غفلت	۱۲۲
۞	شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت	۱۲۲
۞	مسلمان خواتین اور نرسنگ	۱۲۴
۞	ایئر ہوسٹس کی نوکری کرنا	۱۲۵
۞	عورت کا نیوز چینل کی ملازمت	۱۲۶
۞	عورت کا اسکول میں پڑھانا	۱۲۷
۞	لیڈی پولیس بننا	۱۲۷
۞	عورت کے لئے ڈرائیونگ	۱۲۹
۞	عورتوں کی مخصوص چیزیں فروخت کرنے کے لئے لڑکیوں کو ملازمت پر رکھنا	۱۲۹
۞	عورت کے لیے عدالت میں وکالت یا جج کا پیشہ اختیار کرنا	۱۳۳
۞	عدت میں ملازمت	۱۳۳
۞	چند قابل غور امور	۱۳۴

ملازمت پیشہ خواتین گھر اور ملازمت سے انصاف کیسے کریں؟

۞	عورت کی ملازمت سے متعلق چند نکات	۱۳۸
۞	خواتین اپنے فرضِ منصبی کو پہچانیں	۱۳۹
۞	ملازمت چھوڑ دیں	۱۴۰
۞	صحت کی فکر کریں	۱۴۱
۞	نصب العین طئے کریں	۱۴۱
۞	ترجیحات متعین کریں	۱۴۱
۞	نظام الاوقات کی پابندی	۱۴۲
۞	گھر کو وقت دینا	۱۴۳
۞	آسان حل نکاح ثانی کریں	۱۴۳
۞	خواتین کو طاقتور بنانے کا قومی منشور	۱۴۴
۞	خواتین کی ملازمت کے آداب	۱۴۵
۞	مسلمانوں کی ذمہ داریاں (کچھ کرنے کے اہم کام)	۱۴۵
۞	عورت کونسی نوکری کرسکتی ہے؟	۱۴۶
۞	تجاویز برائے ملازمت خواتین:	۱۴۸
۞	مرتب کی کتابیں	۱۵۲

تقریظ

مفتی امانت علی صاحب مدظلہ العالی

استاذ دارالعلوم وقف دیوبند

موجودہ احوال میں عصری تعلیم کا بہت زور ہے، پھر اس تعلیم کے بعد ایک، بعد ایک بڑا طبقہ ملازمت کے لیے کوشاں نظر آتا ہے کہ تعلیم ہی اسی لیے حاصل کی ہے، اس دوڑ میں مردوں کے ساتھ عورتیں بھی شریک ہیں، مغرب کی نقالی کہیے یا مساوات مرد وزن کا فلسفہ بہر حال عورتوں میں گھر سے باہر نکلنے کا رجحان بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے، شہروں کی تو کیا بات دیہاتوں میں بھی بڑی تعداد میں خواتین گھر سے باہر نکل رہی ہے، اس کے نتیجے میں جو فساد پیدا ہو رہا ہے وہ الامان والحفیظ۔

موجودہ دور میں ارتداد کے فتنے بہت تیزی کے ساتھ پھیل رہے ہیں ان میں جہاں مخلوط تعلیم کا بڑا کردار ہے وہیں ملازمت بھی اس کے عوامل میں سے ایک ہے، بحیثیت مسلمان خاتون کے اس کا فرض ہے کہ شریعت کے احکام کو پیش نظر رکھے، اور گھر سے نکلنے اور ملازمت کرنے کے سلسلے میں شریعت نے جو رہنمائی کی ہے اس کو ملحوظ خاطر لائے، اسلام کا بنیادی حکم یہ ہے عورتیں گھروں میں رہیں اس میں عورت اپنی ذمہ داری، بچوں کی تربیت، شوہر کے حقوق نسل کی حفاظت جیسے امور کو بہتر انجام دے سکتی ہیں لیکن اگر گھر سے باہر نکلنے کی ضرورت ہو تو پھر پردے کے ساتھ گھر سے باہر نکل سکتی ہیں، اگر کام کرنے کی ضرورت ہو تو ایسے اداروں میں کام بھی کر سکتی ہیں جہاں مردوں سے زیادہ اختلاط نہ ہو اور وہ اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کر سکیں۔

پیش نظر کتاب اسی تناظر میں لکھی گئی ہیں کہ اگر خواتین ملازمت کرتی ہیں تو کس طرح کی

ملازمت کرسکتی ہیں اور کس طرح کی ملازمت کرنا شرعا ان کے لیے نا جائز ہے، پھر اگر ملازمت کرتی ہیں تو ان کے لیے گھر سے باہر نکلنے کے کیا حقوق وآداب ہیں، شرعی احکام کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے دنیوی واخروی کیا نقصانات ہیں۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے جس میں قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی روشنی میں لڑکیوں کی ملازمت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

کتاب کے مؤلف گرامی قدر حضرت مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی (ناظم دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد) ماشاء اللہ تحریر وتقریر دونوں میدان کے بہترین شہ سوار ہیں، ان کی تقریریں بھی شوق سے سنی جاتی ہیں اور تحریریں بھی ذوق سے پڑھی جاتی ہیں امید ہے کہ مؤلف گرامی قدر کی یہ کتاب بھی پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف اور ان کے شریک کار مفتی سید سلمان قاسمی استاذ دارالعلوم رشیدیہ، حیدرآباد) کی علمی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کتاب کا افادۂ عام وتام فرمائے۔

(مفتی) امانت علی قاسمی (صاحب مدظلہ العالی)

استاذ ومفتی دارالعلوم وقف دیوبند

۲۰۲۶/۸/۱۰ء

تقریظ

مولانا موسیٰ خان صاحب مدظلہ العالی

استاذ حدیث احیاء العلوم ٹپہ چبوترہ حیدرآباد

موجودہ دور کے سلگتے ہوئے مسائل میں ایک اہم مسئلہ عورتوں کی ملازمت کا ہے، مسلمانوں کی دین سے دوری، علم دین سے محرومی اور مغربی تہذیب وتمدن سے وابستگی و وارفتگی کی وجہ سے اس وقت مسلمانوں کے اندر جو مسائل پیدا ہو گئے ہیں، ان میں ایک عورتوں کی ملازمت کا مسئلہ بھی ہے، اسلام کا حکم یہ ہے کہ جب تک کوئی شدید مجبوری نہ ہو، اور عورت کے خود کی اور اس چھوٹے بچوں کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے لیے کوئی انتظام نہ ہو، اور نہ کوئی اس کی کفالت کرنے والا ہو تو شریعت نے اس کو حدود وقیود کی پابندی کے ساتھ ملازمت کی اجازت دی ہے، لیکن اس کی آڑ میں احکامِ دین کو پس پشت ڈال کر صرف دولت اور حرص وہوس کی خاطر مال جمع کرنے کے مقصد سے عورت کا ملازمت کرنا شریعت میں انتہائی ناپسندیدہ بلکہ ناجائز ہے، اس وقت اکثر عورتیں یا تو پہلی بات ہی میں نکل جاتی ہیں، یعنی ان کو ایسی کوئی شدید ضرورت نہیں ہوتی، انھوں نے چاہت کو ضرورت کا درجہ دے رکھا ہے، یا ضرورت کی خاطر ملازمت کر رہے ہیں، مگر احکام شریعت پر وہ، اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت، بلاضرورت گفتگو بلکہ بے تکلفی وغیرہ جیسی چیزوں سے بچنے کا اہتمام نہیں ہوتا جسکی وجہ سے یہ ملازمت ان کے لئے گناہ بن جاتی ہے، جس کے سنگین نتائج طرح طرح کے فتنوں کے ظہور کی شکل میں سامنے آتے ہیں، جب کہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا ہی فتنہ سے خالی نہیں ہے تو ایسی ملازمت کیسے فتنہ نہ ہوگی۔؟

اس لیے ضروری ہے کہ خواتین کی ملازمت کے لیے دین وشریعت کے احکام کیا ہیں معلوم کیے جائیں۔؟ تاکہ اس کی روشنی میں ملازمت کے عمل کو انجام دینے میں شر

عی رہبری حاصل ہو اور اس کے غیر شرعی نقصانات سے حفاظت ہو۔

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی صاحب ناظم دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم نے اپنی خطابت کی مسجد ''مسجد گنج شہیداں' میں دو جمعہ اس موضوع پر خطاب کیا تو آپ کے شاگرد اور دارالعلوم رشیدیہ کے استاذ مفتی سید سلمان صاحب نے مفتی صاحب کی نگرانی میں مزید اہل علم کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئیں اس کو جامع بنانے کی کوشش کی ہے اور اس کتاب کے اندر جامعیت کے ساتھ عنوان کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس میں عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے سے متعلق دین وشریعت کے کیا احکام ہیں ۔؟ اور ملازمت کا کیا حکم ہے ۔؟ کن حالات میں ملازمت کی جاسکتی ہے ۔؟ اور اس کے دینی و دنیوی نقصانات، اس طرح کی تمام باتوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

یہ کتاب اس قابل ہے کہ خاص طور پر مال دار گھرانوں کی لڑکیوں اور خواتین تک پہونچائی جائے جو اسکول وکالج کی اعلی تعلیم حاصل کرتی ہیں، اور ملازمت میں دل چسپی بھی اکثر ان ہی خواتین میں پائی جاتی ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ شاید جس طبقہ کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی ہے، یا جس طبقہ کو اس کی شدید ضرورت ہے، وہ اس کی زبان سے واقف ہیں، اور نہ ہی ان کو دینی احکام کی کوئی پروا رہتی ہے، لیکن علماء کرام حالات سے مایوس نہیں ہوتے، اللہ تعالی کی ذات سے امید رکھتے ہوئے محنت وکوشش میں لگے رہتے ہیں، اسی سلسلہ کی یہ کوشش ہے، اگر ممکن ہو تو اس کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر اسکول و کالج میں پڑھنے و پڑھانے والی خواتین اور ان کے سرپرستوں تک پہونچائی جائے، اسی طرح اس وقت مسلم خواتین کا ایک بڑا طبقہ آئی ٹی سیل سے وابستہ ہے، ان تک بھی اس کتاب کو پہونچانے کی کوشش کی جائے تو شاید یہ تک اپنے مصرف تک پہونچے گی۔

اللہ تعالی اپنے کرم سے مرتب کی اس کوشش کو بے حد قبول فرمائے، اور عورتوں کے حق میں خاص طور پر مفید بنائے۔ امین۔

(مولانا) محمد موسی خان ندوی (صاحب مدظلہ العالی)

پردۂ خاطر

الحمدلله الذی کفی وسلام علی عباده الذین اصطفی

امابعد!

جناب حافظ مبشر حسین صاحب لاہوری لکھتے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں تین قسم کی خواتین ہیں:

۱۔درمیانے طبقے سے تعلق رکھنے والی :اس طبقے کی خواتین کو گھر کا سارا کام کاج تقریباً خود ہی کرنا پڑتا ہے،شوہر کے بروقت کھانے'لباس اور دیگر چھوٹی موٹی چیزیں مہیا کرنا' بچوں کی دیکھ بھال اور خانہ داری کے چھوٹے موٹے کام کرنا ان کے لیے ضروری ہوتا ہے،اس دوران عورت بیمار بھی ہوتی ہے'تھکاوٹ کا سامنا بھی کرتی ہے اور دودھ پیتے بچے کو بھی اٹھائے پھرتی ہے،اگر اس عورت کو یہ کہا جائے کہ وہ روزانہ صرف چار گھنٹوں کے لیے تن تنہا گھر سے باہر وقت دے تو یہ اس کے لیے ممکن ہی نہیں،کیونکہ ایسا کرنے سے یا تو خانگی امور سخت متاثر ہوں گے یا پھر دہری مشقت اٹھا کر خود بہت سے مسائل اور دباؤ کا شکار ہو جائے گی۔ہمارے معاشرے کی اکثر خواتین کا تعلق اسی طبقے سے ہے۔

۲۔خوش حال طبقے سے تعلق رکھنے والی :اس قسم کی خواتین کو نہ معاشی مسائل کا سامنا ہوتا ہے اور نہ گھریلو کام کاج ہی کی زیادہ مشقت ہوتی ہے،گھر کے سارے کام نوکر چاکر اور خادمائیں وغیرہ انجام دیتی ہیں،اس طبقے کی خواتین گھر سے باہر وقت صرف کر سکتی ہیں،ان کے لیے ممکن ہوتا ہے کہ اپنی تعلیم'قابلیت اور صلاحیت کے حوالے سے معاشرے کی اسلامی حدود کے اندر خدمت انجام دینے کے لیے کوئی ملازمت کریں۔

۳۔غریب طبقے سے تعلق رکھنے والی :اس قسم کی خواتین کو سخت معاشی مسائل کا سامنا ہوتا ہے، پھر گھر کے تمام کام کاج بھی خود انجام دینے ہوتے ہیں،شوہر کی آمدنی کم ہوتی ہے

مگر گھریلو اخراجات کی فہرست طویل ہوتی ہے، چنانچہ شوہر کے ساتھ بیوی کو بھی کوئی نہ کوئی ملازمت کرنا پڑتی ہے، خواہ گھر میں رہ کر کرے، یا گھر سے نکل کر۔ حتیٰ کہ ان کے بچے بھی بلوغت سے پہلے ہی ان کے ساتھ محنت مزدوری شروع کر دیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں اس طبقے کی بھی کمی نہیں ہے"۔(۱)

البتہ چوتھی قسم اُن خواتین کی بھی ہے جو عصری تعلیم یافتہ طبقہ میں محض تکمیل شوق، مغربی کلچر سے متاثر اور مساواتِ مرد وزن کی وجہ سے ملازمت اپناتی ہے، سعودی عرب کی خاتون سیکریٹری وزارت شہری خدمات ہند الزاہد کے 2019ء کے بیان کے مطابق اس سال دوران سرکاری اداروں میں کام کرنے والی سعودی خواتین کا تناسب 40.2 فیصد ہے، 2020ء میں اسے 42 فیصد تک پہنچا دیا جائے گا، سعودی عرب کے اخبار الوطن کے مطابق سیکریٹری وزارت شہری خدمات کا کہنا تھا کہ سرکاری اداروں کے کلیدی عہدوں پر بھی خواتین کے تقرر کا تناسب بڑھایا جائے گا۔ جب مسلم ممالک کا یہ حال ہے تو پڑوس ملک اور غیر مسلم ممالک کا کیا حال ہوگا اندازہ کرلیں!

اس سلسلہ میں چند بنیادی باتیں اہل علم وفتاوی کی ہیں:

پہلی بات : شریعتِ مطہرہ میں عورت کا اپنے گھر سے نکلنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے معاملہ میں بھی یہ پسند فرمایا کہ عورتیں اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھیں اور اسی کی ترغیب دی، مرد کو باہر کی ذمہ داری اور عورت کو گھر کی ذمہ داری کی یہ تقسیم نہ صرف اسلام کا مزاج ہے بلکہ یہ ایک فطری اور متوازن نظام ہے جو مرد وعورت دونوں کے لئے سکون وراحت کا باعث ہے۔

دوسری بات: عام حالات میں کمانے کی غرض سے بھی عورت کا نکلنا منع ہے، شادی سے پہلے اگر اُس کا اپنا مال نہ ہو تو اُس کا نفقہ اس کے باپ پر لازم ہے اور شادی کے بعد

---

(۱) (ماہنامہ ترجمان القرآن، ستمبر ۲۰۰۵، فقہ اسلامی، خاندان اور معاشرت، اسلام میں خواتین)

خواہ عورت کا مال ہو یا نہ ہو اُس کا نفقہ اُس کے شوہر پر لازم ہے؛ تا کہ گھر سے باہر نکلنے کی حاجت پیش نہ آئے" الرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ"۔(۱)

ترجمہ : مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں"۔

لہذا کسی عورت کو اگر نفقے کی تنگی یا مخصوص حالات کے تحت معاشی بدحالی کا سامنا نہیں، تو محض معیار زندگی بلند کرنے اور زندگی میں خوشحالی پیدا کرنے کے واسطے گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے۔

تیسری بات: عورت کو اگر معاشی تنگی کا سامنا ہو اور شوہر اس کی ذمہ داری سے قاصر ہو یا تساہل کرتا ہو اور گھر میں رہ کر عورت کے لیے کوئی ذریعہ معاش اختیار کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری اور شدید ضرورت کے وقت عورت ملازمت کے لیے گھر سے باہر چند شرائط کے ساتھ نکل سکتی ہے، چناں چہ حضرات فقہائے کرام نے معتدۃ الوفات کو کسبِ معاش کے لیے دن میں گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے:

[۱] ملازمت کا کام فی نفسہ جائز کام ہو ایسا کام نہ، جو شرعاً ناجائز یا گناہ ہو؛ کیوں کہ ممنوع وناجائز کام کی ملازمت بہر صورت ناجائز ہے۔عورت کے لیے ملازمت ناگزیر ہونے کی صورت میں اور اس شرط کے پائے جانے کے ساتھ کہ وہ ملازمت جائز کام کی ہے۔

[۲] احکامِ ستر وحجاب کی پوری پابندی کرنا ہے، اس کی تفصیل شرعی تعلیمات کی روشنی میں درج ذیل ہے۔

(الف) : شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو، باہر نکلنے کے وقت شدید ضرورت کی حالت

---

(۱) سورہ نساء ۳۴:

میں اگرچہ چہرہ اور ہاتھ کھولنے کی اجازت ہے؛ مگر فتنے کا خوف ہو تو ان کے کھولنے سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے، موجودہ دور جو فتنہ کا خوف ناک دور ہے، اس میں عام حالات میں حکم چہرہ چھپانے ہی کا ہے۔

(ب): لباس دبیز، سادہ اور جسم کے لیے ساتر ہو، بھڑک دار، جاذب، پرکشش اور نیم عریاں قسم کا نہ ہو، کپڑے باریک نہ ہوں جن سے سر کے بال یا کلائی وغیرہ ستر کا کوئی حصّہ نظر آئے، کپڑے تنگ وچُست نہ ہوں جو بدن کی ہَیئات (سینے کا اُبھار یا پنڈلی وغیرہ کی گولائی وغیرہ) ظاہر کریں، بالوں یا گلے یا پیٹ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصّہ ظاہر نہ ہو؛ کیوں کہ حدیث میں عورت کے لیے ایسا لباس پہننے کی ممانعت اور وعید وارد ہوئی ہے:

"رب نساء كاسيات عاريات مميلات ومائلات، لا يدخلن الجنّة ولا يجدن ريحها وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا"(۱)

ترجمہ: کچھ عورتیں ہیں جو کپڑا پہننے والی ہیں (مگر) وہ برہنہ ہیں، دوسروں کو مائل کرنے والی ہیں اور خود بھی مائل ہونے والی ہیں (ایسی عورتیں) ہرگز جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھ پائیں گی حالانکہ اس کی بو اتنی اتنی دور سے آئے گی۔

(ج) بناؤ سنگار اور زیب وزینت کے ساتھ نیز خوشبو لگا کر نہ نکلے، قرآن کریم میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے ارشاد باری ہے: "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى"(۲)

احادیث میں بھی خوشبو لگا کر نکلنے والی عورت کو زانیہ قرار دیا گیا ہے:

"كل عين زانية والمرأة إذا استعطرت فمرت بالمجلس

---

(۱) مسلم شریف ۱: / ۳۹۷

(۲) احزاب ۳۳:

فهي كذا و كذا يعني زانية"(۱)

ترجمہ: ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے اور عورت جب خوشبو لگا کر مجلس کے پاس سے گذرتی ہے تو وہ زنا کرنے والی ہوتی ہے۔

(د) ایسا زیور پہن کر نہ نکلے جس سے آواز آتی ہو۔ "وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ "۔(۲) ترجمہ: اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جاوے۔

[۳] مردوں سے بالکل اختلاط نہ ہو، اگر کبھی کسی مرد سے اتفاقیہ گفتگو کی نوبت آئے تو عورت لوچ دار طرزِ گفتگو کے بجائے سخت لہجہ اختیار کرے تاکہ دل میں بے جا قسم کے وساوس وخیالات پیدا نہ ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ"۔(۳)

ترجمہ: تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے۔ (چند اہم عصری مسائل)

[۴] کسی نامحرم سے بات چیت نہ ہو، ایسی ملازمت اختیار نہ کرے جس میں کسی کے ساتھ تنہائی حاصل ہوتی ہو بلکہ کبھی نامَحرَم کے ساتھ معمولی سی دیر کے لئے بھی تنہائی نہ ہوتی ہو۔

[۵] عورت کے ملازمت کی جگہ رہنے یا باہر آنے جانے میں کسی طرح کے فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔

[٦] ملازمت کی وجہ سے خانگی امور میں لاپرواہی اور حق تلفی لازم نہ آئے، مثلاً شوہر کے حقوق اور اولاد کی تربیت اور ان کے حقوق میں اس خدمت سے خلل نہ پیدا ہو، کیوں کہ

---

(۱) ترمذی: رقم: ۲۷۸٦

(۲) سورہ النور: ۳۱

(۳) الآیت، احزاب: ۳۲

عورت کی اولین اور اہم ذمہ داری، بچوں کی تعلیم وتربیت اور امور خانہ داری ہے، ملازمت ثانوی درجہ کی چیز ہے، شریعت نے عورت کو اس کا مکلف بھی نہیں بنایا، اگر اس کی وجہ سے دیگر واجب حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہو تو ملازمت اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

[۷] راستہ پر امن ہو؛ یعنی آمد ورفت کے دوران کسی شر اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، گھر سے کام کی جگہ تک آنے جانے کا معقول بندوبست ہو۔

[۸] ولی وسرپرست کی اجازت ہو، شادی کے بعد شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت درست نہیں ہے جبکہ شوہر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرتا ہو۔

مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ بوقت ضرورت ملازمت کرنے کی گنجائش ہے اور مذکورہ شرطوں میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں گناہ اور ناجائز ہوگی، جہالت، آزادی وبے باکی کا دَور ہے، مذکورہ پانچ شرائط پر عمل فی زماننا مشکل ترین ہے، بے پردگی، بے تکلفی اور بدنگاہی سے بچنا قریب بہ ناممکن ہے۔

ایسی صورت میں عورت گھر اور دفتر وغیرہ کی ملازمت کے بجائے کوئی گھریلو کسب اختیار کرے۔

چوتھی بات : یہ بھی غور کرنے کا مقام ہے کہ جہاں عورتوں کی ملازمت سے بظاہر کچھ فوائد محسوس کئے جاتے ہیں، وہیں معاشرے پر اس کے بہت زیادہ خراب اثرات بھی پڑ رہے ہیں؛ مثلاً: خاندانی رکھ رکھاؤ ختم ہوجاتا ہے، زوجین کے مزاج وانداز میں ایک دوسرے سے دوری پیدا ہوجاتی ہے، بچوں کی تربیت نرسری کے حوالے ہوجاتی ہے، عورت کی ملازمت ہی کے نتیجے میں طلاق وتفریق کے مسائل بھی بہ کثرت رونما ہو رہے ہیں۔

پانچویں بات : اگر کسی عورت کو واقعی معاشی تنگی کا سامنا ہونے کی بنا پر ملازمت ناگزیر ہوجائے تو بہ وقت ضرورت ملازمت اختیار کرنے کی صورت میں اسے اللہ اور اس کے رسول پر کامل ایمان اور اسلام کے احکام پر پختہ یقین رکھنے والی مسلم خاتون کی طرح اسلام

کے حکم حجاب کو بھی تسلیم کرتے ہوئے، حجاب کی شرعی ہدایات پر کاربند اور عمل پیرا ہونے میں فخر محسوس کرنا چاہیے؛ کیوں کہ یہ اسلام کا خصوصی حکم اور اس کا شعار ہے؛ لہٰذا عورت خود اپنے حالات میں غور کرلے کہ اس کو ملازمت کی ضرورت کس درجہ کی ہے اور ملازمت اختیار کرنے میں کیا کیا امور ناجائز وگناہ کے اسے اختیار کرنے پڑیں گے؛ جن سے ایک مسلم خاتون کی حیثیت سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کرنا، اس کے ذمہ لازم وضروری ہے، حاصل یہ ہے کہ مجبور کن حالات میں بھی خلافِ شرع امور سے اجتناب کی راہ اختیار کرنا، عورت کی خود اپنی ذمہ داری ہے۔ (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)

ساتویں بات: ہرگز ایسا نہیں ہے کہ عورت کا ملازمت یا کاروبار کرنا بہرصورت حرام ہے، بلکہ شریعت چند شرائط کے ساتھ اس کی اجازت بھی دیتی ہے، جو ذکر کئے گئے، بوقت ضرورت شرائط کے ساتھ اگر کوئی عورت ملازمت اختیار کرلیتی ہے تو اس کی آمدنی (تنخواہ) جائز ہے اور اس کی مالک وہ خود ہی ہوگی۔

آٹھویں بات : ''خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات'' ایفا پبلیکشنز (121۔ ایف جوگائی، جامعہ نگر، نئی دہلی 110025) نے شائع کی ہے۔ یہ کتاب ''سماج میں خواتین کا دائرہ، ملازمت اور کسب معاش کے سلسلہ میں ان کے احکام اور حدود وشرائط، کتاب و سنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں تفصیلی وضاحت پر مشتمل مقالات علماء ہند کے فیصلوں اور مباحثات کا مجموعہ بہ موقع 18 واں سمینار منعقدہ مدورائی بتاریخ 2۔4 / ربیع الاول 1430ھ م 28 / فروری تا 2 / مارچ 2009ء'' پر مشتمل ہے، اہلِ علم کے مطالعہ کی اہم کتاب ہے، اسی طرح حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کا رسالہ بھی اس سلسلہ میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

نویں بات: عاجز نے دو جمعہ خواتین کی ملازمت سے متعلق بیان کیا تھا جسے عزیزم مفتی سید سلمان سلمہ شریک شعبہ تصنیف وتالیف دارالعلوم رشیدیہ نے ''خطباتِ قاسمی'' کا حصہ بنانے

کی خاطر ضبط وترتیب دیا تھا، پھر اُنہیں کی خواہش پر مزید دیگر اہلِ علم کی تحریرات سے استفادہ کرتے ہوئے مسائل کا اضافہ کیا، تحریرات جمع کرنے کی سعی حاصل مفتی سید سلمان قاسمی کی ہے، چنانچہ تقریر وتحریر یہ سنگم ہے۔

دسویں بات: بنات کے اداروں میں محاضرات کی شکل میں یا کتبِ مطالعہ میں شامل کیا جائے یا سنڈے کلاس برائے خواتین میں سلسلہ اور بیان کیا جائے تو اُمید ہے اس سے نفعِ عام ہوگا، قابل اصلاح امور کی نشاندہی مخلص احباب کی طرف سے ہو جائے تو عاجز سمیت ادارہ کا شعبہ بھی شکرگذار رہے گا۔

حضرت مولانا موسیٰ خان صاحب دام ظلہ اور حضرت مولانا مفتی امانت علی صاحب دام ظلہ نے اپنی قیمتی تقریظ سے نوازنے اور اس علمی واصلاحی کوشش کی حوصلہ افزائی فرمانے پر عاجزتہِ دل سے شکرگزار ہے، اہلِ علم حضرات کی توجہ اور علمی تائید ہمارے لیے باعثِ سعادت بھی ہے اور حوصلہ افزائی کا ذریعہ بھی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے، فیوض کو عام فرمائے، اور اس عنایت کو شرفِ قبولیت بخشے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو معاشرے کی اصلاح، مسلم خواتین کی صحیح رہنمائی اور امت کی دینی و اخلاقی حفاظت کا ذریعہ بنائے، اور تمام علمی و اصلاحی خدمات کو صدقۂ جاریہ بنا کر قبولیت نصیب فرمائے۔

احمد اللہ نثار قاسمی نقشبندی مجددی

۱۲/صفر المظفر/ ۱۴۴۸ھ

2026/07/28ء

کسبِ معاش سے متعلق مرد وعورت کی تقسیم

اسلام کی جامعیت اور خواتین پر احسان

رسول اللہ ﷺ دنیا میں رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے، یوں تو کوئی گروہ انسانی ایسا نہیں ہے جو آپ کے سایہ رحمت سے محروم ہو؛ بلکہ دوسری مخلوقات کے بارے میں بھی آپ ﷺ نے مشفقانہ سلوک کی تلقین کی اور عملی طور پر رحم دلی اور مہربانی کا برتاؤ فرمایا لیکن آپ کی بعثت کے وقت جو طبقہ زیادہ مظلوم اور ناانصافی کا شکار تھا، اس پر آپ کی نگاہ رحمت خاص طور پر متوجہ ہوئی، ٹھیک اسی طرح جیسے ماں باپ اپنی اولاد میں سے معذور اور کمزور بچوں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں دو طبقے سر فہرست ہیں : غلام اور عورتیں آپ ﷺ کی تعلیمات اور ہدایات کے نتیجہ میں بتدریج غلامی کی زنجیریں کٹتی گئیں، یہاں تک کہ غلام اور باندی عملاً دنیا سے ناپید ہو گئے۔

عورتوں کو نہ صرف سماجی اعتبار سے ظلم و جور کا شکار بنایا جاتا تھا؛ بلکہ اہل مذاہب اور اصحاب عقل و دانش بھی ان کے متعلق نہایت اہانت آمیز تصورات رکھتے تھے، انہیں گناہ کا دروازہ سمجھا جاتا تھا، انہیں منحوس خیال کیا جاتا تھا، انہیں شیطانی آفت کہا جاتا تھا، ان کے بارے میں یہ بحث جاری تھی کہ ان کے اندر انسانی روح کارفرما ہے یا حیوانی روح؟ جاہلوں نے نہیں، عالموں نے اور نادانوں نے نہیں، عاقلوں نے یہاں تک کہا کہ عورت انسان سے کمتر اور دیوان سے بدتر ایک الگ مخلوق ہے۔

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے ان تصورات کو بدلا اور عورتوں کو عزت کا مقام دیا : یہاں تک کہ ماں کے بارے میں فرمایا کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔

بیوی کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اس کے ساتھ بہتر اخلاق وسلوک انسان کے بہتر ہونے کے لیے معیار ہے اور بیٹی کے بارے میں فرمایا گیا کہ جو محبت کے ساتھ اس کی پرورش کرے گا۔ وہ جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ہم نشیں رہے گا، ان تعلیمات کا اثر یہ ہوا کہ عورتوں کو معاشرہ میں عزت و احترام کا مقام حاصل ہوا اور پوری دنیا میں ان کے تئیں

انصاف اور حسن وسلوک کی آواز اٹھنے گئی۔(۱)

کسب سے متعلق اسلام کی اصولی رائے

مردوں اور عورتوں کے بارے میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ انہیں تقسیم کار کے ساتھ زندگی گزارنی چاہئے، باہر کی تگ دوڑ دھوپ مردوں کے ذمہ ہے؛ اسی لئے ان پر کسب معاش کو فرض قرار دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا : ''طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة''۔(۲) نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا : ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ﴾ (۳) اس طرح جہاد اور لوگوں کے تحفظ کی ذمہ داری مردوں پر رکھی گئی ہے، عورتوں پر نہیں، مردوں پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو واجب قرار ہیں دیا گیا، عورتوں پر جماعت واجب قرار نہیں دی گئی، عورتوں سے فرمایا گیا کہ وہ گھر کی ملکہ ہیں ''المرأة راعية على بيت بعلها'' (۴) اس لئے ان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز گھر کو بنانا چاہئے : ﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى (۵)

یہ تقسیم کار یوں تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے فائدہ مند ہے؛ کیوں کہ جب بیوی گھر میں ہو، تو شوہر امور خانہ داری کی سے مطمئن ہوتا ہے اور بیوی کو اپنی ضروریات زندگی کے لئے کوئی فکر نہیں کرنی پڑتی؛ بلکہ شوہر محنت مزدوری کر کے اپنی ساری کمائی بیوی کے قدموں میں ڈال دیتا ہے، لیکن عورتوں کے لئے یہ زیادہ مفید ہے؛ کیوں کہ جو

---

(۱) خواتین کی ملازمت ۱۰ :

(۲) السنن الکبریٰ، حدیث ۱۱۴۷۵ :

(۳) الجمعہ ۱۰ :

(۴) صحیح البخاری، حدیث ۲۴۱۶ :

(۵) الاحزاب ۳۳ :

عورتیں ملازمت کرتی ہیں، انہیں بہ یک وقت دونوں ذمہ داریاں انجام دینی پڑتی ہیں، اندرون خانہ کی بھی اور بیرون خانہ کی بھی یہ عورتوں کے ساتھ یقیناً کھلی ہوئی زیادتی ہے، تقسیم کار کا نظام عورت کو اس سے نجات دیتا ہے۔(۱)

مردانہ اور زنانہ حقوق وفرائض کی یہ تقسیم نہ صرف اسلام کا مزاج ہے؛ بلکہ یہی پورے خطۂ مشرق کی روایت رہی ہے اور یہ ایک فطری اور متوازن نظام ہے، جو مرد وعورت دونوں کے لئے راحت وسکون کا باعث ہے۔

دین اسلام نے مرد کے ذمہ رکھا ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کی مالی کفالت کرے، دین اسلام کا یہ بھی امتیاز ہے کہ اس نے خواتین کو معاشی جد وجہد سے بے نیاز رکھا لیکن اگر شوہر کے معاشی حالات کمزور ہوں تو شریعت کے حدود میں رہ کر عورت کسب معاش کا کوئی ذریعہ اختیار کرسکتی ہے، گھر سے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عورت گھر کی زینت ہے

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

''وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ''(۲)

اپنے گھروں میں بیٹھی رہو زمانہ جاہلیت میں جس طرح عورتیں لاپرواہ ہوکر باہر نکلا کرتی تھی ویسا نہ نکلا کرو۔

اس میں عورتوں کو حکم دیا گیا عورت گھر کی زینت ہے گھر کی ملکہ ہے اسے باہر نکلنے کی ضرورت نہیں ہے، ہمارے اسلاف کے زمانے میں بڑے بڑے نوکریاں نہیں تھے، پھر بھی اس زمانے میں بوڑھے لوگ رات میں کھیت میں چلے جاتے ہیں، کھیت کو پانی

---

(۱) خواتین کی ملازمت ۵ :

(۲) سورہ احزاب، ۳۳

دیتے، آٹھ بچے، بارہ بارہ بچے، ان حضرات کو کثرت اولاد کے باوجود سعودیہ جانے کی ضرورت نہیں پڑھی، کویت جانے کی ضرورت نہیں پڑھی، اپنی گھر کی عورتوں کو ٹر (counter) پر بٹھانے کی ضرورت نہیں پڑی، اپنی لڑکیوں کو نوکری کروانے کے لیے باہر بھیجنے کی ضرورت نہیں پڑی، وہ کسان ہوتے ہوئے بھی آٹھ بچوں کی پرورش آسانی سے کرتے تھے، اور آج کے مرد بھی اتنے نامرد ہیں کہ اپنی لڑکیوں اور عورتوں کو مارکیٹ میں لانے کا شوق ہو رہا ہے، اپنی معاش کی خاطر کتنے بندے تو وہ ہیں جو گھر میں بیٹھ کر بچوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں، بلکہ دنیا میں ایک ملک ایسا بھی ہے کہ وہاں مرد بچوں کو پالتے ہیں، بیویاں مارکیٹ میں نوکری کرتی ہیں، مردوں کا کام ہی گھر میں بیٹھ کر بچوں کو پرورش کرنا، انہیں کھلانا کپڑے بدلوانا، انہیں پہنانا، اور گھر کی عورتیں باہر نوکری کر کے آئیں گی، حالانکہ اسلام کہتا ہے کہ ایک فرد گھر دیکھے اور دوسرا فرد مارکیٹ دیکھے، یعنی عورت گھر کی ذمہ داری دیکھے، مرد نوکری کرے باہر کی ذمہ داری نبھائے، لیکن موجودہ زمانہ میں لوگ الٹا کر رہے ہیں، مرد کو گھر میں بٹھا رہے ہیں، اور عورت کو گھر سے باہر نوکری کے لئے بھیج رہے ہیں، بچوں کی پرورش کے لیے کوئی نہ کوئی ہونا ضروری ہے، روبوٹ کے ذریعہ آدمی اپنے بچوں کی پرورش نہیں کرسکتا ہے، اجنبی یا نوکرانیوں کے ذریعہ سے اپنے بچوں کی تربیت ویسی نہیں ہوتی ہے جو ایک حقیقی ماں کرسکتی ہے، لیکن لوگ نوکری کرنے کی خاطر اپنی اولاد کو پرائی اجنبی عورتوں کے حوالے کر دیتے ہیں، اور خود پرایوں کی کمپنی اور آفس میں جا کر اپنا ئیت دکھاتے پھرتے ہیں، عورت کو کام تو کرنا ہی ہے، چاہے گھر میں رہ کر بچوں کے ساتھ کرو، ساس وسسر کے ساتھ رہو، آفس اور جاب میں جا کر کرو، خالی کہیں بھی رہنا نہیں ہے، لیکن گھر میں رہنے کو مشقت وتکلیف بنا دیا، اور آفس وکمپنی میں جا کے کام کرنے کو یہ ترقی فیشن، کلچر، بنا دیا۔

عورت کی فطرت

خواتین کے کچھ ایسے فطری عوارض ہیں کہ ان کے لیے کسب معاش کی دوڑ دھوپ

مشکل ہے، ہر ماہ انھیں ایک فطری دورانیہ سے گزرنا پڑتا ہے، جس میں اکثر وہ جسمانی اور ذہنی سکون و اعتدال سے محروم رہتی ہیں، ماں بننے کے مرحلہ میں، ولادت سے پہلے اور ولادت کے بعد کم وبیش ایک سال وہ جسمانی کمزوری اور متنوع بیماریوں سے دو چار رہتی ہیں، پھر اس کے بعد دو سال انھیں اپنے شیر خوار بچے کو دودھ بھی پلانا ہے اور جب تک بچے شعور وتمیز کے مرحلہ کو نہ پہنچ جائیں وہ ان کی محبت اور توجہ سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی نے ان کو مردوں سے زیادہ نرم ونازک اور لطیف بھی بنایا ہے، اور جو چیز لطیف ہوتی ہے وہ کمزور بھی ہوتی ہے، اگر گلاب کی پنکھڑی میں لوہے جیسی صلابت آجائے تو اس میں کیا لطافت باقی رہ سکتی ہے؟ اس لیے فطری طور پر خواتین جسمانی لحاظ سے کمزور ہوتی ہیں اور انہیں محافظ ونگہبان کی ضرورت ہوتی ہے، یہ حفاظتی حصار انہیں بچپن میں باپ کے ذریعہ جوانی میں شوہر کے ذریعہ اور بڑھاپے میں اولاد کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

ان خصوصی حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے شریعت نے خاندانی نظام میں تقسیم کار کا راستہ اختیار کیا ہے، مردوں کو سربراہ خاندان بنایا ہے، کسب معاش کے لیے دوڑ دھوپ اور تگ ودو ان کے ذمہ ہے اور عورتوں کو گھر کی ملکہ بنایا ہے، گھر کا اندرونی نظام ان کی ذمہ داری ہے، لیکن اس تقسیم کو شریعت نے پتھر کی لکیر نہیں بنایا کہ مرد گھر کے کام کاج بالکل نہ کریں اور عورتیں کسب معاش کی سرگرمی میں بالکل حصہ دار نہ بنیں، اس طرح ہمیں اسلامی تعلیمات میں اعتدال اور توازن ملتا ہے، جس میں مردوں اور عورتوں کی صلاحیتوں کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے اور سماجی اور خاندانی ضرورتیں بھی ملحوظ ہیں۔

عورت کی ذمہ داری کیا ہے؟

اللہ تعالی قران مجید میں عورتوں کو گھروں میں رہنے کی تعلیم کے ساتھ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"والأمير رَاعٍ، والرجل رَاعٍ على أهل بيته، والمرأة رَاعِيَةٌ

علی بیت زوجها وولده، فکلکم راَعٍ، وکلکم مسؤول عن رَعِیَّتِه"(۱)

عورت گھر کی ذمہ دار ہے اپنے شوہر کے گھر کی مال کی بچوں کی عزت کی حفاظت کرنا عورت کی ذمہ داری ہے، شوہر کمانے کے لیے باہر جائے گا، جب واپس آٹھ گھنٹے کے بعد آئیگا، اس درمیان میں تمہارے گھر میں کوئی غیر مرد داخل نہیں ہوگا، یہ تمہاری ذمہ داری ہے تمہارا مال یعنی شوہر کما کر لاکے دیا ہوا مال، اس کی حفاظت کرنا عورت کی ذمہ داری ہے ،اور اگر کوئی عورت گھر میں موبائل میں مصروف ہے، کہیں بچے چلے گئے ان کو لاپرواہی سے نقصان ہوگیا تو عورت گناہ گار ہوگی، بچوں کی حفاظت کرنا عورت کی ذمہ داری ہے، شوہر اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلا ہے، عورت کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے گھر کی پوری حفاظت اور نگرانی کرنا ہے، مرد اور عورتوں کے حق میں کام کی تقسیم کی گئی ہے، مرد باہر کا ذمہ دار ہے اور عورت اندر کی ذمہ دار ہے۔

عورت کا اصلی کام

عورت کا اصلی کام اپنے گھر میں کام کرنا ہے اور یہ ایسا مقدس عمل ہے جو فطری، سماجی، ازدواجی اور عائلی وظیفہ/ کام سے جڑتا ہے، یہ ایک عظیم عبادت ہے، اس میں بڑا اجر ہے، اس عمل کا اظہار چار پہلوؤں سے ہوتا ہے:

(۱) ازدواجی پہلو سے، یہ گھر اور خاندان میں میاں بیوی کا رہنا سہنا اور محبت ومودت اور سکون واطمینان کا حاصل کرنا ہے اور یہ بیوی کی اپنے شوہر کے تئیں ذمہ داری ہے۔

(۲) حاملہ ہونا اور بچے جنم دینا، اس کے بعد رضاعت وحضانت کا مرحلہ ہے، اس سے متعلق حیض ونفاس کا معاملہ ہے، یہ تمام امور عورتوں کے ساتھ خاص ہیں، ان میں مرد کسی

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث ۱۸۲۹:

صورت میں عورت کا ساتھ دے ہی نہیں سکتا، یہ ممتا کا عمل ہے۔

(۳) اولاد کی پرورش وتربیت، یہ بچپن اور بچے کے شروع کے برسوں کے ساتھ خاص ہے اس کا وافر حصہ اور اولیت ماں کو حاصل ہے اور یہ حضانت وتربیت کا عمل ہے، اللہ تعالیٰ نے ماں کے اندر شفقت ومحبت، رحمت ومہربانی اور صبر و برداشت کا مادہ ودیعت کر رکھا ہے، ماں کے علاوہ کوئی اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

(۴) شوہر کے گھر، مال، آبرو کی حفاظت، اور یہ نگہبانی و امانت اور حفاظت کا عمل ہے، سابقہ وظائف کا ہر پہلو عورت سے محنت ومشقت اور توجہ چاہتا ہے، جس کے لئے پوری طرح فراغت اور کافی وقت اور لازمی محنت چاہیئے، جو اس کی طاقت وقوت کو روز بروز کم کرتی رہتی ہے، اس کے خالی اوقات کو مشغول رکھتی ہے، سماج اور قوم میں اس کی حیثیت، اس کے وجود اور اس کی شخصیت کو ثابت کرتی ہے۔

تقسیم کار اور عورت گھر کی مالکہ ہے

شریعت نے خاندانی نظام کے بقا، بچوں کی بہتر نگہداشت اور خواتین کی فطری صلاحیت کی رعایت کرتے ہوئے، ذمہ داریوں کی اس طرح تقسیم کی ہے، کہ کسب معاش کی ذمہ داری، جس کے لئے محنت، مزدوری، دوڑ دھوپ کی ضرورت پیش آتی ہے، وہ مرد پر رکھی گئی ہے اور امور خانہ داری خواتین سے متعلق رکھے گئے ہیں، اس کی یہ تعبیر درست نہیں ہے کہ عورت گھر کی خادمہ ہے؛ بلکہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ عورت گھر کی مالکہ ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"المرأة راعية على بيت بعلها وولده وهي مسئولة عنهم" (۱)

یعنی عورت گھر کی ذمہ دار اور اس کی انچارج ہے، عورت کو چاہے وہ کسب معاش کی

---

(۱) صحیح البخاری، حدیث ۲۵۵۴ :

صلاحیت رکھتی بھی ہو، کسب معاش پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، یہ خواتین کے لئے بہت بڑی رحمت ہے، آج مغربی دنیا میں خواتین سے دوہری خدمت لی جاتی ہے، ان کو بچوں کی پرورش اور اُمور خانہ داری کی بھی تکمیل کرنی پڑتی ہے اور ملازمت کرکے پیسے بھی کمانے پڑتے ہیں اور معاشی ذمہ داریوں میں شریک ہونا پڑتا ہے۔

تقسیم کار میں خاندانی نظام کا بقا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اس تقسیم کار میں خاندانی نظام کا بقا ہے، انسانی فطرت یہ ہے کہ باہمی احتیاج اور ضرورت مندی سے تعلقات استوار رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی صلاحیت باقی رہتی ہے، مزدور سرمایہ دار کو اس لئے برداشت کرتا ہے کہ اس کی روزی روٹی سرمایہ دار سے متعلق ہے، سرمایہ دار مزدور سے اپنا تعلق اس لئے بنائے رکھنا چاہتا ہے کہ جب تک مزدوران کے ہاتھ نہیں لگیں، محض سرمایہ سے کوئی چیز نہیں بن سکتی، یہی حال زندگی کے دوسرے شعبوں کا ہے، ازدواجی زندگی کا مسئلہ بھی اسی طرح ہے، شوہر اپنے ذہنی وقلبی سکون نیز گھر اور بچوں کی نگہداشت اور تربیت کے لئے بیوی کا محتاج ہے اور بیوی اپنی ضروریات زندگی اور تحفظ کے لئے شوہر کی ضرورت مند ہے، یہ ایک دوسرے کی ضرورت باہم تعلقات کی استواری کا سبب بنتی ہے اور انسان ایک دوسرے کو برداشت کرتا ہے، اگر شوہر عیاشی کا راستہ اختیار کرلے اور اس کا دل بال بچوں کی محبت سے خالی ہوجائے تو بیوی سے بے اعتنائی پیدا ہوجاتی ہے اور اس کی کمزوریوں کو برداشت کرنے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے۔

اسی طرح عورت اپنی ضروریات زندگی کے بارے میں شوہر سے بے نیاز ہوجائے تو ناگواریوں کے باوجود اس سے نباہ کی صلاحیت نہیں رہتی، غرض کہ گھر اور باہر کی ذمہ داریوں کی تقسیم شوہر و بیوی کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے رہیں اور ہلکے پھلکے ناخوشگوار واقعات کو برداشت کرلیا کریں، مغربی ملکوں میں چوں کہ عورتوں کو گھر سے

باہر لایا گیا، دو مردوں ہی کی طرح معاشی دوڑ دھوپ میں مشغول کر دی گئیں ؛ اس لئے طلاق کی کثرت ہوگئی ،نکاح کے رشتے مکڑی کے جالے کی طرح قائم ہونے اور ٹوٹنے لگے اور اس طرح خاندانی نظام بکھر کر رہ گیا، جب خاندانی نظام بکھرا تو بچے اپنی شناخت اور ماں باپ کی محبت سے محروم ہو گئے،شوہروں کے لئے وہ سکون بخش شریک حیات عنقا ہوگئیں، جو پسینہ بہا کر آنے والے شوہر کا محبت کے ساتھ استقبال کریں اور بیویوں کے لئے وہ وفا شعار شوہر نہیں رہے، جو اپنی بیوی سے جاں نثارانہ محبت رکھنے والا اور جوانی کے بعد بوڑھاپے میں بھی اس کا ساتھ دینے والا ہو۔(۱)

نازک چیزیں ہمیشہ حفاظت میں رکھنا قدرت کا نظام ہے

قدرت کا نظام یہ ہے کہ جو چیز جتنی لطیف اور نازک ہوتی ہیں اور لوگوں کے لئے مرکز توجہ بنی رہتی ہیں، انھیں مستور ومحفوظ حالت میں رکھا جاتا ہے،(۱) مٹی اور پتھر کا انبار سطح زمین پر موجود تا ہے،لیکن سونا اور چاندی اور لوہا اور تانبا سطح زمین پر نہیں ملتا ہے؛ بلکہ سخت جان پتھروں کی منہ میں زرات کی شکل میں چھپا رہتا ہے اور کتنے ہی جتن کے بعد اسے نکالا جاتا ہے(۲) دریا میں سیپ ہے اور گھونگے جہاں تہاں پڑے رہتے ہیں،لیکن موتی سیپ کے غلاف میں مستور رہتا ہے(۳) خود انسان کے جسم کو دیکھے،ہاتھ پاؤں کھلی ہوئی حالت میں ہیں لیکن زبان کو ۳۲ دانتوں کے درمیان ڈھانک کر رکھا گیا ہے(۴) دماغ اور قلب کا معاملہ اس سے بھی سوا ہے؛ کیوں کہ یہ جسم کے بادشاہ اور فرمانروا ہیں، پسلیوں کے لچکدار حصار میں ان کو بٹھایا گیا ہے(۵) اور دماغ کے لئے لے سخت قسم کی ہڈیوں کی کھوپڑی کا محفوظ قلعہ بنایا گیا ہے، یہی قدرت کا نظام ہے۔(۲)

---

(۱) جدید فکری مسائل، ۳۶۴/ ۳، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

(۲) جدید فکری مسائل، ۲۲۲/ ۲، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

بے جان کے مقابل جاندار انسان کی حفاظت اہم ہے

دنیا میں بے جان چیزوں کے مقابلہ جاندار چیزیں سب سے زیادہ حفاظت کی محتاج ہوتی ہیں، اور جاندار چیزوں میں بھی انسان کو زیادہ تحفظ مطلوب ہوتا ہے، اس لئے دوسرے جانوروں کو دیکھئے نہ ان کے ساتھ خاندان کا وجود ہے اور نہ وہ انسانوں کی طرح بلند و بالا محفوظ قلعہ بند اور خوبصورت بلڈنگیں بنا سکتے ہیں، انسان کے لئے ظاہری تحفظ کا یہ انتظام کیا گیا کہ وہ مضبوط ومحفوظ مکانات میں رہائش پذیر ہوتا ہے، اور اسے خاندانی پشت پناہی کی صورت میں معنوی تحفظ کا بھی سروسامان بخشا گیا، جو اس کے جان ومال، عزت وآبرو اور شخصیت کا محافظ ہے۔

انسانوں میں عورت کی حفاظت زیادہ اہم ہے

بنی نوع انسان میں بھی عورتوں کے لئے حفاظت وصیانت کی زیادہ ضرورت ہے، اسی لئے وہ ہمیشہ مردوں کی حفاظت میں ہوتی ہیں، بیٹی ہو تو باپ کی حفاظت میں، بیوی ہو تو شوہر کی حفاظت میں، ماں ہو تو اولاد کی حفاظت میں، بہن ہو تو بھائیوں کی حفاظت میں، اور بحیثیت مجموعی پورے خاندان اور سماج کا تحفظ اسے حاصل ہوتا ہے، اگر کسی کی لڑکی صبح کو گھر سے نکلی، اسے چار بجے تک گھر واپس آنا تھا، اور وہ آٹھ بجے شب تک واپس نہیں آئی، تو ماں باپ کا دل ڈولنے لگتا ہے، پورا گھر بے قرار ہو جاتا ہے، اور اس کی تلاش شروع ہو جاتی ہے؛ لیکن لڑکوں کے آنے میں دو تین گھنٹے بھی تاخیر ہو جائے تو اس سے کوئی بے چینی نہیں ہوتی، شکوک وشبہات اور خطرات کے بادل نہیں اُمنڈتے، یہ فطرت کی پکار ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ عورت کی ہے بمقابلہ مرد کے زیادہ حفاظت مطلوب ہے۔

عورت کا محتاجِ تحفظ ہونا عیب نہیں ہے

عورت کا زیادہ محتاج تحفظ ہونا اس کا کوئی عیب نہیں؛ بلکہ حقیقت میں اس کا ہنر ہے،

اب دیکھئے کہ لوہا، ریتی کا انبار تو آپ اپنے گھر کے سامنے ڈال دیتے ہیں اور سونا اور چاندی کو ہزار پردوں میں چھپا کر گھر، گھر کی الماری اور الماری کے لاکر میں رکھا جاتا ہے، کیا اس سے سونے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے؟ ہاتھی اتنا طاقتور ہے، کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے کسی کی مدد کا محتاج نہیں ؛لیکن انسان تحفظ ونگہداشت کا محتاج ہوتا ہے تو کیا ہاتھی کی اہمیت بڑھ گئی اور انسان کی اہمیت کم ہوگئی؟

مساوات نہیں بلکہ عدل کی ضرورت ہے

اسی بنیاد پر مشرقی ممالک میں عورتوں اور مردوں کے دائرہ کار میں فرق کیا گیا ہے اور مذاہب عالم میں اس فرق کو تسلیم کیا گیا ہے، اسلام نے بھی مردوں اور عورتوں کے درمیان مساوات کے بجائے عدل کا معاملہ اختیار کیا ہے، مساوات کے معنی ہیں ہر شخص کے ساتھ برابری کا سلوک اور عدل کے معنی ہیں ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق ذمہ داری سونپنا ذمہ داریوں کی نسبت سے اس کے حقوق متعین کرنا؛ اس لئے عورتوں کی بنیادی ذمہ داری اُمور خانہ کی نگہداشت کو قرار دیا گیا، وہ گھر کی خادمہ نہیں بلکہ مالکہ ہیں، رسول اللہ ﷺ کی ان کے الفاظ میں ”راعیة علی بیت زوجھا“ لیکن مالکہ گھر کی ہے نہ کہ گھر کی باہر کی، اس لئے بنیادی طور پر اپنے گھر کے انتظام وانصرام کو دیکھنا چاہئے۔

خواتین کی ملازمت کا جواز اور اس کی شکلیں

خواتین کے لئے کسب معاش مجبوری ہوتی ہے

بعض مرتبہ کسب معاش انسانی ضرورت کا تقاضا ہوتا ہے ؛ کیوں کہ بعض اوقات عورت کے لئے کسب معاش مجبوری بن جاتی ہے، ایک ایسی مطلقہ یا بیوہ عورت، جس کو لڑکا نہ ہو یا ہو اور کسب معاش کے لائق نہ ہو، ایک ایسی عورت جس کا شوہر معذور ہو گیا ہو اور وہ کمانے سے قاصر ہو، ایک ایسی عورت جس کا شوہر بے روزگار ہو اور باوجود کوشش کے روزگار نہیں ملتا ہو اور ایک ایسی عورت جس کے بچے زیادہ ہوں، شوہر کی آمدنی کم ہو اور شوہر چاہتا ہو کہ بیوی اس کی مدد کرے، اس کے لئے یقیناً کسب معاش ایک ضرورت کا درجہ رکھتی ہے، وہ نہ صرف اس کے پیٹ کی آگ بجھاتی ہے، اس کے بال بچوں کے پرورش کا ذریعہ بنتی ہے ؛ بلکہ اس کے لئے عفت وعصمت کی حفاظت کا بھی سامان ہے۔

خواتین کی ملازمت کی اہم شکل

بعض دفعہ عورتوں کی ملازمت صرف ملازمت کرنے والی خواتین ہی کی ضرورت نہیں ہوتی ، بلکہ اس کی ملازمت کرنا معاشرہ کی اجتماعی ضرورت کا درجہ رکھتا ہے، جیسے : میڈیکل خدمات، خواتین کثرت سے ایسی بیماریوں سے دوچار ہوتی ہیں، جن میں بے ستری کی نوبت آتی ہے، ایک عورت کا دوسری عورت کے سامنے ضرورتاً بے ستر ہونا یقیناً کسی مرد کے سامنے بے ستر ہونے سے بہتر ہے، اسی طرح تعلیم کے دوسرے شعبوں میں بھی خواتین کی ضرورت ہے ؛ تاکہ معلمات کے ذریعہ لڑکیوں کی تعلیم انجام پائے، کبھی اپنے یتیم بچوں، بوڑھے ماں باپ اور بے سہارا بھائیوں اور بہنوں کی پرورش بھی اس کے متعلق ہو جاتی ہے۔

غرض کہ عورت کا کسب معاش کرنا اور اس کا معاش کے لئے شرعی حدود و قیود کے ساتھ گھر سے باہر نکلنا اپنی اصل کے اعتبار سے ناجائز نہیں ہے، اور شریعت اس کو مطلقاً منع

نہیں کرتی ہے؛ البتہ یہ ضروری ہے کہ شریعت نے عورتوں کے خصوصی حالات کے تحت جو شرائط اور حدود مقرر کی ہیں، ان کا پورا پورا لحاظ کیا جائے۔(۱)

گھر سے باہر عورت کو کام کی ضرورت

عورت کے پاکیزہ اصلی عمل کا اکثر حصہ ایسی شادی شدہ عورت سے متعلق ہے جو بچے والی ہوا اور حضانت وتربیت کے مرحلہ میں ان کی پرورش و پرداخت میں لگی ہو۔

لیکن ایسی عورت کے بارے میں کیا ہونا چاہئے جس نے سرے سے شادی ہی نہیں کی، یا طلاق شدہ ہے، یا جس کا شوہر مر چکا ہے، اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، یا ایسی بیوی جس کے کوئی بچہ ہی نہ ہوا ہو، یا ایسی ماں جس کے بچے بڑے ہو چکے ہوں اور وہ بچے ماں کی حضانت اور اس کی نگہبانی سے مستغنی ہو چکے ہوں؟ تو اب اس کے پاس محدود اور تھوڑا کام رہ جاتا ہے، اس کے پاس کوئی ایسا بڑا کام نہیں ہوتا جس سے اس کا وقت مشغول رہے، تو اس وقت دوسرے مرحلہ میں گھر سے باہر کام کرنے کا نمبر آتا ہے۔

اسی طرح کوئی شادی شدہ عورت اور بچوں کی پرورش و پرداخت کرنے والی ماں کبھی بیوہ ہو جائے اس کے لئے اور نہ اس کے بچوں کے لئے کوئی آمدنی کا ذریعہ ہو، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شوہر زندہ ہے، لیکن اس کی آمدنی بہت محدود ہے اور بیوی کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے شوہر یا بوڑھے والد کی مدد کرے اور اس کا سہارا دے، تو یہاں عورت گھر سے باہر دوسرا کام کرسکتی ہیں

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا بکریاں چرانا

شریعت اور قرآن میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ عورت گھر سے باہر جا ہی نہیں سکتی ہے، پیسہ کما ہی نہیں سکتی ہے، اور عورت کو پیسہ کمانا جائز ہی نہیں ہے بلکہ ضرورت پر گھر سے باہر

---

(۱) رسالہ خواتین کی ملازمت ۶ : تا ۱۳

جاسکتی ہیں،لیکن اس کے کمانے کے طریقے اور آداب اور شرائط ہیں : پیسے کمانا جائز ہے جیسے عورت کے لیے قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹیوں کا واقعہ ذکر کیا کہ : دو بیٹیاں بکریاں چرانے باہر جاتی تھیں، بکریاں چرا کر لاتی تھیں بوقت ضرورت ان بکریوں کو بیچ کر پیسہ کمایا کرتی تھیں،تو یہاں کون کمارہی ہیں؟ حضرت شعبؑ کی بیٹیاں ہیں، جس کو قرآن میں یوں ذکر کیا گیا ہے۔

"وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ"(۱)

اور جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو وہاں لوگوں کا ایک مجمع دیکھا جو (مویشیوں کو پانی پلا رہا تھا اور دیکھا کہ ان سے الگ دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے ہوئے کھڑی ہیں، موسیٰ نے کہا : تم لوگوں کا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں کہنے لگیں : چرواہے (پانی پلا کر) چلے جاتے ہیں، تب ہم پانی پلایا کرتے ہیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (اس لئے وہ خود نہیں آسکتے) (آسان ترجمہ قرآن، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

لڑکیاں کنویں سے دور کھڑی ہیں اپنے بکریوں کو پانی پلانے کے لیے، لیکن پردے اور حیا کے ساتھ عورت کو کمانے کے راستے اللہ نے رکھے ہیں، وہ حیاء اور پردہ کے ساتھ، نوکری وتجارت کرسکتی ہے۔

حضرت حوا علیہا السلام کا ذریعہ معاش

عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "كان آدم حراثاً وزرعاً، وكان صانعا يصنع آلات الزراعة بيده وبمساعدة زوجته له"(۲)

---

(۱) سورہ قصص، ۲۳

(۲) صحیح البخاری بشرح فتح الباری

آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کر کے گزارا کرتے تھے، حضرت حوا رضی اللہ تعالی عنہا اپنے ہاتھ سے روئی سوت کات کر کپڑے بُنا کرتی تھی، اپنے کپڑے خود تیار کرتی اور فروخت کرتی تھیں تھی، پتہ چلا کہ عورت کپڑے سینے کا کام اور کپڑے بنانے کا کام کر سکتی ہے، آج اس زمانے میں کپڑے بنانے کی بدلی ہوئی شکل ایمریڈنگ (emerding) کر سکتی ہے، نقش ونگار کر سکتی ہے، مہندی لگا سکتی ہے، مہندی کا ڈیزائن کروا سکتی ہے، یہ سب کام گھر بیٹھے کرنے کے عورت کے لئے بالکل درست ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی تجارت

حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کی زوجیت میں آنے سے قبل بیوگی کے ایام خلوت میں گزار رہی تھی اور اپنا کچھ وقت خانہ کعبہ میں گزارتی اور کچھ وقت اس زمانہ کی معزز کاہنہ عورتوں میں صرف کرتی اور اس زمانے کے انقلابات پر بحث مباحثہ کرتی، انکے والد عرب کے بہت بڑے تاجر تھے، لیکن جب ضعیف ہو گئے تو اپنی پوری تجارت حضرت خدیجہؓ کے سپرد کر دی اور خدیجہؓ نے اپنے حسن تدبیر سے اور بھی ترقی کی، ایک ہی وقت میں بیسوں عرب یہودی اور عیسائی غلام اسکے لئے کام کرتے تھے، حضرت خدیجہؓ کی تجارت بہت ہی معروف ومشہور ہے، آپ کا شمار قریش کی دولت مند خواتین میں ہوتا ہے، آپ کی تجارت شام ویمن کے بین الاقوامی مراکز کے علاوہ عرب کے مختلف بازاروں سے بھی ہوتی تھی، آپ مضاربت اور اجرت کی بنیاد پر مختلف تاجروں سے تجارت وکاروبار کرواتی اور نفع کمائی تھیں، آپ کی تجارت نبی کریم ﷺ سے شادی کے بعد بھی جاری رہی جس میں آپ ﷺ کی ذات مبارک بھی شریک تھی۔(۱)

(۱) طبقات ابن سعد ۸: ۳۱/

حضرت اسماءؓ کی تجارت

حضرت اسماء بنت مخرمہؓ (۱) عطر کا کاروبار کرتی تھیں، ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ ان کا بیٹا عبد اللہ بن ربیعہ یمن سے عطر خرید کر انہیں بھیجتا تھا اور وہ اسے فروخت کرتی تھیں، ربیع بنت معوذ کہتی ہیں کہ ہم چند عورتوں نے ان سے عطر خریدا، جب انہوں نے ہماری بوتلیں عطر سے بھر دیں تو گویا ہوئیں ''اکتبن لي علیکن حقئ'' میری جو رقم تمہارے ذمہ واجب الاداء ہے، مجھے لکھ دو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عطر کی خرید و فروخت نقد کے ساتھ ساتھ ادھار پر بھی کیا کرتی تھیں۔(۲)

حضرت خولہؓ کی تجارت

حضرت خولہ بنت قیسؓ اس قدر عطر فروخت کرتی تھی کہ وہ عطارہ کے نام سے مشہور ہو گئیں، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے گھر تشریف لے جاتیں تو اللہ کے نبی ﷺ انہیں عطر کی خوشبو سے پہچان لیا کرتے تھے، ایک دن وہ آپ ﷺ کے گھر تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تم نے ان سے کچھ خریدا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ آج یہ عطر فروخت کرنے کی غرض سے نہیں بلکہ اپنے خاوند کی شکایت لیکر آئی ہیں

---

(۱) اسماء بنت مخربہ اور کہا جاتا ہے کہ بنی تمیم سے اسماء بنت مخربہ بن جندل بن ابیر بن نہشل بن تمیم اور وہ تمیم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک صحابیہ ہے اور وہ ابو جہل کی والدہ اور ایک صحابی عیاش بن ابی ربیعہ کی والدہ ہے، اسماء نے فتح کے دن اسلام قبول کیا اور اس کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہوا، ان میں سے کچھ کا کہنا تھا کہ وہ فتح سے پہلے ہی فوت ہوگئی اور کچھ کا کہنا تھا کہ اس نے اسلام قبول کیا اور خلافت عمر کے دوران رہتی تھی، جو ثابت ہے، مکہ میں ان غیر معمولی خواتین میں سے ایک سمجھی جاتی ہیں جنھوں نے تجارت کی تھی، جہاں وہ یمنی خوشبو میں تجارت کرتی تھیں۔اس نے ہشام ابن المغیرہ سے شادی کی اور ان کی وفات سے قبل ابو جہل اور الحارث بنی ہشام سے اس کا بیٹا پیدا ہوا اور اس کا بھائی ابو ربیعہ بن المغیرہ تھا، جس سے ایاش بن ابی ربیعہ اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ پیدا ہوئے تھے۔(ویکیپیڈیا)

(۲) اسد الغابۃ ۵ :/ ۴۵۲

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی شکایت کا ازالہ کیا۔(۱)

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کا کسب معاش

سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بعض اوقات خواتین فوجی خدمات میں حصہ لیا کرتی تھیں ،چنانچہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

”کنا نغزو مع النبي فنسقى القوم ونخدمهم ونردالقتلى والجرحى المدينه“

ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شریک رہتے تھے،قوم کو پانی تھے، نیز مقتولوں اور زخمیوں کو مدینہ لے جاتے تھے۔(۲)

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا کسب معاش

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

” غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سبع غزوات ، أخلفهم في رحالهم ، فأصنع لهم الطعام وأداوي الجرحى وأقوم على المرضى“(۳)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سات جنگوں میں شرکت کی ہے، میں اپنے کجاذوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی ، ان کے لئے کھانے بناتی تھی، زخمیوں کا علاج اور بیماروں کی تیمارداری کرتی تھی۔

---

(۱) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، تحقیق، ۵/ ۴۳۲

(۲) بخاری، حدیث ۲۸۸۳ :

(۳) صحیح مسلم، حدیث ۴۶۹۰ :

خواتین کا کسبِ معاش بذریعہ زراعت

عہد نبوی میں خواتین کا زراعتی کاموں میں شرکت کرنا بھی ثابت ہے؛ چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

أن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل على أم مبشر الأنصارية في نخل لها، ....

فقال :لا يغرس مسلم غرسا، ولا يزرع زرعا، فيأكل منه إنسان ولا دابة ولا شيئ إلا كانت له صدقة"۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام مبشر انصاریہؓ کے یہاں ان کے کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان جو درخت لگاتا ہے، یا کھیتی کرتا ہے، پھر اس میں سے کوئی انسان جو پایہ یا کوئی اور چیز کھائے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

خواتین کا کسبِ معاش بذریعہ تعمیر

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ عرض کیا کہ : کیا میں آپ کے لئے ایک منبر نہ بنوادوں؟ جس پر آپ تشریف فرما ہوا کریں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو بے شک بنوادو، تو اس عورت نے منبر بنوا کر دیا، جمعہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی پر تشریف فرما ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔(۲)

خواتین کا کسبِ معاش بذریعہ جانوروں کی پروش

کسبِ معاش کا ایک طریق جانوروں کی پرورش ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں عام طور پر خواتین اس میں مردوں کا تعاون کرتی تھیں اور بعض اوقات مویشی چرانے کا بھی

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث ۳۹۶۹ :

(۲) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۰۹۵ :

کام کرتی تھیں چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ سے روایت ہے :

”أن جارية لكعب بن مالك كانت ترعي غنما بسلع فأصيبت شاة منها فأدركتها ، فذبحتها بحجر ،فسئل النبي ﷺ ، فقال : كلوها“(۱)

حضرت کعب بن مالکؓ کی باندی (سلع نامی مکان پر) بکریاں چرایا کرتی تھی، ان میں سے ایک بکری جانور کا شکار بن گئی انہوں نے اسے زندہ حالت میں پالیا، چنانچہ پتھر کی مدد سے اسے ذبح کیا، پھر حضور ﷺ سے دریافت کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : اسے کھاؤ۔

حضرت بسرہ بنت صفوانؓ کا بیوٹی پالر

حضرت بسرہ صفوان مکہ میں عورتوں کے معاملات میں مشہور تھیں ، ان کو زیب وزینت کرنے (میک اپ) میں کمال دسترس رکھتی تھیں۔(الاصابہ)

خواتین کا کسب معاش بذریعہ تدریس

حدیثوں میں کثرت سے تعلیم وتربیت کی فضیلت وارد ہوئی ہے، اس میں آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے؛ اس لئے جیسے مرد فریضۂ تدریس انجام دے سکتے ہیں، اسی طرح شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ عورتیں بھی اس فریضہ کو انجام دے سکتی ہیں، چنانچہ ہر عہد میں فاضل محدثات وفقیہات تدریس کی خدمت انجام دیتی رہی ہیں، حدیث کا فیض جن سات حضرات کے ذریعہ سب سے زیادہ لوگوں تک پہونچا ہے، ان میں ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ہیں ، اسی طرح فتوی دینے کی خدمت خواتین بھی انجام دے سکتی ہیں، علامہ ابن قیمؒ نے سب سے زیادہ فتوی دینے والے،

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب الذبائح، حدیث ۵۵۰۵ :

صحابہ میں ام المومنین حضرت عائشہؓ کا، درمیانی درجہ میں فتوی دینے والی خواتین میں حضرت ام سلمہؓ کا اور کم تعداد میں فتاوی دینے والی عورتوں میں انیس (۱۹) صحابیات رضی اللہ عنہن کا ذکر کیا ہے؛ بلکہ فقہاء احناف کے نزدیک تو حدود و قصاص کے علاوہ دوسرے مقدمات میں عورتیں قاضی بھی بن سکتی ہیں۔(۱)

ایک زمانہ میں یہ ساری خدمتیں بلا معاوضہ انجام دی جاتی تھیں؛ کیوں کہ خادمین دین کے لئے مسلمان حکومت کی جانب سے شایان شان وظائف مقرر ہوتے تھے اور عام مسلمان بھی ان کے قدر شناس تھے، جب حالات بدل گئے، تو تعلیم قرآن اور افتاء وقضاء وغیرہ پر اجرت لینے کا جائز ہونا تمام فقہاء کے درمیان متفق علیہ ہوگیا، پس جب عورتیں ان خدمات کو شرعاً انجام دینے کی اہل ہیں، تو ان کے لئے بھی یقیناً اجرت لے کر ان کاموں کو انجام دینا درست ہوگا۔

اُمّ عطیہؓ کا میتوں کا غسل دینا

اُمّ عطیہ عہدِ رسالت کے سات معرکوں میں شریک ہوئیں، جن میں وہ مردوں کے لیے کھانا پکاتیں، ان کے سامان کی حفاظت کرتیں، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ 8ھ میں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی زینب کا انتقال ہوا تو اُمّ عطیہ اور چند عورتوں نے ان کو غسل دیا، آنحضرت ﷺ نے ان کو نہلانے کی ترکیب بتلائی۔(۲)

خواتین کا کسب معاش بذریعۂ صنعت

کسب معاش کا ایک ذریعہ صنعت اور دستکاری بھی ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بعض خواتین اس ذریعہ معاش کو بھی استعمال کیا کرتی تھیں، ایسی ہی خواتین

---

(۱) روضۃ القضاۃ وطریق النجاۃ لابی القاسم السمنانی، ۱/۵۳

(۲) تہذیب، ۱۲/۴۵۵

میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زوجہ حضرت زینبؓ تھیں۔

قالت :يارسول الله ﷺ ! إني امرأة ذات صنعة أبيع منها وليس لي ولا لولدي ولا لزوجي نفقة غيرها ، وقد شغلوني عن الصدقة فما أستطيع أن أتصدق بشيء ، فهل لي من أجر فيما أنفقت ؟ قال :فقال لها رسول الله :أنفقي عليهم ، فإن لك في ذلك أجر ما نفقت عليهم"(۱)

انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک کاری گری سے واقف عورت ہوں، میں اس میں سے فروخت کرتی ہوں، میرے بچے اور میرے شوہر کے لئے اخراجات کا صرف یہی ایک ذریعہ ہے، ان مصارف کی وجہ سے میں کچھ صدقہ نہیں کر پاتی، تو کیا میرے لئے ان پر خرچ کرنے میں کوئی اجر ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم ان پر خرچ کرتی رہو تمہارے لئے اس میں تمہارے خرچ کرنے کا اجر ہے۔

بلکہ رسول اللہ ﷺ نے تو عورتوں کو ایسے کاموں کی ترغیب دی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"خير لهو المؤمن السياحة وخير لهو المرأة المغزل"(۲)

(۲) مؤمن مرد کے لئے فارغ وقت کا بہترین مشغلہ تیراکی ہے اور عورت کے لئے عجنائی" آج کل دستکاری کا میدان بہت وسیع ہوگیا ہے، اس میں سلائی کڑھائی سے لے کر ڈرافٹنگ، ڈیزائننگ، کمپوزنگ اور مختلف چیزیں شامل ہوگئی ہیں۔

غرض یہ کہ جو کام مردوں کے لئے جائز ہے، اگر قرآن وحدیث میں عورتوں کو ان سے منع نہ کیا گیا ہو، تو عورتوں کے لئے شرعی حدود وقیود کے ساتھ انہیں انجام دینا جائز ہے؟ اسی لئے

---

(۱) مسند احمد، حدیث ۱۶۱۳۰ :

(۲) کنز العمال، حدیث ۴۰۶۱۱ :

فقہاء نے اکثر معاملات جیسے : خرید وفروخت، اجارہ، وکالت، مزارعت (بٹائی پر کاشت کاری) وغیرہ کے لئے مرد ہونے کی شرط نہیں لگائی ہے، یہ گویا اس بات کی صراحت ہے کہ عورتیں بھی ان کاموں کو کرسکتی ہیں۔

صحابیات اور ڈاکٹر

عہد رسالت میں بہت سی صحابیات طب کے پیشے سے بھی وابستہ تھیں، صحابیات جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تشریف لیجاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا فیضہ سرانجام دیا کرتی تھیں۔ان میں سے ایک بنو اسلم کی حضرت رفیدہ انصاریہؓ تھیں، ابن اسحاقؒ سے مروی ہے کہ:

"وكان رسول الله ﷺ حين أصاب سعدا السهم بالخندق، قال لقومه: "اجعلوه في خيمة رفيدة حتى أعوده من قريب، وكان رسول الله ﷺ يمر به فيقول: "كيف أمسيت وكيف أصبحت؟" فيخبره" (۱)

غزوہ خندق میں جب حضرت سعدؓ تیر سے زخمی ہو گئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں رفیدہؓ کے خیمے میں منتقل کر دیا جائے تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔۔۔نبی کریم ﷺ ان کے خیمے کے پاس سے گزرتے تو سعدؓ کا حال دریافت فرماتے کہ صبح طبیعت کیسی تھی اور شام کیسی گزری تو سعدؓ آپ ﷺ کو اپنا حال بتاتے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ غزوات میں ام سلیمؓ اور انصار کی عورتیں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ہوتی تھیں جو جنگ کے دوران پانی بھر کر لاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کیا کرتی

---

(۱) ابن حجر العسقلانی، احمد بن علی بن محمد، اسد الغابة فی معرفة الصحابة، رقم : ۸/۱۱۱، ۶۹۲۵، الاصابه فی تمییز الصحابه،

تھیں۔(۱)

ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ میں سات غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رہی، میں مجاہدین کے لئے کھانا بناتی، زخموں کی مرہم پٹی کرتی اور بیماروں کی دوا کرتی تھی۔(۲)

خارجہ بن زیدؓ روایت کرتے ہیں کہ ام علاءؓ نے انہیں بتایا کہ عثمان بن مظعونؓ کو، ان رہائش گاہوں میں جو انصار نے مہاجرین کے لئے وقف کر دی تھیں، بخار ہوا اور وہ ہمارے ہاں مریض ٹھہرے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔(۳)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے انصار کی عوتوں کو بخار اور کانوں کے امراض کے علاج کی اجازت دی تھی۔

درج بالا واقعات یہ شہادت پیش کرتے ہیں نہ صرف یہ کہ عورت معالج بن سکتی ہے بلکہ وہ ہنگامی اور ناگہانی مواقع میں مردوں کا علاج بھی کر سکتی ہے بشرطیکہ فتنے کا خوف نہ ہو۔

خواتین کو چاہئے کہ وہ طب کے پیشے پر خصوصی توجہ دیں تا کہ طب کے تمام میدان میں عورتوں کا میڈیکل چیک اپ عورتیں ہی کر سکیں اس میں جہاں مریضوں کے لئے یہ فائدہ ہے کہ انہیں طبی معائنے کے لئے کسی نامحرم کے پاس نہ جانا پڑے گا وہیں خواتین ڈاکٹرز کے لئے یہ مواقع ہیں کہ وہ اپنے گھروں میں کلینک قائم کر سکتی ہیں، شریعت قطعاً یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ ہر میدان زندگی میں عورت و مرد کو اکٹھا کر کے ایک ہی ساتھ بٹھا دے، اس لئے ضروری ہے کہ جس طرح خواتین کے لئے الگ اسکول، کالجز اور جامعات ہیں اسی طرح ہسپتال بھی جدا ہوں، عزم اگر مصمم اور نیت اگر خالص ہو تو ایسا انتظام ناممکن نہیں بلکہ نصرتِ خداوندی کی بدولت نہایت آسان اور باعثِ رحمت ہے، لیکن دورِ حاضر میں جس طرح

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث ۱۸۱۰:

(۲) صحیح مسلم، حدیث ۱۸۱۲:

(۳) صحیح بخاری، حدیث ۱۲۴۱ :

ہسپتالوں اور کلینکس میں خواتین ڈاکٹر اور نرسیں بے پردہ نظر آتی ہیں، اسلام اس لبرل ازم اور وسعت ذہنی یا روشن خیالی کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ ضرورت کے تحت ہر شے کی اجازت دیتا ہے؛ مگر انسانیت کی خیر خواہی کے لئے اصول وضوابط بھی مقرر کرتا ہے جس سے اعراض کی گنجائش نہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ خواتین ڈاکٹر اور ان کا اسٹاف پردے کی لازمی پاسداری کرے اور مرد وزن کے اختلاط سے بچے۔

خواتین کو کسبِ معاش پر آمادہ کرنے کے اسباب اور اس کے نقصانات

ہمارے معاشرے میں تین قسم کی خواتین ہیں

(۱) درمیانی طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین :اس طبقے کی خواتین کو گھر کا سارا کام کاج تقریباً خود ہی کرنا پڑتا ہے، شوہر کے بروقت کھانے، لباس اور دیگر چھوٹی موٹی چیزیں مہیا کرنا، بچوں کی دیکھ بھال اور خانہ داری کے چھوٹے موٹے کام کرنا ان کے لیے ضروری ہوتا ہے، اس دوران عورت بیمار بھی ہوتی ہے، تھکاوٹ کا سامنا بھی کرتی ہے اور دودھ پیتے بچے کو بھی اٹھائے پھرتی ہے، اگر اس عورت کو یہ کہا جائے کہ وہ روزانہ صرف چار گھنٹوں کے لیے تن تنہا گھر سے باہر وقت دے تو یہ اس کے لیے ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے یا تو خانگی امور سخت متاثر ہوں گے یا پھر دہری مشقت اٹھا کر خود بہت سے مسائل اور دباؤ کا شکار ہو جائے گی، ہمارے معاشرے کی اکثر خواتین کا تعلق اسی طبقے سے ہے۔

(۲) خوش حال طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین :اس قسم کی خواتین کو نہ معاشی مسائل کا سامنا ہوتا ہے اور نہ گھریلو کام کاج ہی کی زیادہ مشقت ہوتی ہے، گھر کے سارے کام نوکر چاکر اور خادمائیں وغیرہ انجام دیتی ہیں، اس طبقے کی خواتین گھر سے باہر وقت صرف کر سکتی ہیں، ان کے لیے ممکن ہوتا ہے کہ اپنی تعلیم، قابلیت اور صلاحیت کے حوالے سے معاشرے کی اسلامی حدود کے اندر خدمت انجام دینے کے لیے کوئی ملازمت کریں۔

(۳) غریب طبقے سے تعلق رکھنے والی خواتین :اس قسم کی خواتین کو سخت معاشی مسائل کا سامنا ہوتا ہے، پھر گھر کے تمام کام کاج بھی خود انجام دینے ہوتے ہیں، شوہر کی آمدنی کم ہوتی ہے مگر گھریلو اخراجات کی فہرست طویل ہوتی ہے، چنانچہ شوہر کے ساتھ بیوی کو بھی کوئی نہ کوئی ملازمت کرنا پڑتی ہے، خواہ گھر میں رہ کر کرے، یا گھر سے نکل کر، حتیٰ کہ ان کے بچے بھی بلوغت سے پہلے ہی ان کے ساتھ محنت مزدوری شروع کر دیتے ہیں، ہمارے معاشرے میں اس طبقے کی بھی کمی نہیں ہے۔

یہ تو تھی ہمارے معاشرے کی واقعاتی صورت حال، اب ہم اسلامی نقطۂ نظر سے اس

مسئلے کا جائزہ لیتے ہیں۔

خواتین کو مغربی کلچر سے متاثر کیا جانے کا انجام

خواتین کی ملازمت کا مسئلہ اس دور میں بڑی اہمیت اختیار کر گیا ہے اور اس کو خصوصی اہمیت موجودہ مغربی معاشرہ کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے، یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مغرب کے سرمایہ دارانہ معاشرتی نظام کی بنیاد خود غرضی اور لذت پرستی پر ہے اور یہی دونوں محرکات خواتین خانہ کو گھر سے باہر لانے کے پیچھے کارفرما ہیں، خود غرضی یہ ہے کہ مغربی معاشرہ میں عورتوں کا معاشی بوجھ مرد برداشت کرنا نہیں چاہتے، یہاں تک کہ جب لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہو جاتی ہے، تو والدین خود اس سے تقاضا کرنے لگتے ہیں کہ وہ باہر نکلے، ملازمت کرے اور خود اپنا بوجھ اٹھائے، دوسرے مردوں کی ہوسنا کی طلب گار ہوتی ہے کہ ہر دفتر اور دکان میں کوئی خوش رو عورت اس کا استقبال کرے، یہ وہ محرکات ہیں، جس نے یورپ کے صنعتی انقلاب کے بعد بڑے پیمانے پر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کا راستہ دکھایا، یہاں تک کہ اس معاشرہ کو حقیر سمجھا جانے لگا، جس میں عورتیں شمع محفل بنے کی بجائے "چراغ خانہ" بن کر رہتی تھیں۔

کسب معاش پر مجبور کرنے کا انجام

موجودہ صنعتی عہد میں جب مغربی سماج میں افرادی وسائل کی ضرورت بڑھی تو انہوں نے اپنی صنعت وتجارت کو فروغ دینے کے لیے عورتوں کی ہمدردی کے نام پر انھیں گھروں سے نکالا، پھر چوں کہ کسب معاش کے ساتھ ساتھ ولادت اور بچوں کی پرورش کا کام آسان نہیں تھا؛ اس لیے شرح پیدائش کم ہوتی گئی اور معاشی ترقی کے لیے عورتوں کی مدد نا گزیر ہوگئی، حقیقت یہ ہے کہ اس صورتحال نے فائدہ سے زیادہ مغربی سماج کو نقصان پہنچایا ہے، اس کی وجہ سے خاندانی نظام بکھر گیا، اس کی وجہ سے ازدواجی زندگی کا سکون ختم ہوگیا،

اس کی وجہ سے بچے ماں کی ممتا سے محروم ہو گئے، اس کی وجہ سے شرح پیدائش کم ہوتی جارہی ہے اور مغرب کی بعض قوموں کے، کے لیے تو یہ خطرہ پیدا ہوگیا ہے کہ کہیں ان کا وجود ہی ختم نہ ہو جائے، اور اس کی وجہ سے طلاق کی شرح میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور نکاح کی شرح گھٹتی جارہی ہے؛ اس لیے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مغربی سماج نے اس تحریک سے پایا کم ہے اور کھویا زیادہ ہے۔

اب گلوبلائزیشن کی وجہ سے صرف مغرب کا سرمایہ ہی مشرقی ملکوں میں نہیں آرہا ہے؟ بلکہ وہاں کی ثقافت اور سماجی اقدار بھی مشرقی ملکوں کو فتح کرنے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔

ہمارے زمانہ میں عورتوں کو کمانے کی ضرورت ہے کیا؟

ہمارے اس زمانے میں عورتوں کو تجارت کرنے یا کمانے کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ اگر کمانے کی ضرورت مطلقاً ہے!

عورتوں کو کمانا ہی چاہیے تو، پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ مردوں کو چوڑیاں پہن لینا چاہیے، جب سب عورتوں کو کمانا ضروری ہے تو پھر مردوں کو بھی چوڑیاں اور ساڑی اور لہنگا پہن لینا چاہیے، جب ذمہ داریاں بدل رہی ہیں تو کپڑے بھی بدلدو، چونکہ ٹیکنالوجی اور آگے بڑھ گئی ہے، تو ٹرانس جینڈر (transgender) بھی کرا لیتے ہیں، ایک سال بیوی بچہ جنم دے گی، دوسرے سال تم بچہ جنم دو، ذمہ داریاں آپس میں اسی طرح بانٹ لیتے رہو، اللہ نے مرد کو مرد اس واسطے بنایا۔

"الرجال قوامون علی النساء"

اللہ نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت اس واسطے دی ہے یہ مرد خرچ کرتا ہے مرد کماتا ہے اور خرچ کرنے کی وجہ سے مرد کی عورت پر ذمہ داری بڑی ہے درجہ بڑا ہوا ہے اور جب یہاں خرچ کرنے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہاں عورت اپنا کما کر خرچ کر رہی ہے مرد اپنا کما کر خرچ کر رہا ہے، تو مرد کو عورت پر بڑا درجہ کیوں دیا جائے؟ اس واسطے مطلقا یہ کہنا کہ عورتوں

کو کمانا ضروری ہے یہ بہت ہی غلط بات ہے۔

عورتیں نوکری کیوں کرتی ہیں؟ اور اس کی وجوہات

عورتیں نوکری کرنے یا کمانے کی وجوہات کیا ہیں؟ کیوں عورتیں کمانا چاہتی ہیں؟ اور جاب کرنا کیوں چاہتی ہیں؟ اس کی (۶) وجوہات ہیں، جس کی وجہ سے عورتیں کمانا چاہتی ہیں؟

یورپین کلچر

(۱) یورپین کلچر کے مردوں کی خودغرضی، یورپ میں پلنے والی نسل کی فکر خودغرض ومطلب پرستی والی ہوگئی ہیں، وہاں کے مرد سیلفش (خودغرض) ہوتے جارہیں، یہ کیسے ہورہا؟ ان لوگوں کو یہ سکھایا گیا کہ میرے ذمہ اپنی بیوی اپنے بچوں کو پالنا کیوں؟ وہاں پر آزادی کے نام سے ایک مرد بیوی ہوتے ہوئے بھی دوسری عورتوں کے ساتھ رات گزارتا ہے، ایک عورت شوہر ہوتے ہوئے بھی دوسرے مردوں کے ساتھ رات گزارتی ہے، تو پھر جو کام (صحبت) میری بیوی سے ہی تھا کسی اور سے نہیں تھا، اب میں یہ کام (صحبت) بیوی سے بھی کرسکتا ہوں کلب (club) میں رہنے والی عورت سے بھی کرسکتا ہوں، تو مجھے پیسہ خرچ کرکے بیوی کو مکان، گھر کا خرچہ، کپڑے، بیماری میں علاج کروں یہ سب کیوں؟ صرف ایک رات دس منٹ، آدھا گھنٹہ، مزہ لینے کی خاطر، وہ تو مجھے باہر بھی مل رہا ہے، یہ سوچ جب مردوں میں پیدا ہوئی تو مردوں نے اپنی بیوی سے کہا: میں تم پر خرچ نہیں کرسکتا، تم خود اپنا خرچہ خود دیکھلو، میرا خرچہ خود دیکھلوں گا، حتی کہ یورپین کلچر کا ماحول یہ ہوچکا ہے کہ اٹھارہ سال ہونے کے بعد والدین اپنے بچوں سے گھر کا کرایہ وصول کرتے ہیں، اور سالہال جس طرح عام لوگوں کے لئے کرایہ بڑھایا جاتا ہے اسی طرح باپ اپنی بیٹی کا کرایہ بڑھاتے رہتا ہے جب کہ اس بیٹی کی شادی بھی نہیں ہوئی، اب وہ کہاں سے انتظام کرے گی؟ باپ

کہتا ہے: مجھے تو بس کرایہ چاہیے۔

آپ بتائیں! ایسے والدین کے لئے اولاد کے لیے ہمدری رہیگی؟ یہی ماں باپ جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں اسی واسطہ اولڈ ایج ہوم چھوڑ دیتے ہیں، انہوں نے ہم سے ہمدری نہیں کی تو ہم ان سے ہمدری کیوں کریں؟ ان بوڈھوں رکھ کر کیوں پالیں؟ پھر ادھر ان لڑکیوں کو اپنا کھانا، پینا، خود انتظام کرنے کے لیے پیسے کم پڑ جاتے ہیں، تو پھر ناجائز تعلقات اور جسم فروشی کے ذریعے سے پیسہ کمانا شروع کرتی ہیں، تب زنا عام ہوتا ہے، اپنے ماں باپ کے گھر میں کرایہ دینے کے لئے، بیٹی منہ کالا کر کے پیسے لا رہی ہے! یہ کلچر ہے جس کی وجہ سے یورپین میں لڑکیاں باہر نکل کر ملازمت کرتی ہیں۔

مردوں کی لذت پرستی

(۲) مردوں کی لذت پرستی: یورپین کے مردوں میں شہوت وحیوانیت حد درجہ تک پائی جاتی ہے بدنام اسلام کو کرتے ہیں یہ کہہ کر کہ اسلام میں چار شادیاں ہیں کسی کا حق ادا نہیں ہوتا، اسلام پر اعتراض ہے چار شادیوں کا، اور یہاں ان لوگوں کی حیوانگی عالم یہ ہے کہ، ایک بیوی ہوتے ہوئے بھی چار نہیں چالیس سے منہ کالا کریں گے، لیکن اسے نام دیں گے آزادی کا، آزادی کے نام پر کوئی بھی کچھ بھی کر سکتا ہے، میں کسی بھی ہوٹل میں جا کر کے کھانا کھا سکتا ہوں، کسی بھی ہوٹل میں جا کر چائے پی سکتا ہوں، تو پھر میں کسی بھی لڑکی سے اس کی مرضی سے خواہش پوری کر رہا ہوں تو اس میں کیا گناہ ہے؟ کھانا ایک خواہش ہے، پانی ایک خواہش ہے، ویسے ہی صحبت کرنا بھی ایک خواہش ہے، وہ خواہشات جب پوری ہو سکتی ہے، تو یہ کیوں پوری نہیں ہو سکتی ہے؟ یہ سوچ مردوں میں پیدا ہو گئی، پھر ان لوگوں نے گھر میں عورت ہوتے ہوئے بھی سیکس (sex) کو کافی نہیں سمجھا بلکہ

کمپنی میں بھی عورت چاہیے

آفس میں بھی عورت چاہیے

فیکٹری میں بھی عورت چاہیے

بس میں بھی عورت چاہیے

ہم جہاں رہیں وہاں عورت چاہیے

اس وجہ سے انہوں نے یہ نعرہ لگایا کہ عورتوں کو گھر میں رکھ کر قید کیا جارہا ہے، ان پر ظلم ہو رہا ہے، عورتوں کو آزادی نہیں دی جارہی ہے، خواہش پوری اپنی کرنی تھی، نعرہ الٹا لگایا کہ عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے، بھولی بھالی عورتیں یہ نعرے سے متاثر اور دیوانی ہو کر باہر نکل پڑیں، نوکری کرتے کرتے تین سال ہو گئے، اب پروموشن (promotin) ہونا ہے، تو کیا ہو رہا ہے؟ ایک رات ہمارے ساتھ گذارو، تنخواہ میں اضافہ کرنا ہے، ایک رات ہمارے ساتھ گزارو، کتنے واقعات ایسے آجاتے ہیں جس کی وجہ سے باہر نکلنے کے بعد وہ سارے مقاصد خود غرض مردوں کے پورے ہونا شروع ہو جاتے ہیں، جنہوں نے سازش کے ذریعہ انھیں گھر سے باہر نکالا تھا۔

خاندان کی غربت

(۳) خاندان کی غربت، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہیں اب وہ بوڑھا ہو گیا، کوئی بیٹا نہیں ہے کما کر کھلانے والا، کمانے کے خاطر اپنی بیٹیوں کو باہر نکلنا پڑتا ہے، ممکن ہے وہ گھرانہ عزت دار ہو، اور باپ نہیں چاہتا کہ بیٹیاں گھر سے باہر نکل کر کمائے لیکن گھر کا حال ایسا ہو گیا کہ مجبوراً کمانا پڑ رہا ہے ورنہ ہر غریب بے حیا بے شرم نہیں ہوتا ہے کہ بیٹی کو بازار کمانے کے لیے بھیج دے، بعض مجبوریاں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ کمانے باہر جاتی ہیں، کبھی شادی کے بعد خلع طلاق ہو گئی یا شوہر کا انتقال ہو گیا، عورت بیوہ ہو گئی ہے بھائی بھی نہیں ہے اور کوئی پرسان حال نہیں ہے، والدین بوڑھے ہو چکے ہیں، یہ چالیس سال والی عورت بیوہ ہونے کی وجہ سے والدین پر بوجھ بن سکتی ہے، تو ایسی بیوہ عورت کو کمانے کی ضرورت پڑھتی ہے، یا شوہر کی کمائی اتنی نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے ماں باپ کی خدمت اور

بچوں کی ضرورتیں پوری کرسکیں، اس لئے عورت کو بھی شوہر کا کبھی کبھار ساتھ دینا پڑتا ہے، اس وجہ سے بھی کمانے کی خاطر مارکیٹ میں عورتیں آجاتی ہیں۔

فیشن پرستی

(۴) بہت سی لڑکیاں پڑھائی مکمل کرنے کے بعد کئی فلموں میں انہوں نے دیکھا ہے کہ نوکری کرکے کتنا پیسہ کماسکتے ہیں؟ مجھے بھی مہنگے فون چاہیے تو کمانا پڑے گا، باہر نکل جاؤ، پیسہ کمالو، اس کے بعد میکپ بھی کرو اور مزے لوٹتے رہو؛ کیونکہ شادی ہونے کے بعد سسرال کیسا ملے گا؟ شوہر کیسا ملے گا؟ آزادی سے جینے کے موقع یہی ہے، فلموں میں دیکھا کہ نوکری کرنے والے کیسے مزے سے جیتے ہیں، کسی بھی فائی اسٹار (faye star) ہوٹل میں کھاسکتے ہیں، جہاں گھومنا چاہیں، گھوم سکتے ہیں، یہ سب دیکھ کر پڑی لکھی لڑکیاں بھی نوکری کرنے کو بہت عزت اور ترقی سمجھتی ہیں، اس لئے مارکیٹ میں آجاتی ہے۔

نعرۂ آزادی ومساوات

(۵) آزادیٔ نسوان کا نعرہ جب لگایا گیا کہ کیوں مردوں کو ہی ہر چیز کا حق حاصل ہے ،عورتوں کو کیوں حاصل نہیں ہے؟ عورت کو بھی مرد کے برابر کندھے سے کندھا لگا کر چلنا چاہیے ،عورت کو بھی پروفیسر بننا چاہیے ،عورت کو آفیسر بننا چاہیے ،عورت کو بھی کاؤنٹر پر رہنا چاہیے، پائلٹ بننا چاہیے، یہ سب نعرے لگا کر عورت کو گھر سے نکالا گیا تاکہ اس آڑ میں ہوس کے پجاری اپنی خواہش پوری کرتے رہیں، اس لئے عورت گھر سے باہر نکل گئی۔

صنعاتی انقلاب

(۶) صنعاتی انقلاب یعنی ۱۵۰ سال پہلے دنیا میں ٹرین نہیں تھی، دنیا میں ریڈیو نہیں تھا ،دنیا میں فون نہیں تھا، دنیا میں لیپ ٹاپ نہیں تھا، مشنریز کی دنیا (۱۰۰) سال کے درمیان

میں جو مشنریز دنیا آئی ہے، مشینوں کے ذریعے سے کام کرنا، تیز رفتار سواری، ریل کی ایجاد یہ سب چیزیں جب آئی ہیں، ان سب کاموں کے لیے مردوں کو لمبے لمبے سفروں پر جانا پڑھتا تھا، پہلے بیل گاڑی، گھوڑے کے ذریعے سے جاتے تھے، بیل گاڑی سے ۵۰۰ کلو میٹر جاسکتے ہیں؟ نہیں جاسکتے! پہلے سب کا بزنس کاروبار لمیٹڈ تھا (محدود) یہاں سے ۱۰۰ کلو میٹر ۴۰ کلو میٹر و، جب بڑی بڑی سورایاں آئی تو دبئی اور امریکہ کا سفر بھی گھنٹوں میں ہونے لگا، انسان جب مشینوں کی دنیا میں آگیا، مشینوں کے ذریعے سے کمانے لگا کئی مہینوں تک گھر سے باہر رہنا پڑتا، انسان لمبا عرصہ گھر سے باہر رہتا ہے تو خواہشات پیدا ہوتی ہیں بیوی کی ضرورت ہوتی ہے، اب وہاں بیوی نہیں ہے تو عورتوں کو بھی اپنے ساتھ کمپنیوں میں آفیس میں فیکٹریوں میں لانا پڑا تا کہ ہماری ضرورت کے وقت عورت سے کسی نہ کسی بہانے سے ہماری خواہش پوری ہو سکے، جیسے مرد کو ایک عورت کی خواہش ہوتی ہے ویسے ہی عورت کو بھی چند مہینے گزرنے کے بعد مرد کی خواہش ہوتی ہے یہ آزادی صنعتی انقلاب سے پیدا ہوئی ہے یہ چھ وجوہات ہیں جس کی وجہ سے عورتیں گھر سے باہر سے نکلی ہیں۔

یہاں غور کرلو! اس میں ایک وجہ بھی آپ کو ایسی نہیں ملے گی جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ مرد اپنی بیوی کا حق ادا نہیں کر رہا ہے، بیٹا اپنے ماں باپ کا حق ادا نہیں کر رہا ہے، بھائی اپنی بہنوں کے حق ادا نہیں کر رہا، اس لئے عورتوں کو گھر سے باہر نکلنا چاہیے، نہیں! آپ کے سامنے جتنے وجوہات ہیں، فریب ومکاری دھوکہ سے عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا ہے، ہاں! یہ کہہ سکتے ہیں کہ غریبی ایسی وجہ ہے جس میں عورت بھی مجبور ہو جاتی ہے

مجبوری نے ملازم بنا دیا

(۷) مثال کے طور پر لڑکی غریب گھرانے کی تھی ماں باپ نے اسے پڑھا لکھا کر تعلیم یافتہ بنا دیا، گھر چلنا مشکل تھا، ماں باپ بوڑھے ہو گئے، اب یہ لڑکی مجبور ہے نوکری کرنے پر اس لئے کہ اس کے بھائی کی کمائی اتنی نہیں ہے یا بھائی ہی نہیں ہے، ماں باپ

بوڑھے ہو گئے ہیں، وہ کما نہیں سکتے ہیں، اب یہ لڑکی اپنے تعلیم اور ڈگری کی وجہ سے نوکری کرنے پر مجبور ہے، وہ یہ سوچ کر نوکری کرتی ہے کہ جب تک میری شادی نہ ہو جائے اس وقت تک میں نوکری کر کے اپنے ماں باپ کا ہاتھ بٹاؤں گی، جب شادی ہو جائے گی تو میں اپنے سسرال اور اپنے شوہر کے گھر جاؤں گی تو شوہر مجھے نوکری سے چھٹکارہ مل جائے گا ،اور شوہر کے ساتھ فیملی میں رہوں گی، ہاؤس وائف (بیوی) بن کے رہوں گی، ایک خوشحال زندگی گزاروں گی، ادھر ماں باپ کی بھی خدمت کرو، ادھر کمپنی اور آفس میں نوکری کر کے ڈبل ٹینشن لو، ڈپریشن میں آؤ، نیند کی گولیاں کھا کے سو جاؤ، نشہ کرنے کی عادت لالو، ان سب سے چھٹکارا مل جائے گا، لیکن رشتہ ایسا آیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ شادی کے بعد بھی نوکری کرنا ہوگا، شادی کے بعد نوکری نہیں چھوڑ سکتے تو اس لڑکی کا حال ہو جائیگا ''دھوبی کا گدھا'' ادھر بھی محنت کرے ادھر بھی محنت کرے، گھر کی صفائی بھی کرے، بچوں کو بھی سنبھالے، ساس، سسر کی بھی خدمت کریں، اور آفس میں چھ سے آٹھ گھنٹے نوکری بھی کرے، اِدھر ٹینشن اُدھر سے ڈپریشن۔

شرابی شوہر کا ظلم

(۸) اگر شرابی شوہر مل جاتا ہے، بیٹیوں اور بیٹوں کا دیکھ بھال نہیں کرتا ہے، بے روزگار ہو جاتا ہے یا کمانے کے قابل ہونے کے باوجود بھی کمانے کا ٹینشن نہیں ہے، تو ایسے موقع پر وہ عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ جاب کرے وہ ٹیوشن سینٹر چلائے، کچھ اور کام کرے، عورت بیچاری دوسرے گھروں میں جا کر کام کرتی ہے، کمپنیوں میں ملازمت کرتی ہیں ،لڑکیوں کی بھی پرورش کرتی ہے، یہ گدھا سانڈ کی طرح بیوی کی کمائی سے پیسے لے کر شراب اور نشے کرتا رہتا ہے، بیوی سے اس کی خواہش پوری نہیں ہوتی یہ پیسہ لے کر نشہ کرتے ہوئے دوسری بازاری عورتوں کے ساتھ رات گزار کے آتا ہے، پھر آہستہ آہستہ یہ عورت بھی بے حیا ہونے پر مجبور ہو جاتی ہے، اس کی لڑکیاں بھی آوارہ آزاد مزاج بننا شروع ہو جاتی ہیں، یہاں

پر مظلوم عورت ہے، مجبور بھی عورت ہے، انصاف کی ضرورت عورت کو ہے، مگر ظالم سماج شوہر کی تربیت اور اس سے حقوق کا مطالبہ کرنے بجائے عورت کی مظلومیت کی تعریف کرتا ہے۔

اتنا پڑھایا لکھوایا کیوں؟

(۹) کہیں ایسا بھی ہے کہ اگر دیندار گھرانہ سے رشتہ آگیا تو وہ خود بول رہی ہے کہ میں شادی سے پہلے نوکری کرتی تھی مجھے آزادی چاہیے، میں گھر میں بیٹھ کے قید خانے میں نہیں رہ سکتی، اگر آپ کو منظور ہے تو شادی کیجیے، منظور نہیں ہے تو کوئی بات نہیں، یہ لڑکی والوں کی طرف سے ڈیمانڈ (demand) ہو رہا ہے کہ ہم شادی کے بعد بھی نوکری کریں گے، اس کی وجہ سے وہ گھر کے کام کو ترجیح دینا نہیں چاہتی ہے، اور سماج بھی ماشاءاللہ ایسا ہے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تجھے اتنا پڑھایا لکھایا اس لئے کہ تو گھر میں بیٹھ کر برتن دھوئے؟ گھر میں بیٹھ کر کپڑے دھوئے؟ اتنا پڑھایا لکھایا اس لئے کہ گھر میں بچوں کے پیپر (pampers) بدلتے رہیں، اتنا پڑھایا لکھایا کیوں؟ اس واسطے کے باس (baas) کو خوش کرے، اتنا پڑھایا لکھایا ہے اس لئے کیوں کہ waitr بن کر دوسروں کو خوش کر سکے اتنا پڑھا لکھا اس واسطے ایئر ہاؤسٹس (air hostess) بن کر چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کر اپنا جسم ہر آنے والے مسافروں کو دکھائے، اتنا پڑایا لکھایا کیوں؟ اس لئے کہ نوکری میں ترقی کی خاطر اپنے باس (boos) کو خوش کرنا پڑے، شرم آنی چاہیے، لڑکیوں کو یہ طعنے دیتے ہوئے کہ تم نے اتنا پڑھا لکھایا اس واسطے کہ اسے گھر سے باہر نکال کر باہر کی بازاری عورت بنانا ہے گھریلو عورت نہیں بنانا ہے۔

تعلیم کا مقصد

تعلیم کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے لکھنے کے بعد انسان کے سوچنے کا طریقہ بدل جاتا ہے، بڑی سوچ پیدا ہو جاتی ہے، ویسی سوچ والی عورت اپنے بچوں کی تربیت کرے گی

تو بچوں کو بڑا بنائے گی، اور جب بچوں کو پڑھا لکھا بنائے گی، تو قوم کو بڑے ذہن والی نسل ملے گی، دیکھو! سب سے زیادہ بڑا سایہ دار درخت کہ اس کا سایہ دور تک جاتا ہو، اس کے پھل پتے پھول ڈالیاں چاروں طرف پھیلی ہوئی ہوں، تو آپ بتائیے! ایسے جو بھی درختوں ہوں خواہ وہ املی کا درخت ہو، خواہ نیم کا درخت ہو، پیپل کا درخت ہو، معمولی سی عقل common sense) رکھنے والے سب جانتے ہیں، سایہ دینے والا درخت پھل، پھول ڈالیاں پھیلا کر سماج کو ہوا دینے والا درخت، جس درخت کی جڑیں زمین کی گہرائی تک گڑی ہوئی رہتی ہیں، اگر ایسے بڑے درخت کی جڑیں زمین کے اوپر اوپر رہیں گی تو وہ درخت کبھی اتنا بڑا پھل پھول کر شاخوں والا، ہوا ہوادار، نہیں بن سکتا ہے، سایہ دار درخت بننے کے لیے اس کی جڑوں کو زمین کے چار پانچ میٹر بلکہ چار پانچ کلو میٹر اندر تک گڑے رہنا پڑتا ہے، تاکہ زمین کے اندر کا پانی لے کر وہ زندہ رہیگا، زمین کے اوپر کے پانی کی ضرورت نہیں پڑتی، ہم کہتے ہیں کہ سماج میں بھی یہ سارے مرد اور نوجوان معاشرے کے لیے سایہ دار بننا ہو، پھلدار بننا ہو، نفع بخش بننا ہو، فائدہ مند بننا ہو، تو ان نوجوانوں کو پالنے والی مائیں بھی پردے کے اندر رہنا چاہیے، جیسے جڑیں زمین میں گڑی رہتی ہیں، جسے زمین میں جڑیں مضبوط طریقے سے پناہ لی ہوئی رہتی ہے ویسے ان کو پرورش کرنے والی مائیں بھی پردے کے اندر حیادار رہیں گی، تو پھر سماج میں نوجوان بھی حیادار افائدہ مند نفع بخش پیدا ہوں گے۔

اور جب یہ عورت گھر سے باہر نکلی تو فائدہ کیا ہوا؟ فائدہ یہ ہوا کہ کمانے والا ایک تھا، اب کمانے والے دو ہو گئے، نقصانات کتنے ہوئے؟ اُنے مقابل فوائد کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

عورت کے باہر نکلنے سے نقصانات

عورتوں کی ملازمت مفید یا نقصان دہ

ایک انگریزی تعلیم یافتہ نے کہا کہ عورتوں کے مردوں کے دوش بدوش کام کرنے سے قوم ترقی کرگئی، اور معیار زندگی بلند ہوگیا، میں نے کہا کہ ہرگز نہیں! عورتوں کی ملازمت سے قوم اور تنزلی میں پہنچ گئی اور معیار معیشت پر بہت بُرا اثر پڑا، مثلاً اگر ایک ہزار ملازمتیں تھیں، وہ ایک ہزار مردوں کو دے دی جاتیں تو ایک ہزار گھر آباد ہو جاتے، ایک ہزار خاندانوں کو کھانے پینے کا سہارا ہو جاتا۔

اب اگر پانچ سو جگہیں تم نے عورتوں کو اور پانچ سو مردوں کو دے دیں اور فرض کرو یہ وہی عورتیں ہیں جن کے شوہروں کو بھی بقیہ پانچ سو جگہیں ملیں، نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ سو گھر تو امیر سے امیر تر ہو گئے اور پانچ سو گھروں کا تم نے چراغ گل کر دیا، ان ماں باپ اور بیوی بچوں کو جنہوں نے دعائیں کر کے روزی کے لیے بھیجا تھا، تم نے فاقے کرا دیئے، اگر ان پانچ سو مردوں ہی کو نوکری دیجاتی تو کتنے بوڑھے ماں باپ اور بیوی بچوں کے رزق کا سامان ہو جاتا. اب تم خود فیصلہ کرو کہ عورتوں کی ملازمت سے قوم ترقی کر گئی یا تنزلی کا شکار ہوئی، اور عورتوں کو ملازمت دے کر تم نے کتنی انسانی جانوں پر ظلم کیا، مگر نئی روشنی والوں کی تو عقل اندھی ہے، تنزلی اور زوال کو ترقی سمجھتے ہیں۔

بزرگوں کی برکت سے حق تعالی نے یہ جواب میرے دل میں ڈالا کہ بڑے بڑے انگریزی داں حیران رہ گئے اور اس حقیقت کو تسلیم کیا۔(۱)

عورت کی ملازمت سے مردوں کی بیروزگاری

(۱) عورت کی ملازمت نے مردوں کو بے روزگار کر دیا، جن گھروں کی خواتین ملازمت کرتی ہیں، اکثر ان کے مرد گھروں میں ہی رہتے ہیں، وہ خود کام نہیں کرتے، اکثر

---

(۱) از: عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب (مجلس علم وحکمت: ص 364)

عورتیں بلاضرورت نوکریاں کرتی ہیں اور ایسی ایسی جگہوں پر ملازمت کرتی ہیں جہاں خالص مرد کی ضرورت ہوتی ہے، وہ جگہ عورت کے لئے عقلاً اور شرعا بالکل نامناسب ہوتی ہے، جس کی وجہ سے مرد بے روزگار ہو جاتے ہیں، ان بے روزگار مردوں کی وجہ سے ان کی بیوی اور بچے بھی پریشان ہوتے ہیں، بے روزگار مرد بے چارہ اگر کہیں ملازمت کے لئے جائے، تو انٹریو دیتا ہے، جہاں لڑکیاں بھی پہنچ جاتی ہیں اور اس طرح ترجیح عورتوں کو ہی ہوتی ہے، مرد مایوس ہو کر واپس لوٹ آتا ہے، جو لڑکی ایک مرتبہ ملازمہ بن گئی، اب وہ دوبارہ واپس اپنے گھر کی چار دیواری کی طرف لوٹ کر نہیں آتی۔

خاندان منتشر ہو گیا

(۲) خاندان پورا بکھر گیا، کیسے بکھر گیا؟ خاندان بنتا ہے نکاح کے ذریعہ سے، خاندان ہوگا تو فائدہ کیا ہوگا؟ آپ کے دکھ درد میں آپ کا خاندان شریک ہوگا، بیماری میں آپ کی خیر خیریت پوچھیں گے، مر گئے تو آپ کو کندھا دیں گے، خاندان مضبوط ہوگا نکاح کے ذریعہ سے، اور نکاح قائم رہتا ہے کس وجہ سے؟ میاں بیوی میں سے کوئی ضرورت مند ہو اور دوسرا خرچ کرنے والا ہو، جب ایک پالنے والا ہوگا تو بیوی یہ سمجھتی ہے کہ مجھے پالنے والا، میرا خرچہ اٹھانے والا، مجھے زیور دلانے والا ہو، میری بیماری میں علاج کروانے والا شوہر ہے، جب یہ تاثر ہوگا تو شوہر کی قدر ہوتی ہے اور جب یہ تاثر ختم ہو گیا کہ میں خود نوکری کر رہی ہوں مجھے ماہانہ ۵۰ ہزار ایک لاکھ روپے تنخواہ بھی آرہی ہے، شوہر میرا علاج کا خرچہ نہیں دے رہا ہے، میرے کپڑے میں خود خرید رہی ہوں، میرا زیور میں خود خرید رہی ہوں، میں شوہر کی کیوں کر محتاج بنکر رہوں؟ تو نکاح کا رشتہ کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے، یورپ میں طلاق، خلع کے واقعات کی صورت حال یہ ہے کہ سالانہ رپورٹ ہے بارہ ملین طلاق کے واقعات پیش آتے ہے، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ شوہر نوکری کرتا ہے بیوی بھی نوکری کرتی ہے دونوں میں کسی بات پر ناا تفاقی ہو گئی، نکاح کا معاملہ ختم ہو گیا، آپ کو تعجب ہوگا ۵۵ سال کی عمر ہونے

کے بعد بھی خلع وطلاق لیا جارہا ہے، بچپن سال کے بعد بھی کس وجہ سے نکلے تھے، باہر کمانے کے لیے، بلا آخر کمانے کی دھن میں خاندان بکھر گئے تباہ ہو گئے۔

زندگی کا سکون ختم ہوگیا

(۳) شوہر کو سکون وراحت بیوی کے ذریعہ ملتا ہے، لیکن جب بیوی بھی کام کر کے تھک کر آتی ہیں شوہر بھی کام کر کے تھک کر کے آتا ہے، جس کی وجہ سے آدمی میں ٹینشن سوار رہتا ہے، راحت نام کی چیز نہیں ہے! چڑچڑاہٹ پیدا ہوگئی، ایک دوسرے کو ٹائم دینے تیار نہیں ہیں، یہ بے سکونی اور ایک دوسرے پر شک وشبہات کے ساتھ، گھر پر تاخیر سے پہونچنا ، بے چینی بے اطمینانی میں زندگی آدمی گذارتا ہے، جس کی وجہ سے آپس میں ناچاقی شروع ہوجاتی ہے۔

بچے ماں کی ممتا سے محروم رہتے ہیں

(۴) جن معصوم بچوں کو ماں کی ممتا چاہیے، وہ ماں کسی عورت کو اپنے گھر میں رکھ کر دس، پندرہ ہزار کی تنخواہ دے کر خود آفس وکمپنی چلا رہی ہے، اور اس کے چھوٹے بچے کسی اور کے گود میں ہیں، اس عورت کی گود میں جسے تہذیب سلیقہ کچھ نہیں آتا اور غیر مسلم ہے، جب بچوں کو بچپن میں ماں کی ممتا نہ مل سکی محبت نہیں ملی، آفس اور کمپنیوں میں نوکری کرنے والی لڑکیاں ومائیں، بیزارگی پریشانی اور بے سکونی میں اپنے بچوں کے نخرے برداشت نہ کرتے ہوئے، بچوں کو حد سے زیادہ سے مار دیتی ہیں، جس کی وجہ سے ایسے کیسسز پانچ ہزار سے زائد سالانہ درج ہوتے ہیں، یہ کن کی اولاد ہے؟ جو شریف پڑھے لکھے مانے جاتے ہیں، رپورٹ دیکھ لیں پانچ ہزار سے زائد ان ماؤں کے درج ہوتے ہیں، جو اپنے بچوں کو آفس کے ٹینشن کی وجہ سے مارتی ہیں، اور ان پر کیس درج ہوتا ہے۔

صحت برباد

(۵) سب سے بڑا نقصان صحت برباد، دو جگہوں پر کام کرنے کی وجہ سے، گھر کا بھی کام، باہر کا بھی کام، کبھی صحت باقی نہیں رہتی، چنانچہ انڈیا کی رپورٹ کے مطابق جو عورتیں نوکری کرتی ہیں ۶۷ فیصد وہ ۳۰ سے ۳۵ سال عمر کے اوپر کے بعد دوائیاں کھانا شروع کر دی دیتی ہیں، کبھی سر درد کی دوائی، ٹینشن دور کرنے کی دوائی، گھٹنے درد کی دوائی، کمر درد کی دوائی، کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، نوکری کرنے والی عورتیں بیماریوں کے سہارے جینا شروع کر دتی ہے۔

تاخیر سے شادی

(۶) شادی سے پہلے کمانا ہے بھائیوں کو پڑھانا ہے ماں باپ کو دیکھنا اس لئے ۳۰ یا ۳۵ سال ہو گئے ابھی تک شادی نہیں کی ہے پندرہ سال میں جو لڑکی بالغ ہوگئی تھی، ۳۵ سال تک بغیر شوہر کے رہ سکتی ہے؟ آپ کو دوپہر میں دو بجے بھوک لگی ہے رات کے دو بجے تک آپ کو کھانا نہیں ملے گا، تو آپ اس دوران بریانی مانگتے رہیں گے یا جو ملا کھا لیں گے، اسی طرح پندرہ سال کی بالغ لڑکی ۳۵ سال تک وہ بھوگی رہیے گی وہ بھی یہی سوچے گی جو ملا کام نکالو، بدکاری اور عیاشی شروع ہو جاتی ہے، تاخیر سے شادی کی وجہ سے مزید ایک نقصان یہ بھی ہوتا ہے انسان کے اندر بچے جنم دینے کی طاقت ۳۵ سے ۴۰ سال کی عمر تک رہتی ہے ۴۰ واں سال لگ جاتا ہے، تو اس کے بعد ۱۰ فیصد ہی امید رہتی ہے، تاخیر سے شادی کی وجہ سے بچے پیدا ہونا بند، اولاد کی پیدائش کا سلسلہ بھی کبھی کبھار ختم ہو جاتا ہے۔

لڑکیوں کی ہراسانی

(۷) جہاں نوکری کرنے کے لیے عورتیں جاتی ہیں، وہاں پر انہیں جنسی ہراسانی کی

جاتی ہیں، آپ کو تنخواہ بڑھانا ہے یا آپ کو پروموشن ہونا ہے، تو آپ کو اپنے باس (boss) کو خوش کرنا پڑے گا، مجبور کیا جاتا ہے تنخواہ بڑھانے کے لیے، مجبور کیا جاتا ہے پروموشن (ترقی) کے لیے، ہوس کا شکار بنایا جاتا ہے، اور اب ایسے بھی واقعات سننے میں آرہیں ہے کہ لڑکیاں لڑکوں کو اپنی ہوس کا شکار بنارہی ہیں، لڑکیاں آفر کررہی ہیں لڑکوں کو، ان سے پیسے لوٹ رہی ہیں، یعنی ہماری جو تنخواہ ہے وہ مکمل گھر پہنچ جائے، ہمارے اوپر کا خرچہ لڑکوں سے نکالیں گے، اس طرح ان سے دوستی کرتی ہیں، پھر ان کے ساتھ ہوٹل جاؤ، ان کے ساتھ پارک جاؤ، اس کے ساتھ مزے کرو، سب خواہشات پوری ہوں، اور اپنی پوری تنخواہ اپنے گھر والوں کو بھیجو، لڑکیاں اپنے سب اخرجات لڑکوں کو بیوقوف بنا کر ان سے نکالتی ہیں، اگر آپ کو یقین نہ ہو تو جو لوگ ائی ٹی (it) میں نوکری کررہے ہیں یا آپ کے ساتھ کمپنیوں میں نوکری کررہے ہوں، وہ میری بات کی شاید مکمل تصدیق کررہے ہیں، اور بعض جگہ تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ لڑکیاں پہلے محبت کے جال میں پھنسائیں گی، ڈیٹنگ (dating) پر جائیں گے، سیلفی لیں گے، اور جن کے ساتھ گئے وہ خود تین تین بچوں کا باپ ہوگا پھر بھی آفس گرل (لڑکی) کے ساتھ جائے گا، فوٹوز دکھا کر آفس کی لڑکیاں دھمکی دے گی کہ اتنے ہزار دو، ورنہ تمہاری بیوی کو اپنی تصویریں بھیجوں گی، لڑکیوں کو بلاک میلنگ کرنے کی طاقت اور یہ ہوشیاری کہاں سے آگئی؟ فلموں کے ذریعہ، اس لئے کہ ایسے بلیک میل کے واقعات یہ دیکھ چکی ہیں، یہاں تک دیکھا گیا ہے ایک کمپنی میں دونوں یعنی میاں بیوی نوکری کررہے ہیں، شوہر کو پرموشن (ترقی) چاہیے تو باس کہہ رہا ہے کہ ایک رات میرے پاس اپنی بیوی کو بھیج دو تو تمہارا پرموشن ہوجائیگا، اور شوہر گوارا کرلیتا ہے، اور بیوی کو ایک رات بھیج دیتا ہے، یہاں تک اتنی بے حیائی آرہی ہے، اور یہ سب لڑکیوں کی ملازمت کی وجہ سے ہے، ممکن ہے کہ اس میں مسلمان یا مذہبی لوگ دو فیصد بھی نہ ہوں۔

مدد کا سہارا لیکر بے حیائی کرنا

(٨) لڑکیاں جب آفس جانے کے لیے گھر سے نکلتی ہیں تو کیسے جاتی ہیں؟ آٹو کاربک (Bok) کرکے جایا کرتی تھی، اگر بائک گاڑی چلانا سیکھ لیا تو اکیلی لڑکی جارہی ہے، نوجوان لڑکے پیچھے لگ کر اسے چھیڑتے ہیں، کہیں پٹرول ختم ہوگیا، تو سارے مہربان لڑکی کی مدد کرنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں، ہر کوئی لڑکیوں پر مہربان ہورا، اسی جگہ اگر لڑکا ہو تو کوئی غرض نہیں انجان بن کر نکل جاتے ہیں، اب تو حال یہ ہے کہ لڑکیاں ٹو ویلر سے بک (Bok) کرکے جارہی ہیں سامنے لڑکا بیٹھا ہے، پیچھے لڑکی بیٹھ کے جارہی ہے کیا فاصلہ رہے گا دونوں میں، اس سے بے حیائی پھیلتی ہے اس کے باوجود بھی بعض جگہ پر برقعہ پہنی لڑکیاں یہ حرکت کرتی دیکھی جاتی ہیں، حتی کہ ایک صاحب نے مجھے فون کرکے بتایا کہ ہمارے پاس ایک خاتون حج اور عمرہ کو جانے کے لئے ٹو ویلر بک کروا کر آرہی ہے، میں نے کہا اللہ کی بندی! تو حج کو جارہی ہے، ٹو ویلر سے آرہی ہو آٹو بک کرکے آجاتی، تو کہنے لگی کہ اس میں کوئی حرج نہیں میں تھوڑا پیچھے ہٹ کر بیٹھ جاتی ہوں۔ (الامان والحفیظ)۔

بعض مسلمان لڑکیاں مسلمان گھرانوں اور مسلمان علاقوں کی آفس جانے کے بعد آئی ٹی میں نوکری لگنے کے بعد دو مہینے مکمل نہیں ہوئے، تین مہینے نہیں گزرتے ہیں، جتنی حیا، برقعہ، پردہ، جو کچھ باقی تھا، آفس آنے کے بعد سب آہستہ آہستہ ختم ہو جاتا ہے، جتنا وہ ایک دوسرے کو گڈ مارننگ (good morning) گڈ ایوننگ یہ سب بولنے سے شرمایا کرتی تھی، اب باز و باز و بیٹھ کر ہنسی مزاق چیٹنگ (chatting) کرتی ہیں، یہ سب دیکھ کر مسلمان لڑکے جو ان کے کمپنی میں نوکری کر رہے ہیں وہ شرماتے ہیں، ہماری مسلمان بہن ہے، اس سے مذاق کیسے کروں؟ اسے سلام کیسے کروں؟ یہ مسلمان لڑکے شرماتے ہوئے خاموش بیٹھ جاتے ہیں، لیکن لڑکیوں کو دیکھا جارہا ہے کہ بے شرم ہو کر پہلے ہاتھ بڑھا دیتی ہیں، مسلمان لڑکیوں کے غیر مسلم لڑکوں سے دوستیاں پڑھ رہی ہیں، آفس میں تعلقات بڑھ رہے

ہیں، اور آفس کا ٹائم ختم ہونے کے بعد گھر آنے سے پہلے کسی پارک میں جائیں گے، کسی ہوٹل میں جائیں گے، وہاں عیاشی کریں گے، گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے کے بعد گھر واپس لوٹتی ہیں، یہاں تک دیکھا گیا ٹو ویلر بک کر کے باہر نکل گئیں 200 روپے دینا ہے اب اس نوجوان لڑکے سے کہتی ہیں (مجھے خود شرم آرہی ہے کہتے ہوئے دل روتا ہے یہ واقعہ سناتے ہوئے یہ کیسے ہم یہ باتیں بولیں اپنے سماج کو، لیکن یہ سب ہو رہا ہے) اس بائک والے لڑکے سے کہتی ہیں کہ تم میرا ساتھ رومانس (romance) کرلو، حیدرآباد میں بعض جگہوں پر ایسے علاقہ بنادیئے جہاں پر لڑکے لڑکیاں ہی جاسکتی ہیں، اور عیاشیاں کرسکتی ہیں، اور یہ کون کر رہی ہیں؟ جس کے ساتھ اسلام کا نام لگا ہے، 200 روپے بچانے کے خاطر عزت کا سودا کر رہی ہیں کہاں وہ مسلمان عورتیں جو غیر کی نگاہ بھی پڑتی تو کانپ جاتی تھی۔

لڑکی کو غیروں کو خوش کرنے تو آگیا لیکن شوہر کو خوش کرنا نہیں آیا

(۹) لڑکیوں کی نوکری کرنے کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ:

گھر میں بہو نوکری والی تو آجاتی ہے لیکن اس کی حیا چلی جاتی ہے۔

گھر میں بہو آفس سنبھالنے والی تو آجاتی ہے لیکن گھر برباد کرنے والی بن جاتی ہے، گھر میں بہو کو باس (bas) کو خوش کرنے کی فکر تو کرتی ہے لیکن شوہر کو خوش کرنے کی فکر نہیں کرتی ہے۔

گھر میں آنے والی بہو امپلائز (impise) کو ساتھ لے کے چلنے کا تو ملکہ پیدا کرلیتی ہے، لیکن اپنے دیورانی جیٹھانی اور خاندان کو ساتھ لے کے چلنے کا ملکہ اس کے اندر پیدا نہیں ہوتا ہے۔

وہ اتنے ریلیشنز (relation) پیدا کرلیتی ہے کہ اسے فیملی کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

نتیجتاً ایسے لڑکیوں کے خلع طلاق کے واقعات زیادہ ہونا شروع ہوجاتے ہیں، اور اولاد

جو ماؤں کی گود میں تربیت پانا چاہیے تھا وہ ماؤں کی ممتا شفقت اور تربیت سے محروم ہو جاتی ہے، خلع طلاق کے بعد دونوں پڑھے لکھے ماں باپ کوٹ کچیری میں کیسز لڑتے رہتے ہیں معصوم دودھ پیتے بچے جو ماں اور باپ کی گود اور کندھوں پر پلنا پھولنا کھیلنا چاہیے تھا وہ عدالت کے سامنے رکھے ہوئے ٹیبل پر دودھ کا ڈبہ لے کے پڑے رہتے ہیں، چونکہ ماں باپ اندر کیس لڑ رہے ہیں اب کوئی ان کا سپورٹ (supprt) کرنے والا نہیں ہے۔

کال سنٹر میں کام کرنے والی لڑکیوں کا حال

بہت سی لڑکیاں وہ ہے جو کال سنٹر میں کام کرتی ہیں، کال سینٹر میں کام کرنے والی لڑکیوں کا حال کیا بتائیں، رات میں بھی نوکری کرنا پڑتا ہے، نائٹ شفٹ رات کی تنہائی میں لڑکے لڑکیاں ساتھ بیٹھ کر پوری رات ملازمت کرتی رہیں گی، تو کیا موڑ خراب نہیں ہوگا؟ آدمی کو گندے خیالات نہیں آئیں گے؟ اور جب یہ ساتھ جاب کرنے والی کال سنٹر میں جس گاڑی کے ذریعے سے گھر سے آفس تک جاتی ہے جس میں دو چار لڑکے اور دو لڑکیاں کے ساتھ گھر یا آفس روزانہ آتے جاتے رہیں گے تو ان کے درمیان تعلقات نہیں بڑھیں گے؟ حقیقت یہ ہے کہ جب وہ رات دیر تک تنہائی میں اکیلے میں رہ کر ایسے روم میں بیٹھے ہیں، جہاں پر ایک لڑکا دو لڑکیاں ہیں یا ایک لڑکی دو لڑکے ہیں، تو پھر رہتے رہتے دماغ خراب ہو جاتا ہے، کئی ویڈیوز، ایسی نظر سے گزر جاتی ہے جس کے بعد ہوس بھڑک جاتی ہے، اب یہ تنہا لڑکی دو لڑکے یا ایک لڑکا دو لڑکیاں اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتے ہیں، وہیں بدکاری شروع ہو جاتی ہے، کال گلز (call girls) بولدیا تو لوگ سمجھ جائیں گے کہ بے حیا لڑکی تھی، اس سے بے حیائی و بدنامی کا اندازہ کرلیں۔

سیکس ورکرز

بعض خواتین جن کا مستقل ایک دھندھا اور بزنس بن چکا ہے، اس بزنس سے وہ بدنام

ہونا شروع ہوگئی ہیں ، جب دیکھا گیا کہ ان کے آفیسرز کے کچرا کنڈی میں گنڈم زیادہ پڑے رہتے ہیں، اباؤشن ((abortion کے کیسز زیادہ آتے ہیں،تو پھر وہ اپنی بدنامی کو بچانے کے لیے ایک اچھا نام ایجاد کیا کہ انہیں بدکار زنا کار بے حیا بے شرم نہ بولا جائے انہیں سیکس ورکرز (sex workers) کہا جائے، جیسے تم کھانا کھانے کے لیے ہوٹل گئے،تو بریانی لا کر رکھنے والی لیڈی ہوسکتی ہے، پانی لا کے رکھنے والی ویٹر وہ لڑکی ہوسکتی ہے، جیسے کھانا بریانی مندی تمہیں لا کر دے رہی ہے، ویسے تمہاری جنسی خواہش بھی پوری ہو رہی ہے،تو اس کی وجہ سے اس سے کیوں بے عزت کر رہے ہو، بے حیائی اور بے شرمی کو اچھے لیبل (title) سے ڈھانپنے کی کوشش کی گئی،لیکن ظاہری بات ہے اس سے بدکاری پر مرتب ہونے والے اثرات ختم نہیں ہوسکتے۔

آئی ٹی کمپنیوں میں بے حیائی

پریشانی یہ ہے کہ جو لوگ ائی ٹی میں جاب (job) کرتے ہیں ان پر اتنا ڈپریشن رہتا ہے کہ ہر دو گھنٹے کو بریک دینا پڑے گا،تھوڑا دماغ کو ٹھنڈا ہونے کے لیے، پھر ہر دو مہینے تین مہینے میں ان کو کوئی پارٹی رکھنا پڑے گا، اپنے موڈ کو فریش کرنے کے لیے، اس پارٹی میں ان کے لیے شراب بھی فری مخصوص طریقے سے دو بوتل دو پیاک ،فری لے سکتے ہیں ،اس کے بعد خریدنا پڑے گا، اور ناچنا بھی فری ،لڑکیوں کے ساتھ آپس میں ڈانس کرنا فری ،بہت سی ایسی کمپنیاں ہیں، جہاں پر آئی ٹی میں نوکری کرنے والے کو ایک کارڈ دیا جاتا ہے، وہ اس کلب میں وہ کارڈ دکھادے،تو فری انٹری ہو جائے گی، ان کی جگہ دوسرا آدمی وہاں نہیں جا سکتا ہے، وہاں پر صرف آئی ٹی میں جاب کرنے والے ہی جائیں گے، دوسرے نہیں جاسکتے ہیں، اس لئے کہ یہ بے حیائی صرف ان کو ہی زیبا دیتی ہے دوسروں کو اس بے حیائی کی اجازت نہیں دی جائے گی، ایسی بے حیائی کے بعد بھی وہ بڑی عزت دار شمار ہوتے ہیں۔

نشہ وشراب خوری کی عادت

(۱۰) ہمارے ایک دوست نے سنایا کہ مسلمان لڑکیاں دور دور علاقوں سے آنے والی جب ان کے یہاں ماں باپ نہیں ہیں، بھائی بہن نہیں ہیں، سب اپنے اپنے گاؤں اور شہر میں رہتے ہیں، یہ کہیں کرائے سے رہتی ہے ٹینشن فری کرنے کے لیے نشے کی عادت شروع ہو جاتی ہے، اور نشے اور گانجے میں آدمی کیا کرتا ہے، اسے خود پتہ نہیں چلتا، کئی مسلمان لڑکیاں آئی ٹی میں نوکری کرنے والی (غیر مسلم لڑکیوں کو تو ہمیں بولنے کی ضرورت بھی نہیں ہے، ان کے پاس تو یہ سب چیزیں جائز ہیں، جسے فریڈم کہا جائے گا، مذہب کا حصہ کہا جائے گا) مسلمان لڑکیاں شراب اور نشے کی عادی ہو جاتی ہیں ایک دوست نے سنایا کہ آئی ٹی میں نوکری کرنے والی مسلمان لڑکی خود شراب پی کر نشے میں کر کے غیر مسلم لڑکے کو فون کر کے دباؤ ڈال رہی ہے کہ میرے کمرے میں آؤ، اب اتفاقا وہ لڑکا شریف گھرانے کا تھا اس نے جب یہ منظر دیکھا کہ یہاں پر کوئی عزت محفوظ رہنے والی نہیں ہے وہ اپنی عزت بچا کر نکل گیا، مسلمان لڑکیاں جب نوکری کرتی ہیں تو نشے اور شراب کے عادی بننا شروع ہو جاتی ہیں۔

نوکری کرنے والی لڑکیاں دشمن کے شکنجہ میں

(۱۱) آئی ٹی (it) میں نوکری کرنے والی مسلمان لڑکیوں کے لیے مستقل طور پر دشمنوں کی طرف سے پلان بنا کر مستقل محنت کر کے مسلمان لڑکیوں کو ٹارگیٹ (target) بنا کر محبت کے جال میں پھنسایا جا رہا ہے، انہیں خوب کھلا پلا کر، پیسے دے کر، قرضے دے کر، ان کے گھر تک ڈراپ (drop) کر کے، انہیں لفٹ دے کر، ان کے ساتھ گھل مل کے دوستیاں کر کے، ان کی عزت لوٹی جا رہی ہے، اس کا ویڈیو بنایا جاتا ہے، اس کے بعد اسے بلیک میل کیا جاتا ہے، مستقل دشمن اس میں لگا ہوا ہے، کئی لڑکیاں اس میں بھی مبتلا ہوتی جا رہی ہیں،

رمضان جیسے مبارک اور مقدس مہینہ میں ایک مسلمان لڑکی نوکری کرنے والی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ جا کر مندر میں منڈپ پر پھیرے لیتے ہوئے غیر مسلم سے نکاح کر لیتی ہے، اس کے ماں باپ تڑپتے رہ جاتے ہیں، انہیں جواب بھی نہیں ملتا ہے۔

لڑکیوں کا غیروں کے تہواروں میں شرکت اور بدکاری کی صورتحال

(۱۲) آپ نے تو گھر کے ٹی وی کو بند رکھا موبائل بند رکھا، کہ رمضان کے مہینے میں گناہ نہیں کرنا چاہیے اور لڑکیاں خود غیروں کے ساتھ جا رہی ہیں، کتنی لڑکیاں وہ ہیں جو سپر مارکیٹ (supermar ket) میں کام کرتی ہیں، میڈیکل پر کام کرتی ہیں، میڈیکل اسٹور میں کام کرتی ہیں، ہاسپٹل میں کام کرتی ہیں، اس وقت مڈل کلاس کی لڑکیاں بھی مجبور ہوتی جا رہی ہیں، مہنگائی بڑھنے کی وجہ سے کہ وہ جاب کریں، عزت دار گھرانے مالدار گھرانے کی لڑکیوں کو جاب کرنا فیشن بنتے جا رہا ہے، اس میں ان کو آزادی دکھ رہی ہے کہ ہم جاب کے لیے باہر نکلیں گے، تو ہمارے دوست بنیں گے، تعلقات بنیں گے، یہ تعلقات بنانا کا بڑا چیلنج بن گیا۔

اس زمانے میں اس واسطے لڑکیاں باہر نکلنے کو پسند کرتی ہیں۔

لڑکے لڑکیاں جب ساتھ بیٹھتے ہیں لنچ میں ساتھ رہتے ہیں۔

ڈنر میں ساتھ رہتے ہے۔

پکنک میں ساتھ رہتے ہیں۔

فنکشن میں ساتھ رہتے ہیں۔

اور ہر تین مہینے میں ان کا کوئی بھی فیسٹیول ہوتا ہے کرسمس ہوتا ہو، گنیش کا تہوار ہوتا، ہو یا ہولی کا دن منایا جاتا ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کا یا وفات کا دن منایا جاتا ہے۔

ایسے سارے فیسٹیول اور تہوار میں ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ایک دوسرے کو مبارکبادی دینا یہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔

آہستہ آہستہ ان سے مذاق ،چھیڑم چھاڑی ایسی شروع ہو جاتی ہے، جو بالکل ایک بیوی ایک شوہر کے ساتھ کرسکتی ہے اس کے علاوہ کسی کے ساتھ جائز نہیں ہے، ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ مجبوریاں ایسی آجاتی ہیں کہ وہ کسی لڑکے سے قرض لے لیتی ہے، قرض کی ادائیگی عزت لوٹ لیتی ہے۔

آہستہ آہستہ بدکاری اور ناجائز تعلقات کے راستے کھل جاتے ہیں۔

شہر کے ماحول میں ملازمت

جاب (job) کرنے والی ہونا اس زمانے میں ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ فکری آزادی جس کو حاصل ہے، فریڈم اپنے دماغی لحاظ سے جو سمجھ رہے ہیں، کہ ہم آزاد ہیں، وہ سب ان برائیوں میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں، حیدرآباد کا ماحول دیکھ لیجیے ہائیٹک سٹی کافی مشہور بھی ہے، آئی ٹی میں ملازمت کرنے والی لڑکیاں ہندوستان کے مغربی حصے کے مختلف علاقوں سے ہو، راجستھان سے ہو آندھرا سے ہو یا جنوب کے مختلف علاقوں سے ہو یہاں آکر رہتی ہیں، رہتے رہتے بے حیائی میں مبتلا ہو جاتی ہیں، شہر چھوڑ کر والدین کو چھوڑ کر رشتہ داروں کو چھوڑ کر آئی ہیں کرائے کے مکان میں رہتے ہیں یا ہاسٹل میں رہتے ہیں اور ہوٹلوں کا کھاتی ہیں ،اور رہتے رہتے بے حیائی میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

ایسے دسیوں واقعات پیش آرہے ہیں، کتنی لڑکیاں ہیں جو کہتی ہیں کہ کتنے بار مجھے ابارشن کرانا بڑا، جاب کے درمیان، نوکری کے زمانہ میں مجھے چار مرتبہ کرانا پڑا، نو مرتبہ ابارشن کرانا پڑا، آپ بتائیے! کن حالات سے گزر رہی ہیں امت کی بیٹیاں۔

آٹو والوں سے پوچھ لیجیے، کار چلانے والوں سے پوچھ لیجیے، رات کے وقت ایسی آئی ٹی کمپنیوں سے آٹو میں یا کار میں لڑکے لڑکیوں کو بٹھا کر جب وہ لاتے ہیں گھر تک، یا ان کے روم تک چھوڑنے کے لیے تو وہ بتاتے ہیں: کہ لڑکیاں نشے میں ہیں، بوائے فرینڈ کے ساتھ رہتی ہیں، اس حالت میں رہتی ہیں کہ ہم بیان نہیں کرسکتے ہیں۔

والدین کی غلطی

بہنوں کا نکاح کرنے کے لیے بیٹیوں کی تربیت کرنے کے لیے ہمارا نظریہ اور سوچ کیا ہونا چاہیے؟ والدین جاب کرنے والی لڑکی کی شادی جلدی کرنا نہیں چاہتے ہیں، کمانے والا کوئی نہیں ہے لڑکی خود کماتی ہے اس بیٹی کے لیے معیاری رشتے آتے ہوں تو بھی ماں باپ قبول نہیں کرتے یہ ہماری بیٹی کے قابل نہیں ہے، لڑکی یہ سمجھتی ہے کہ میرے ماں باپ میرے لیے بہت اچھا رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں، آسمان سے کوئی فرشتہ آئے گا یا حضرت جبرئیلؑ خود پیغام لے کے آئیں گے اس امید پر انتظار کرتے کرتے ۳۵۔۔۔۴۰ سال کی عمر کو جب پہونچ جاتی ہیں، پلٹ کر جب دیکھتی ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ اچھے رشتے کی تلاش میں نہیں تھے، اس تنخواہ کے کی خواہش میں تھے، جو بیٹی گھر کما کر لا رہی تھی اور اگر کہیں بیٹی کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے مجھے شادی چاہیے، آٹھ سال سے جاب کر کے کما رہی ہوں ،میری عمر ۳۰ سال ہونے آرہی ہے، مگر اب معیاری مناسب رشتہ کا وقت چلا گیا ہوتا ہے ،شادی ہونے کے بعد بعض ایسی شیطان کی مائیں ہیں، جو اس کے سسرال میں ایسی باتیں کر کے رشتے کو خراب کر دیتی ہیں کہ نوبت طلاق تک آجاتی ہے، رشتہ ٹوٹ جاتا ہے پھر ماں اپنی بیٹی کو واپس لا کر اپنے گھر میں بٹھاتی ہے اور جاب چلتی رہتی ہے، کئی لڑکیوں کا انٹرویو لیا گیا کہ آپ کی تاخیر سے شادی کیوں ہوئی؟ تو دسیوں لڑکیوں نے یہی جواب دیا کہ ہمارے ماں باپ نے ہم پر ظلم کیا ہے، کیونکہ ہمارے رشتے کے انتخاب میں انہوں نے بہت دیری کر دی ہے جس میں ظالم ماؤں کا بھی قصور ہے، اپنی بیٹیوں کو اپنے کمائی کا ذریعہ بنالینا شادی کے بعد (اگر اللہ نہ کرے سو بار اللہ نہ کرے)۔

جاب (jop) والی لڑکیوں کو رشتہ کیسے ہو؟

لڑکیوں کے نکاح کے سلسلے میں غیر سنجیدگی کی وجہ سے جاب والی لڑکیوں کے رشتے

میں لوگ سمجھ رہے تھے جاب والی لڑکیاں ہوں گی تو بہت آسانی سے رشتے مل سکتے ہیں ،ہمارا تجزیہ ہے کمانے والی لڑکیوں کے رشتے جب آتے ہیں تو ڈیمانڈز بھی ہائی لیول کے ہوتے ہیں، کتنی لڑکیاں وہ ہیں جن کے ماں باپ ۵۰ تولے سونا ۴۰ تولے سونا فلاں گاڑی فلاں کارد ینے تیار ہوئے لیکن پھر بھی رشتہ اس واسطے ٹوٹ گیا کہ لڑکے والوں نے ۴۰ تولہ مانگا ،لڑکی والے ۳۵ پر راضی ہوئے ،پانچ تولہ کا نظم نہیں ہوسکا ،اس بات پر رشتہ ٹوٹ گیا، جاب والی ہونے کی وجہ سے فری میں رشتہ کرنے والے نہیں ملتے ہیں، ڈیمانڈ والے زیادہ ملتے ہیں، جس کی وجہ سے دونوں طرف سے مطالبات بڑھ جاتے ہیں۔

جاب کر رہی ہے تو وہ بھی لڑکا کیسا تلاش کرے گی؟ لندن میں جاب کر رہا ہو، یو کے، یو ایس، میں جاب کر رہا ہوں؟ اسے گرین کارڈ مل چکا ہو، جس کی وجہ سے لیٹ میریج ہوتی ہیں، نہ انہیں لندن کا ملتا ہے نہ امریکہ کا ملتا ہے، آخر کار گلی کا بھی نہیں مل پاتا۔

میاں بیوی میں خرچ پر جھگڑا

(۱۳) خرچ کرنے کے مسائل کی وجہ سے گھروں میں جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں، لڑکی کما کر لانے کے بعد پورا پیسہ خود رکھ لے گی؟ اپنی مرضی سے خرچ کرے گی؟ یا پوری تنخواہ شوہر کے حوالے کرے گی؟ یا پورا ساس کے حوالے کرے گی؟ لڑکی کے سسرال والے کہتے ہیں: تنخواہ پوری ہمارے حوالے کرنا، ہم تم کو ضرورت کے بقدر دیں گے، کتنے سال تک لڑکی کما کر دیتی رہے گی؟ دینے کے بعد شوہر آوارگی کر رہا ہے، ساس، پاؤڈر کے لیے بھی ساس سے پیسہ مانگو، تیل کے لیے بھی ساس سے پیسہ مانگو، بچوں کے دودھ کے لیے بھی پیسہ مانگو، حتی کہ نوکری کو جانے کے لیے آٹو کے کرائے کے لیے بھی ساس سے پیسے مانگنا پڑھتا ہے، تو لڑکیاں کب تک ایسے مجبوری سے چلیں گی، اس طرح کی صورت حال کے بعد پیسہ نہیں دیا جاتا، یہ کہنا شروع کر دیتی ہے کہ میں لاؤں گی، میں خرچ کروں گی، اب جب لڑکی کی مرضی کی بات شروع ہو جاتی ہے ساس شوہر اور بیوی میں نہیں جمتی ہے نوبت طلاق

تک پہنچ جاتی ہے، جبکہ شریعت یہ کہتی ہے بیوی اگر کمارہی ہو جائز طریقے سے وہ پورا کا پورا مال بیوی کا ہے، شوہر کو بیوی کے مال پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے، اگر چہ بیوی ماہانہ دو لاکھ بھی کمالے، شوہر کو بولنے کی اجازت نہیں ہے، اب بھی بیوی کو پالنے کی ذمہ داری شوہر پر ہی ہوتی ہے لیکن میاں بیوی، ساس سسر میں بیوی کی آنے والی آمدنی پر جھگڑا ہونے کی وجہ سے طلاق کے واقعات پیش آجاتے ہیں۔

شادی کی تاخیر پر اثرات

ایک خاتون جو کہ محکمہ تعلیم میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھیں اس نے بتایا کہ جب وہ ایم اے کی طالبہ تھیں جب انُ کے کافی اچھے رشتے آرہے تھے لیکن وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کا، کہہ کر اپنے گھر والوں کا ٹالتی رہی۔ پھر اس کے والدین نے شادی کے بارے اسے کہنا چھوڑ دیا، ایک طبقہ تو شادی بیاہ کے جھنجھٹ ہی سے بھاگ کھڑا ہوا اور لو ان (Live in) یعنی بغیر شادی کے ساتھ ساتھ رہنے کا چلن شروع ہوگیا ہے، دہلی جیسے شہر میں بعض کالونیاں تو اوان جوڑوں کے لیے مشہور ہوتی جارہی ہیں۔ احمد آباد میں بھی ہزاروں جوڑے اس فیشن کے تحت اپنی زندگی بسر کررہے ہیں۔ یہی حال دوسرے شہروں کا بھی ہے۔ مغرب میں تو یہ ایک غیر معیوب طرز زندگی سمجھ لیا گیا ہے۔ اس کے نتیجے میں بچوں کی شرح پیدائش کم ہوتی جا رہی ہے یعنی بغیر باپ کے بچوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے۔

ماں نہ بننے سے پیدا ہونے والے مسائل

اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ جو خواتین اس نعمت سے محروم ہوتی ہیں ان کی عائلی زندگی میں بے شمار مسائل جنم لیتے ہیں۔ عورت چاہے تعلیم یافتہ ہو اور ملازمت کرتی ہو یا گھریلو خاتون ہو اولاد نا ہونے پر اسے ذہنی کرب کی کیفیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ بعض گھرانوں میں عورت کا بچہ پیدا نہ کرنا اس کے لیے ایسا ناکردہ گناہ بن

جاتا ہے جس کی اسے سزا سدی زندگی بھگتنا پڑتی ہے۔ خاوند اور سسرال کی طرف سے ذہنی دباؤ اسے غلط طریقوں پر عمل کرنے پر اکساتا ہے، بلکہ سروے میں یہ بات سامنے آئی کہ بعض ملازمت پیشہ خواتین چونکہ برسر روزگار تھیں، اس لیے وہ الگ ہوگئیں اور اس کے بعد وہ تنہا زندگی گزار رہی ہیں۔

بسا اوقات ملازمت پیشہ خواتین جو کافی جرأت مند ہوتی ہیں وہ بھی احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں کہ ان میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت موجود نہیں ہے، جس سے عائلی زندگی متاثر ہوتی ہے، اسی طرح کچھ ملازمت پیشہ خواتین بچوں کی پیدائش کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھتی ہیں اور وہ خانگی ذمہ داریوں سے آزاد رہنے کی غرض سے طلاق لے لیتی ہیں۔

سسرالی رشتہ داروں کے منفی رویے

سسرال کی خدمت ایک نہات نازک مگر اہم پہلو یہ ہے کہ ساس اور سسر زوجین کے ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اولاد کو والدین جنت یا جہنم قرار دیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اولاد پر والدین کی خدمت کرنا، اطاعت کرنا اور انہیں راضی رکھنا واجب ہے، اس کے ساتھ ہی عورت کے لیے اس کے شوہر کو اس کی جنت یا جہنم قرار دیا ہے، گویا پورے خاندان والدین (خواہ ساس، سسر ہوں) کو باہم ایک طرح ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کر دیا گیا ہے کہ ان کے دنیاوی واخروی معاملات ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن ہی نہیں، بیٹا اپنے والدین کی خدمت کا پابند ہے، بیوی اپنے شوہر کی خدمت کرنے کی پابند ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بیٹا تو دن رات والدین کی خدمت پر کمر بستہ رہے اور بیوی "شرعاً سسرال کی خدمت واجب نہیں" کے فتوے پر عمل کرتے ہوئے مزے کی نیند کرتی رہے، ملازمت پیشہ خواتین کا یہ طرزِ عمل بداخلاقی کی انتہا پر جا پہنچا ہے، جو کہ خود میاں بیوی کے درمیان مسلسل جھگڑے کی صورت حال پیدا کیے ہوئے ہے، اس نوع کی خواتین ملازمت کی بنیاد پر اپنے لیے مسائل خود بڑھاتی ہیں جس کا نتیجہ بالآخر طلاق و

علیحدگی کی صورت میں سامنے آتا۔

نائٹ ڈیوٹی کا اخلاقی نقصان

خواتین کے لئے رات کی ڈیوٹی کئی جہتوں سے نامناسب ہے، سب سے اہم تو اخلاقی پہلو ہے، رات کی ڈیوٹی میں اجنبی مردوں کے ساتھ تنہائی کی نوبت آتی ہے، آتے اور جاتے ہوئے راستہ کا سناٹا بھی اس کے لئے خطرہ سے خالی نہیں ہوتا، اور بیمار ذہن و اخلاق کے لوگ رات ہی کے وقت مجبور عورتوں کو اپنا شکار بناتے ہیں، اس لئے یہ ڈیوٹی اس کی عفت وآبرو کے لئے آزمائش بن جاتی ہے۔

سماجی نقصان

پھر سماجی اور عمرانی پہلو سے دیکھئے کہ مرد ڈیوٹی کر کے رات گھر واپس ہوتے ہیں، بچے اسکو میں پڑھ کر شام واپس ہوتے ہیں، عورت گھر کی رونق اور اس کی زینت ہوتی ہے، وہ شوہر کے لئے سکون کا سامان بنتی ہے، بچوں کو پیار بانٹتی ہے اور ان کی ضروریات کی نگہداشت کرتی ہے، گھر میں بوڑھے لوگ ہوں تو رات کے وقت ان کی دیکھ ریکھ کی ضرورت بڑھ جاتی ہے، اگر عورت ہی گھر میں موجود نہ ہو تو گھر ایسے جسم کی طرح ہے جو قلب سے خالی ہو، وہ ایک ہوٹل یا اہل خاندان کا ''ہاسٹل'' تو کہلا سکتا ہے، گھر کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا ، اس سے خاندانی نظام بکھرتا ہے، باہمی محبت میں جو گرم جوشی اور جذباتیت ہونی چاہیے وہ مفقود ہو جاتی ہے۔

ازدواجی نقصان

اس ڈیوٹی کا اثر ازدواجی زندگی پر بھی پڑتا ہے، بیوی کی ایک ایسے وقت میں عدم موجودگی جب شوہر تھک تھکا کر اپنے گھر آتا ہے، آہستہ آہستہ محبت کی آگ کو سرد کر دے گی،

پھر یہ رات کی غیر حاضری شکوک وشبہات کو بھی ابھار سکتی ہے، اور اعتماد کا آبگینہ بھی اس سے چور چور ہوسکتا ہے، نتیجہ یہ ہوگا کہ ازدواجی زندگی میں جو استحکام اور گرم جوشی مطلوب ہے، وہ کم ہوتی چلی جائے گی، اسی طرح یہ رات کی ڈیوٹی بچوں کو ماں کی ممتا اور شوہر کو بیوی کے پیار سے محروم کرکے رکھ دے گی۔

جسمانی نقصان

پھر خود اس عورت کے حالات کو دیکھئے، اوّل تو ماں بننے کے بعد عورت کے جسمانی قوی میں تیزی سے انحطاط پیدا ہوجاتا ہے، اور طرح طرح کی بیماریاں گھیر لیتی ہیں، پھر رات کا وقت سکون کا اور بھرپور نیند کا ہے، یہ نیند جسم کی تازگی اور توانائی کا بھرپور ذریعہ ہے، جو جسم کے تکان کو اتار کر انسان کو نیا حوصلہ دیتی ہے، غریب عورت کو رات کی یہ نیند بھی میسر نہیں آئی تو اس کی صحت کا کیا حال ہوگا؟ ایک تو اس پر کسب معاش کا بوجھ ہی کیا کم امتحان تھا، اب رات کا سکون بھی گیا۔

یہ معاملہ اختیاری نہیں اجباری ہے

رات کی نوکری ایک اختیاری عمل محسوس ہوتا ہے؛ لیکن بہت سے حالات میں یہ اختیاری عمل ہونے کے بجائے عورت کے لئے ایک مجبوری ہوجائے گی، بعض مرد افسر جو غلط اخلاق وکردار کے حامل ہوں، عورت کو رات کی ڈیوٹی پر مجبور کرسکتے ہیں، اور عورت اپنی معاشی مجبوری کے تحت اس حکم کو ماننے پر مجبور ہوگی، اسی طرح بعض حریص شوہر بھی اپنی بیوی کو دوہری ڈیوٹی پر مجبور کرسکتے ہیں؛ تاکہ وہ اس سکہ ڈھالنے والی مشین سے زیادہ پیسے وصول کرسکے، اور اپنی حرص وہوس کے عفریت کو آسودہ کرے۔

موجودہ زمانہ میں احساس کرو

یہ احساس اپنی بیٹی کے بارے میں کرو، یہ احساس اپنی بیوی کے بارے میں کرو کہ

میری بیوی جاب کو نکلتی ہے تو کن مراحل سے پار ہو کے جارہی ہے، میری بیٹی کن مراحل سے پار ہوتی جارہی ہے، اگر میں باپ کہلانے کے قابل ہوں یا میری بیٹی کو اس راستے میں چھوڑوں گا، میری بیوی کو کام کے لیے میں بھیجوں گا انکا کیا حشر ہوگا، یہ احساس ہمیں ہونا چاہیے۔

حاصل بحث

غرض کہ خواتین کے لئے رات کی ڈیوٹی کرنا اس کے لئے رحمت نہیں زحمت ہے، راحت نہیں کلفت ہے، اور اس کے مسائل کو حل کرنا نہیں؛ بلکہ اس کی مشکلات کو بڑھانا ہے، اس سے اس کی صحت پر منفی اثر پڑے گا، اس کی عفت وآبرو خطرہ میں رہے گی، ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے خاندان کی نظر میں شک کے دائرہ میں رہے، ازدواجی زندگی کا سکون و استحکام پامال ہوسکتا ہے، بچے ماں کی محبت سے محروم ہو سکتے ہیں، اور مختلف پہلوؤں سے عورت کا استحصال ہوسکتا ہے؛ اس لئے اس ترمیم شدہ قانون کو بدلنے اور عورتوں کے حق میں رات کی ڈیوٹی پر پابندی برقرار رکھنے کی ضرورت ہے، اور سب سے بڑھ کر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں قانون بناتے ہوئے اخلاقی پہلو کو بھی پیش نظر رکھا جائے اور عورت سے اس کا عورت پن نہ چھینا جائے۔

ملازمت پیشہ عورتوں کے تاثرات

اخباری اطلاعات کے مطابق ایک عورت کہتی ہے کہ ملازمت کر کے انہوں نے اپنے آپ کو محفوظ تو کرلیا لیکن معاشرتی طور پر وہ اپنے آپ کو نامکمل سمجھتی ہے، دوسری عورت کہتی ہے خواتین کے لئے ملازمت وبال جان بن جاتی ہے، ایک عورت کہتی ہے جو مدت ملازمت سے قبل ہی ریٹارمنٹ لے چکی ہے کہ ”جب عورت گھر سے کام کے لئے نکلتی ہے، تو ان گنت مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس سے بالآخر عورت نفسیاتی طور پر مفلوج ہو جاتی ہے“ ایک اور عورت کہتی ہے کہ شادی کو آٹھ سال ہو گئے، میرے میاں کا تبادلہ ایک طرف ہوتا

ہے اور میرا دوسری طرف، آٹھ سال میں مسلسل دس ماہ سے زیادہ ایک ساتھ نہیں رہے۔

ملازمت پیشہ خواتین کے اولاد کے مسائل

چنانچہ یورپ میں انگلینڈ، فرانس اور اٹلی کو چھوڑ کر تمام ہی ملکوں میں شرح پیدائش منفی ہوگئی ہے، وہاں بچہ پیدا کرنے پر عورتوں کو انعام دیا جاتا ہے، مگر صورت حال بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ لندن کی ۳۹ سالہ خاتون لوسی وارڈ کے یہ الفاظ مغربی خواتین کی ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں " میں اپنے کام کا لطف اٹھا رہی ہوں جس میں خوب سیر کا موقعہ ملتا ہے حالانکہ میری یہ کوئی شعوری پسند نہیں تھی مگر برسوں سے میں نے کام پر توجہ مرکوز رکھی اور اب مجھے شک ہے کہ میں ماں بن پاؤں گی؟۔ ۲۰۰۶ء میں امریکہ میں کیے گئے ایک سروے کے مطابق ۱۰ میں سے ۸ خواتین نے یہ مانا ہے کہ ماں بننے کا عمل ان کے کیریئر کے لیے نقصان دہ ہے۔

اس کے علاوہ عورت کے کتنے مسائل ہیں، جو ملازمت کرنے والی خواتین کو درپیش ہیں، مثلاً عورت اگر بس سٹاپ پر کھڑی ہے، تو وہاں بھی مرد ان کو گھورتے ہیں، سکول تک اوباش لڑکے ان کا پیچھا کرتے ہیں، سکول سے واپسی کے وقت لڑکے گھر تک آتے ہیں، عموما ایسی عورتیں جو گھروں سے نکلتی ہیں، تو سارے کام ادھورے چھوڑ کر نکلتی ہیں، بچوں کو روتا ہوا بلبلاتا ہوا چھوڑ کر نکلتی ہیں، یہ وہ نقصانات ہیں، جو عورتوں کی ملازمت کی وجہ سے ہیں، اسی لئے اسلام نے معاشی ذمہ داری مردوں کے ذمے رکھی ہیں لہذا ضرورت کے بغیر عورت کا ملازمت کرنا کوئی اچھا فیصلہ نہیں ہے۔

حقیقی ماں کا اثر

بحث ونظر کے اندر ایک تفصیلی مضمون میں مولانا انوار الحق صاحب کا نظر نواز ہوا جس میں نیویارک کے ڈاکٹر کے اس تجربہ کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بچوں کی پرورش کے لئے

دو ادارے قائم کئے اور دونوں میں پرورش کا یکساں انتظام کیا اور ایک جیسی سہولتیں فراہم کیں، صرف ایک فرق یہ رکھا کہ پہلے ادارے میں بچوں کی پرورش ان کے ماؤں کے سپرد کی گئی تھیں اور دوسرے ادارے میں نرسوں کو اس کام پر مامور کیا گیا، دو سال بعد جب دونوں کیمپوں کا جائزہ لیا گیا تو مختلف نتائج سامنے آئے اور دونوں تربیت گاہوں کے بچوں میں سب سے نمایاں فرق جسمانی عقلی اور نفسیاتی بڑھوتری اور نشو ونما میں تھا، ڈاکٹر موصوف نے دیکھا کہ ماں کی شفقت سے محروم بچے اب تک نہ گفتگو پر قادر ہو سکے اور نہ خود سے چلنے اور کھانے پر لیکن ماں کی محبت میں پلنے والے بچے اس مرحلہ سے گزر چکے تھے، دوسرا فرق یہ رہا کہ پہلے ادارے کے تحت پرورش پانیوالے بچے سارے کے سارے باحیات تھے، مگر دوسرے ادارے کے بچوں میں سے تقریبا37 فیصد بچوں کی موت ہو چکی تھی، اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ کرائے کی ماں میں کتنا بڑا فرق ہے۔(۱)

میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں ملازمت کے اثرات

عالمی تہذیبی اثرات نے جہاں پوری دنیا کے خاندانی نظام کو متاثر کیا ہے وہیں ہند و پاک میں بھی اس کے بھیانک اثرات مرتب ہوئے ہیں، خود غرضی اور نفس پرستی نے محبت اور مودت کو کچل ڈالا ہے اور خاندانی نظام کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں۔ تعلیم یافتہ عورت گھر سے باہر نکل کر کام کاج کرنا چاہتی ہے لیکن مرد اس کے متوازی سوچ رکھتا ہے۔ نتیجتاً میاں بیوی کے درمیاں چھوٹے موٹے اختلاف بڑھ کرانا کا مسئلہ بنتے جارہے ہیں۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور برداشت کا فقدان ہو رہا ہے۔ معمولی مسائل اس مضبوط قصر میں دراڑیں ڈالنے کا باعث اور اکثر جوڑوں کی جدائی کا سبب بن رہے ہیں، موجودہ حالات میں عدم برداشت کا رویہ تیزی سے فروغ پا چکا ہے جس کا نتیجہ اکثر اوقات

---

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات :

طلاق تک جا پہنچتا ہے بلکہ قتل و غارت گری تک نوبت جا پہنچی ہے۔ملازمت کے حوالے سے زوجین کی باہمی understanding نا ہونے کی وجہ سے خواتین کے لیے نباہ قدرے مشکل ہوتا جارہا ہے۔مثال کے طور پر یہ خبر اس کی وضاحت کرتی ہے؟

ملازمت سے روکنے پر بیوی نے خاوند پر تیزاب پھینک دیا

ایک سروے میں جب مردوں سے سوال کیا گیا کہ وہ اپنے لیے کیسی شریک حیات کا انتخاب کریں گے،کیا ایسی عورت جو ان کے ساتھ معاشی طور پر تعاون کرے اور ملازمت پیشہ ہو یا پھر گھریلو خاتون جو گھرداری میں دلچسپی لیتی ہو تو نتائج حیران کن نکلے۔مردوں کی اکثریت نے گھر میں رہنے والی اور گھریلو کاموں میں دلچسپی لینے والی خاتون کے انتخاب کو ترجیح دی۔(۲)

عورت کی ملازمت اور مشکلات

عورت کی ساخت فطری طور پر کمزور ہے،مردوں کی طرح کام نہیں کرسکتی ، جلد تھک جاتی ہے،ٹیڑھا پن اس کی فطرت ہے،باتوں میں وزن نہیں رکھتی ،بھولا پن غالب ہے حمل ، وضع حمل اور مدت رضاعت اس کے لئے زبردست رکاوٹیں ہیں ، آج کل کے دور میں پردے کی پابندی بہت مشکل ہے،مردوں کے اختلاط سے بچنا بالکل ناممکن ہے،مرد ہر جگہ عورت کا محافظ ہوتا ہے،اکثر ملازم پیشہ عورت ڈیوٹی کی جگہ اکیلی نہیں جاسکتی،شوہر محرم یا کوئی نوکر اور ڈرائیور اس کو پہنچاتا ہے، ووومن، بینک کا چوکیدار مرد ہوتا ہے، دومن پولیس اور ان کے تھانے کا سربراہ مرد ہی ہوتا ہے،پانچ سال سے کم عمر کے بچے عورتوں کی ملازمت کے لئے مستقل رکاوٹ ہیں،موجودہ دور میں جب کوئی شادی شدہ عورت ملازمت کرتی ہے اور دن میں تقریبا آٹھ گھنٹے آفس میں گزارنے پڑتے ہیں،جس کی وجہ سے گھریلو نظام اور بچوں کی تربیت بری طرح متاثر ہورہی ہے۔

ملازم خواتین کے ساتھ برتاؤ

مزدوری کے معاملے میں عورتوں کے ساتھ خصوصاً غریب عورتوں کے ساتھ امتیاز برتا جاتا ہے، ان غریب عورتوں کے ساتھ دوہری مصیبت یہ ہے کہ وہ محنت مزدوری کی مشقت بھی جھیلتی ہیں اور پھر بچے پیدا کرنا بھی ایک اور مشقت ہے اگر چہ گلوبلائیزیشن کے بعد ترقی پذیر ممالک میں روزگار کے مواقع بڑھ گئے ہیں لیکن اس سے بے ضابطگی کا رجحان بڑھا ہے اور خواتین روز بروز اس سے دور ہوتی جارہی ہیں اگر چہ محنت کے شعبہ میں عورتوں کی کثیر تعداد ہے لیکن وہ بیشتر نچلے درجے کے کارکنوں میں ہوتی ہیں۔

ایک بڑھتا ہوا رجحان یہ ہے کہ غیر رسمی امور میں خواتین کو زیادہ سے زیادہ آگے رکھا جائے اس غیر رسمی محنت کے سیکٹر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تنخواہیں کم ہوتی ہیں، کوئی کنٹریک نہیں ہوتا، کام کا کوئی متعین مقام نہیں ہوتا ہو، عورتیں زیادہ تعلیم یافتہ یا ہنر مند نہیں ہوتیں وہ محنت کے اس زمرہ میں کام کرتی ہیں اس سے ان کے کام کا بوجھ بڑھ گیا ہے لیکن آمدنی میں اضافہ قطعی نہیں ہوا ہے، معاشی تنگی خواتین کو اس زمرہ میں کام کرنے پر مجبور کرتی ہے اور اس سے ان کی بہبودی اور خوشحالی میں اضافہ نہیں ہوتا۔

شرعی حدود میں ملازمت کی راہ فراہم کریں

اقوام متحدہ کے مطابق دنیا کی ۷۰ فیصد بالغ خواتین غربت کا شکار ہیں، اس لحاظت بھارت کی مسلم آبادی بھی ملک کے دوسرے طبقات کے مقابلے زیادہ غربت زدہ ہے۔ سچر کمیٹی رپورٹ کے مطابق سن ۰۵-۲۰۰۴ میں جہاں خط افلاس کے نیچے رہنے والے لوگوں کی آبادی ملک کی کل آبادی ۲۲۷ تھا وہیں یہ تناسب مسلم معاشرے کے سلسلہ میں ۳۱ اور عام ہندوں کے سلسلہ میں محض ۸۷ درج کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کی غربت کا یہ شمار شہروں میں ۴۶۳۸ تک جا پہنچا ہے، مدھیہ پردیش (۵۸) چھتیس گڑھ (۶۱)، مہاراشٹرا (۴۹) اڑیہ

(۴۸) کرناٹک (۴۵)، بہار (۴۵) اور اتر پردیش (۴۴) وہ صوبے ہیں جہاں مسلمانوں کی تقریبا آدھی آبادی غربت، افلاس کا شکار ہے اور اس کا شمار خط غربت کے نیچے رہنے والی آبادی میں ہوتا ہے یعنی ایسے مسلمان خاندان جو مبلغ ۴۵ روپیہ فی کس یومیہ سے کم خرچ کر پاتے ہیں۔

یہ کہا گیا ہے کہ غربت کفر کی طرف لے جاتی ہے، اس اعتبار سے عام مسلمانوں کا ایک تہائی حصہ اور شہری مسلمانوں کا ۴۰ دھہ اس خطرہ سے دو چار ہے۔ ایسے میں مسلمانوں کی غربت و افلاس وختم کرنے کے لیے خط غربت سے نیچے زندگی جینے پر مجبور افراد بالخصوص خواتین کو معاشی سرگرمیوں میں شامل ہونے اور ان کی ملازمت کے لیے کچھ بہتر راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے، مسلم فلاحی اداروں کو اس سلسلہ میں بڑے پیمانے پر کام کرنے کی ضرورت ہے اور زکوۃ وصدقات کو بہت منظم کر کے غربت کے خاتمہ کی منصوبہ بند تحریک مسلمانوں میں چلانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے اوقاف قائم کرنے پر بھی مسلمانوں کو ابھارا جائے تا کہ عام مسلمان ایک پروقار زندگی بسر کرنے میں کامیاب ہو سکے، مسلم خواتین کی ایسی انجمنیں بڑی تعداد میں بنائی جائیں جو مسلم خواتین کو بالخصوص تربیت دے کر روزگار سے جڑے کاموں میں لگا سکے تا کہ ایک طرف مسلم خواتین اپنی غربت کو ختم کر سکیں تو دوسری جانب انہیں اس کے لیے اسلامی حدود سے تجاوز پر مجبور نہ ہونا پڑے۔ اس طرح کے مواقع اگر پیدا کیے جائیں تو مسلم خواتین کو نامناسب قسم کی ملازمتوں کی جانب جانے سے روکا جا سکے گا۔ اور جب تک مذکورہ نظام مسلم معاشرے میں خاطر خواہ صلح پر قائم نہیں ہو جاتا مسلم خواتین کو ایسی ملازمتوں کو اختیار کرنے کی اجازت اجازت دی جائے جو ان کے فطری کردار، اسلامی شعار اور تحفظ میں حارج نہ ہوں۔

خواتین کی ملازمت، احکام ومسائل

شریعت اسلامی خواتین کے لئے کسب معاش کو کس نظر سے دیکھتی ہے؟

اصولی اعتبار سے عورتوں کو ''قرار فی البیت'' پر عمل کرنا چاہئے، ان کا حقیقی دائرہ کار امور خانہ داری، شوہر اور بچوں کی دیکھ ریکھ اور گھریلو مصروفیات ہونی چاہئیں، کیونکہ اصلاً مرد حضرات عورتوں کے کفیل اور نگراں ہوتے ہیں۔ "الرجال قوامون علی النساء بما فضل الله بعضهم علی بعض وبما أنفقوا من أموالهم، لہذا کوشش یہ ہو کہ مرد گھر کے باہر کی ذمہ داریوں کو ادا کرے اور عورت گھر کے اندر کے فرائض وواجبات میں مشغول ہو۔

لیکن اکثر حضرات نے عورتوں کے لئے کسب معاش کو بحالت اضطرار ومجبوری جائز قرار دیا ہے، کہ اسلامی اخلاق وکردار کی مکمل پاسداری کے ساتھ اور شوہر کی اجازت سے خواتین کسب معاش میں حصہ لے سکتی ہیں، شرعی حدود میں رہتے ہوئے شادی سے پہلے ولی اور شادی کے بعد شوہر کی اجازت سے عورتوں کے لئے کسب معاش کی گنجائش ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ خواتین گھر کے اندر رہ کر سلائی، دستکاری یا ایسی اشیاء جو گھر میں تیار کر کے فروخت کی جاتی ہوں ان ذرائع سے کسب معاش اختیار کر سکتی ہیں۔

خواتین کے لئے بہتر ہے کہ وہ ملازمت سے دور رہیں، کیونکہ شرعاً کھانا وغیرہ عورتوں کی ذمہ داریوں سے الگ ہے، بلا ضرورت اگر اس کو رواج دیا جائے گا تو پھر خلوت وجلوت اور اختلاط باہمی کے نتیجہ میں بے شمار مفاسد جنم لیں گے اور بے حیائی کا رواج عام ہوگا۔

محض اضطرار ومجبوری کی صورت میں عورتیں کسب معاش اختیار کر سکتی ہیں۔(۱)

ڈاکٹر وہبہ زحیلی صاحب رقم طراز ہیں : ضرورتاً عورتوں کا گھر کے باہر کام میں مشغول ہونے کا ثبوت سنت نبویہ سے ملتا ہے، اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ عورتیں

---

(۱) خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ۲۴ :

مردوں کے ساتھ گھر کے باہر کے امور انجام دیا کرتی تھیں اور یہ ان کا بنیادی حق ہے، ہاں وہ امور وکام جو مردوں کے ساتھ خاص ہوں وہ مستثنیٰ ہیں۔

ڈاکٹر اسماعیل کاظم عیسادی صاحب کے مطابق : شوہر اگر روزی کمانے سے لاچار ہو، عورت کا شرعی حق دینے سے قاصر ہو تو عورت اپنے دین وایمان کے تحفظات کو بجالاتے ہوئے کسب معاش پر قانع ہوسکتی ہے، اگر مطلق عورتوں کو بازاروں میں نکلنے اور کمانے کی اجازت دے تو جوانوں کے فطری جذبات برانگیختہ ہوں گے اور جس کے نتیجہ میں فساد و انتشار جرم و برائی کا رواج عام ہوگا۔

کیا شریعت نے خواتین پر بھی نان ونفقہ کی ذمہ داری رکھی ہے؟ خواہ اپنا ہو یا بچوں کا؟

بعض حضرات کے مطابق نان ونفقہ کی ذمہ داریوں سے خواتین مطلق بری الذمہ ہیں، جب کہ بعض حضرات نے اس ذمہ داری کو مقید رکھا ہے کہ اگر شوہر تنگ دست ہو، کاہل ہو، کماتا نہ ہو، آوارہ و بدمعاش ہو، یا شوہر کا انتقال ہو چکا ہو اور بچے چھوٹے ہوں، گھر میں کوئی اور دوسرا ولی یا محرم کمانے والا نہ ہو تو بحالت مجبوری خواتین کا اپنا اور اپنے بچوں کا نفقہ خود ان کے ذمہ ہوگا۔

بعض اہل علم نے اس سے متعلق لکھا ہے کہ عورتیں کما کر نفقہ ادا کرنے کی مکلّف نہیں ہیں، البتہ اگر ان کے پاس مال موجود ہے تو بعض شکلوں میں ادائیگی ان کے ذمہ ہوگی۔

ڈاکٹر محمد زحیلی کہتے ہیں کہ : بیوی کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے خواہ عورت مالدار، صاحب ثروت ہو یا اس کا شوہر فقیر و مفلس ہو، اگر شوہر کماتا ہو اور بلا کسی ضرورت و حاجت کے عورت گھر کے باہر کام کرے تو اس کا نفقہ شوہر سے ساقط ہو جاتا ہے۔

عام حالات میں خواتین کے لئے کسب معاش کو جائز لیکن غیر پسندیدہ

(۱) عورتوں کو کسب معاش کی اجازت دی گئی ہے، وہ اجرت پر دودھ پلانے کا کام بھی کرسکتی ہیں، قرآن کریم میں ہے : ''فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ '' اگر وہ عورتیں تمہاری خاطر (یعنی تمہارے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو اُجرت عطا کردو۔ (۱)

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کا بکریوں کو پانی پلانے کے لئے کنو میں تک جانے کا تذکرہ خود قرآن کریم میں ہے۔

''قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ''

دونوں کہنے لگیں کہ چرواہے (پانی پلا کر) چلے جاتے ہیں، تب ہم پانی پلایا کرتے ہیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں (اس لئے وہ خود نہیں آسکتے ہیں) (۲)

(۳) حضرت مریمؑ سے اللہ تعالی کا یہ ارشاد:

''وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا''

اپنی طرف سے کھجور کے تنے کو ہلاؤ، اس سے تم پر پکی ہوئی کھجوریں گریں گی۔ (۳)

(۴) حضرت اسماء بنت ابی بکر کا واقعہ بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ وہ کس طرح جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کو چارہ دینے کے کاموں میں حضرت زبیرؓ کا تعاون کرتی

---

(۱) سورہ طلاق، ۶۔ آسان ترجمہ از مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

(۲) سورہ قصص ۲۳ :۔ آسان ترجمہ قرآن

(۳) سورۂ مریم ۲۴ :، آسان ترجمہ قرآن

تھیں اور دو تہائی فرسخ دور زمین سے سر پر کھجور کی گٹھلیاں رکھ کر لاتی تھیں۔

(۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ کی خالہ کا واقعہ کہ وہ اپنے کھجور کے باغ کے کام خود انجام دیتی تھیں، کسی صحابی نے ان کو منع کیا تو انہوں نے اس مسئلہ کو بارگاہ رسالت میں پیش کیا، وہاں سے ان کے کاموں کی تائید کی گئی اور یہ ارشاد ہوا:

بلی، فإنك عسى أن تصدقي أو تفعلي خيرا۔ (۱)

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی اہلیہ کا واقعہ مسند احمد میں موجود ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنے بچوں کی کفالت کرتی تھیں، صنعت وحرفت سے واقف تھیں، کچھ چیزیں تیار کر کے اس کو فروخت کرتی تھیں۔

(۷) ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے بارے میں مستدرک حاکم میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ کا یہ قول مروی ہے:

كانت زينب امرأة صناعة اليد تدبغ وتخرر تصدق في سبيل الله۔

(۸) متعدد صحابیات کے بارے میں بخاری ومسلم میں مروی ہے کہ وہ غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شریک ہوتی تھیں، مریضوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں، زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کا علاج کرتی تھیں، غزوہ احد میں خود حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلیمؓ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ پانی بھر کر مشکیزے اپنی پشت پر لاتی تھیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

(۹) علامہ ابن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک صحابیہ شفاء بنت عبداللہ قرشیہؓ کو بازار کے بعض معاملات کا ذمہ دار بنایا تھا اور ان کی رائے کو پسند کرتے تھے، ایک صحابیہ حضرت سمراءؓ بازار میں جا کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث ۱۴۸۳ :

تھیں اور غلطی کرنے والوں کی کوڑے سے خبر لیتی تھیں۔

ان دلائل کے پیش نظر اکثر اہل علم حضرات نے عورتوں کو کسب معاش کی اجازت دی ہے، خواہ گھر کے اندر رہ کر ہو یا گھر سے باہر جا کر ہو، لیکن اس کے لئے متعدد قیود اور شرائط بھی ذکر کرتے ہیں کہ ان شرائط کے ساتھ اجازت ہوگی۔(۱)

محض معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے معاشی جدو جہد اختیار کرنے کا کیا حکم ہے؟

اہل علم حضرات کی ایک معتد بہ تعداد نے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے عورتوں کی معاشی جدو جہد کو مباح قرار دیا ہے، لیکن بیشتر افراد نے اسے کچھ شرطوں سے مشروط کیا ہے، مثلاً گھریلو ذمہ داریاں متاثر نہ ہوں، شوہر بے روزگار اور کاہل ہو، حدود شرع کی پابندی ہو، بنیادی امور وفرائض میں حصول معاش سے کوئی فرق واقع نہ ہو۔

اگر عزت وآبرو اور شریعت کا منشاء فوت نہ ہو تو اجازت ہوگی، حضرت ابن مسعودؓ کی زوجہ ذاتی صنعت وکاریگری سے اپنا اور شوہر وبال بچوں کی کفالت کرتی تھیں۔

نیز اگر مقصد صدقہ وخیرات، مواسات وخیر خواہی ہو تو یہ امر مستحسن ہے، لہذا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے ایسا کرنا اسلامی مزاج ومذاق سے مطابقت نہیں ہے۔(۲)

۱۔وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية، اس آیت میں عورتوں کو گھر لازم پکڑنے کا حکم دیا گیا ہے، بلا ضرورت گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے، اور یہاں کوئی ضرورت نہیں پائی جارہی ہے۔

---

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات

(۲) خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ۳۰:

گھریلو کسب معاش میں والی کی اجازت کا حکم

بعض اہل علم حضرات نے کہا ہے کہ اگر خواتین اندرون خانہ اپنی معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتی ہیں تو انہیں اپنے شوہر یا ولی سے اجازت لینا ہر حال میں ضروری ہوگا۔ان کے مطابق جب نفلی عبادات میں اپنے شوہر کی اجازت ضروری ہے تو پھر کسب معاش میں مشغول ہونے کے لئے اجازت بدرجہ اولی ضروری ہوگی،بعض حضرات نے حلال صنعت وحرفت میں مشغول ہونے کو گھر میں بیکار رہنے سے احسن قرار دیا ہے۔

اجازت کے ساتھ ایسے کام کرلے، جیسے ہوم ٹیوشن، مدرسۃ البنات میں تدریسی خدمات، عورتوں کے شفاخانہ میں ڈاکٹرس یا نرس کی خدمات انجام دیں تو بہتر ہے۔

بعض اہل علم حضرات کی رائے ہے کہ اگر اندرون خانہ کام میں مشغول ہونے سے عورت کا حسن و جمال متاثر ہوتا ہو یا شوہر کے حقوق کی صحیح ادائیگی نہ ہوتی ہو، یا اس کی مشغولیت شوہر کے لئے باعث ننگ وعار ہو تو پھر اجازت ضروری ہوگی،اس کے برعکس اگر مندرجہ بالا حقوق متاثر نہ ہوں تو اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ“۔(۱)

مرد عورتوں پر نگراں ہیں؛اس لئے اللہ ہی نے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے ،اور اس لئے کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔

”قيام الرجال على النساء هو أن يقوم بتدبير ها و تأديبها وإمساكها في بيتها و منعها عن البروز و أن عليها طاعته و قبول أبره مالم تكن معصية“۔(۲)

---

(۱)سورۃ النساء :۳۴۔آسان ترجمہ قرآن

(۲)الجامع الأحكام القرآن للقرطبي ۵/۱۶۹

قوامیت کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں مردوں کی نگرانی اور سرپرستی میں کام کریں ان کے مشورے اور اجازت سے کام کریں اور جب مرد ان کی کفالت کر رہے ہوں تو ان کو ایسے کاموں سے روکنے کا حق ہے۔

خواتین کے لئے ملازمت کے سلسلہ میں شرعی حدود کیا ہیں؟

(۱) ولی یا شوہر کی اجازت شامل ہو۔

(۲) شرعی پردہ کی مکمل رعایت ہو۔

(۳) لباس دبیز اور مکمل ساتر ہو۔

(۴) لباس اس قدر بھڑکیلا نہ ہو کہ مردوں کے لئے کشش کا باعث ہے۔

(۵) خوشبو کے استعمال سے اجتناب۔

(۶) پایل یا چھلوں کے پہننے سے بچیں۔

(۷) مردوں سے اختلاط بالکل نہ ہو۔

(۸) اگر کبھی اجنبی اور غیر مردوں سے بات کرنے کی ضروت آن پڑے تو لہجہ میں کرختگی ہو۔

(۹) دن کے اوقات ہی میں نکلیں۔

(۱۰) شوہر اور بچوں کے حقوق سے بے اعتنائی نہ ہو، وغیرہ وغیرہ۔

خواتین کے لئے ملازمت کے سلسلہ میں اصل اہمیت اس بات کی ہے کہ اس کی ملازمت کے جائز ہونے کے لئے کیا شرطیں ہیں؟ اگر غور کیا جائے تو بحیثیت مجموعی اس سلسلہ میں تین باتیں اہم ہیں:

(۱) پردہ کے احکام کی رعایت۔

(۲) اجنبی مردوں کے ساتھ اختلاط سے اجتناب۔

(۳) ولی وسرپرست کی اجازت۔(۱)

ملازمت کے لئے چہرے کے پردے کا حکم

ستر کے سلسلہ میں قدیم زمانہ سے فقہاء کے درمیان اس بات پر تو اتفاق ہے کہ چہرہ اور ہاتھ کے علاوہ عورت کا پورا جسم قابل ستر ہے، لیکن چہرے کے سلسلہ میں اختلاف ہے، فقہاء احناف اور بہت سے دوسرے فقہاء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ چہرہ اصلاً پردہ میں داخل نہیں۔

اس سلسلہ میں زیادہ درست نقطہ نظر یہی معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ اپنی اصل کے اعتبار سے ستر میں داخل نہیں ہے؛ لیکن موجودہ دور میں فسق وفجور کی کثرت کی وجہ سے اندیشۂ فتنہ کے باعث عورتوں کے لئے چہرہ کا چھپانا بھی واجب ہوگا، یہی متاخرین فقہاء احناف کی رائے ہے:

”امتنع نظره إلى وجهها، فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام، وهذا في زمانهم، وأما في زماننا فمنع من الشابة“(۲)

مرد کا اجنبی عورت کے چہرہ کو دیکھنا درست نہیں، دیکھنے کا جائز ہونا اس قید کے ساتھ ہے کہ شہوت پیدا نہ ہو، اگر شہوت پیدا ہو تو حرام ہے اور یہ تو اُن کے زمانے کے لئے تھا، ہمارے زمانے میں نوجوان لڑکی کو دیکھنے سے مطلقاً منع کیا جائے گا۔

اس لئے جو عورتیں ملازمت کریں ان کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ وہ ایسا ساتر لباس پہنیں کہ وہ مردوں کے سامنے مکمل پردہ میں رہیں، اس کا جسم بھی چھپا ہوا ہو اور چہرہ بھی، البتہ وہ ایسا برقع استعمال کرسکتی ہیں، آنکھیں کھلی رہیں؛ کیوں کہ یہ ایک ضرورت ہے،

---

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات، خلاصہ مقالات

(۲) الدر المختار شرح تنوير الابصار مع رد المختار: ۹/ ۵۳۲

ورنہ انسان کے لئے راستہ چلنا یا کوئی کام کرنا ممکن نہیں ہوگا؛ چنانچہ علامہ ابن کثیر نقل کرتے ہیں:

”قال ابن عباس له :أمر الله نساء المؤمنين إذاخرجن من بيوتهن في حاجة أن يغطين وجوههن من فوق رؤسهن بالجلابيب ويبدين عينا واحداً , وقال محمد بن سيرين : سألت عن عبيدة السلماني عن قول الله عزوجل :يدنين عليهن من جلابيبهن , فغطى وجهه وراسه وابرزعينه اليسرى“۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت کے لئے اپنے گھر سے نکلیں تو اپنے سر کے اوپر سے گھونگھٹ کے ذریعہ اپنے چہرہ چھپالیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں، نیز محمد بن سیرینؒ نے کہا ہے کہ میں نے عبیدہ سلمانیؒ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”یدنین علیه من جلابیبهن“ کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے اپنا چہرہ اور سر ڈھنگ لیا اور بائیں آنکھ کو کھل رکھا“۔

اس سلسلہ میں سن رسیدہ خواتین (پچاس سال سے اوپر) اور جوان عورتوں میں کسی حد تک فرق کی بھی گنجائش ہے، یعنی معمر عورتوں کے لئے بعض حالات میں چہرہ کھولنے کی گنجائش ہوسکتی ہے، اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو؛ اسی لئے فقہاء نے جوان اور بوڑھی عورتوں کے لئے احکام میں فرق کیا ہے اور جوان عورتوں پر چہرے کو چھپانے کو واجب قرار دیا ہے؛ چنانچہ امام ابوبکر جصاص رازیؒ فرماتے ہیں:

” في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنبيين وإظهار الستر والعفاف عندالخروج؛

---

(۱) تفسیر ابن کثیر : ۳/۱۶۱

لئلا یطمع اھل الریب فیھن"۔(۱)

"اس آیت میں اس بات کی دلیل ہے کہ جوان عورت کو گھر سے نکلتے وقت اجنبی مردوں سے چہرہ چھپانے اور ستر کو ظاہر نہ کرنے، نیز پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے؛ تاکہ بدقماش لوگوں کے اندران کے بارے میں کوئی حرص پیدا نہ ہو نہ ہو۔

اختلاط سے اجتناب

دوسری ضروری شرط یہ ہے کہ کسی مرد کے ساتھ عورت کی تنہائی نہ ہو، یا عورتوں اور مردوں کا مخلوط ماحول نہ ہو، متعدد روایتوں میں رسول اللہ ﷺ نے غیر محرم مرد وعورت کے تخلیہ کو منع فرمایا ہے، چند روایتیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

"عن عبد الله بن عمرو بن عاص له ... ثم قام رسول الله على المنبر، فقال: لا يدخلن رجل بعد يومي هذا على مغيبة، إلا ومعه رجل أو اثنان"(۲)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: آج کے اس دن کے بعد کوئی شخص ایسی عورت پر داخل نہ ہو جس کا شوہر موجود نہ ہو سوائے اس کے کہ اس کے ساتھ (کم سے کم) ایک یا دو مرد ہوں"

"عن عقبة بن عامر له أن رسول الله ﷺ قال: إياكم والدخول على النساء، فقال رجل من الأنصار: يا رسول الله! أفرأيت الحمو؟ قال: الحمو الموت"(۳)

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۱) احکام القرآن للجصاص: ۴۸۶/۳

(۲) صحیح مسلم، حدیث ۲۱۷۳:

(۳) صحیح البخاری، حدیث ۵۲۳۲:

نے ارشاد فرمایا : لوگو! عورتوں پر داخل ہونے سے بچو،

انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا : اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا : دیور تو موت ہے (یعنی اس کے ساتھ تنہائی تو اور زیادہ نامناسب ہے)

عن جابر الله قال :قال رسول الله ﷺ :ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحا أو ذا رحم" (۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : کسی شوہر دیدہ عورت کے پاس رات ہرگز نہ گزارے، سوائے اس کے کہ وہ اس کے نکاح میں ہو یا وہ اس کا رشتہ دار ہو۔

حضرت جابرؓ کی روایت میں خاص طور پر شوہر دیدہ عورت کے بارے میں ممانعت بانے سے خود آئی ہے لیکن یہ تخصیص اس وجہ سے ہے کہ کنواری لڑکی کے پاس عام طور پر لوگ جانے احتیاط کرتے ہیں اور اس پر حیا کا غلبہ بھی ہوتا ہے، شوہر دیدہ عورت کے بارے میں فتنہ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے چنانچہ امام نوویؒ رقمطراز ہیں:

"قال العلماء :إنما خص الثيب لكونها التي يدخل إليها غالبا , وأما البكر فمصونة ومتصونة في العادة من جانبة للرجال أشد مجانبة , فلم يجتمع إلى ذكرها ؛ولأنه من باب التنبية؛ لأنه إذا نهى عن الثيب التي يتساهل الناس في الدخول عليها في العادة ففي البكر أولي۔ (۱)

علماء نے کہا ہے کہ شوہر دیدہ عورت کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ عام طور پر مرد ایسی ہی عورتوں کے پاس جاتے ہیں، کنواری لڑکی عادۃً بچا کر رکھی جاتی ہے اور خود بھی بچ کر رہتی

(۱) شرح المھذب ۲ :/ ۲۱۵

ہے اور مردوں سے بہت اجتناب برتتی ہے؛ لہذا اس کو تذکرہ میں شامل نہیں کیا گیا اور اس لئے کہ اس کا مقصود تنبیہ ہے؛ اس لئے کہ جب شوہر دیدہ عورت سے منع کیا گیا تو کنواری لڑکی سے بدرجہ اولی ممانعت ہوگی۔

کرایہ کی ماں کا حکم اور اس کے مفسدات

(sarrugate mother) سروگیٹ مدر (متبادل ماں یعنی جو کسی دوسری عورت کی خاطر مصنوعی تخم ریزی کے ذریعے نطفہ قبول کر کے دوسرے کا بچہ پیدا کرے، چاہے ہمبستری کے نتیجہ میں بیوی کے حمل ٹھہرنے کے بعد نطفہ کو اس کے رحم سے اجنبی خاتون کے رحم میں منتقل کر دیا جائے یا غیر فطری طریقہ سے میاں بیوی کے مادہ منویہ لے کر اجنبی خاتون کے رحم میں ڈالا جائے، وہ عورتیں جن کے ماں بننے کی راہ میں طبّی پیچیدگیاں حائل ہوتی ہیں یا ماں بننے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود اپنے لیے سروگیٹ مائیں تلاش کرتی ہیں، اس طرح اُنھیں نو ماہ کی مشقت اور زچگی کی تکلیف سے نجات مل جاتی ہے، وہ بچہ پیدا کرنے کے لیے مخصوص فیس کے عوض کسی دوسری عورت کی کوکھ کرائے پر لیتی ہیں) کی سب صورتیں درج ذیل وجوہات کی بنا پر ناجائز وحرام ہیں:

(۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ جس اجنبی خاتون کی خدمات حاصل کی جائیں گی وہ اس شخص کی منکوحہ نہیں ہوگی جب کہ اپنی منکوحہ یا مملوکہ کے علاوہ کسی اجنبیہ سے حصولِ اولاد کی کوشش کرنا شرعاً ممنوع ہے.

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ حصولِ اولاد کے لیے کسی عورت کے رحم کو کرایہ پر لینے یا دینے کا طریقہ شریعت کے پاکیزہ مزاج، عفت وحیا اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے، اسلام میں شرم گاہ کے ذریعہ کمائی کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور ایسی کمائی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے ارشاد ہے :

ان رسول الله صلي الله عليه وسلم نهي عن ثمن الكلب و

كسب البغي و حلوان الكاهن. (۱)

(۳) ناجائز ہونے کی تیسری اور اہم وجہ یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ میں اختلاطِ نسب ہوتا ہے اور زنا کے حرام ہونے کی بھی ایک اہم وجہ اختلاط نسب ہے اور شریعتِ مطہرہ نے حفاظتِ نسب کے لیے اور نسب کے اشتباہ سے بچنے کے لیے ایک مرد کی زوجیت سے نکلنے کے بعد دوسرے مرد سے نکاح سے پہلے عدت کا مرحلہ رکھا ہے اور عدت کی تکمیل سے پہلے دوسرا نکاح ناجائز قرار دیا ہے.

حجة الله البالغة میں ہے :منها :معرفة براءة رحمها من ماءه لئلا تختلط الانساب فان النسب احد ما يتشاح به و يطلبه العقلاء وهو من خواص نوع الانسان و مما امتاز به من سائر الحيوان۔ (۲)

ثبوتِ نسب کے لیے چوں کہ عورت کا مرد کے نکاح میں ہونا شرعاً ضروری ہوتا ہے؛ لہذا مذکورہ طریقہ سے پیدا ہونے والے بچہ/ بچی کا نسب اس مرد سے شرعاً ثابت نہیں ہوگا جس کا مادہ منویہ اجنبی خاتون کے رحم میں ڈالا گیا تھا، پس اگر وہ اجنبی خاتون پہلے سے کسی کے نکاح میں ہو تو اس طریقہ سے پیدا ہونے والے بچہ/ بچی کا نسب رسول اکرم ﷺ کے فرمان : ''الولد للفراش وللعاهر الحجر''(۳) کی وجہ سے اس عورت کے شوہر سے ثابت ہوگا جس کی کوکھ کرایہ پر لی گئی ہو، اور اگر اجنبی خاتون پہلے سے کسی کے نکاح میں نہ ہو تو اس صورت میں بھی اس بچہ/ بچی کی اصل ماں وہی خاتون قرار دی جائے گی جس نے اس کو جنا ہوگا اور دیگر شرعی احکامات جیسے ثبوتِ نسب میراث سے محرم ہونا وغیرہ سب کا تعلق اسی خاتون سے

---

(۱) صحیح البخاری، حدیث ۲۲۳۷ :

(۲) حجۃ اللہ البالغۃ۔ :(۲/ ۱۰۶)

(۳) صحیح مسلم، حدیث: ۱۴۵۸

ہوگا، ارشاد باری تعالی ہے : اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰئِیْ وَلَدْنَهُمْ. (۱) ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے.

اس کے برخلاف حصولِ اولاد کے لیے حلال و پاکیزہ راستہ شریعت مطہرہ نے رکھا ہے اور وہ راستہ ہے دوسرا نکاح، لہٰذا اگر پہلی بیوی سے اولاد کا حصول ممکن نہ ہو اور مرد میں ایک سے زائد بیویوں کے درمیان عدل (برابری) کرنے کی اہلیت ہو تو ایسے شخص کے لیے دوسرے نکاح کی شرعاً اجازت ہے اور اس کو معاشرہ میں معیوب سمجھنا بجائے خود معیوب ہے، پس حلال راستہ ہونے کے باوجود ناجائز طریقہ اختیار کرنا انتہائی قبیح عمل ہے۔(۲)

عورت کا دودھ بیچنا

موجودہ زمانہ ہر اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے؛ لیکن اس ترقی کے نتیجہ میں بعض امور ایسے بھی وجود میں آگئے ہیں، جو عقل وقیاس کے خلاف ہیں؛ تاہم وہ لوگ، جو اللہ تعالیٰ کے حقیقی دین پر قائم نہیں ہیں، یا حقیقی دین پر تو قائم ہیں؛ لیکن انہیں دینی معلومات نہیں، وہ عقل وقیاس کے خلاف امور کو بھی انجام دے ڈالنے سے نہیں چوکتے۔

عقل وقیاس کے خلاف امور میں سے ایک خواتین کے دودھ کو جمع کرکے رکھنا اور اس کی خرید وفروخت بھی ہے، بہت سارے ممالک میں بلڈ بینک کی طرح دودھ بینک (Milk Bank) کے ادارے بھی قائم ہیں، جہاں خواتین اپنا دودھ جمع کرتی ہیں، اس کے عوض انہیں روپے بھی ملتے ہیں، پھر جمع شدہ دودھ کو فروخت بھی کیا جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ کیا ایسا کرنا شرعی اعتبار سے درست ہے؟

اِس سوال کے جواب کے لئے خواتین کے دودھ کے استعمال کے دو طریقوں پر گفتگو ضروری معلوم ہوتی ہے:

---

(۱)(المجادلة۲)

(۲) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر 144506100263 :

(۱) عمومی استعمال، جیسے : خواتین کے دودھ کی خرید وفروخت کی عام اجازت، اِس سلسلہ میں فقہائے کرام کی رائیں درج ذیل ہیں:

حنفیہ کی رائے: خواتین کے دودھ کی خرید وفروخت کے سلسلہ میں احناف کے یہاں آزاد اور باندی ہونے کے اعتبار سے دو رائیں پائی جاتی ہیں:

۱- خواتین کے دودھ کی خرید وفروخت مطلقاً جائز نہیں، خواہ آزاد خاتون کا دودھ ہو یا باندی کا دودھ یہ فقہائے احناف کی عمومی رائے ہے، ابوبکر بن علی الحداد الیمنیؒ لکھتے ہیں: ”لایجوز بیع لبن بنات آدم“(۱)

عورت کا دودھ انسانی اجزاء میں سے ہے اور انسان اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکرم ومحترم ہے، لہٰذا بیع کے ذریعہ سے اُس کی تذلیل نہیں کی جائے گی : لأنه جزء الآدمی، وهو بجمیع أجزائه مکرم مصون عن الابتذال بالبیع۔(۲)

سن رسیدہ اور کنواری کا حکم

اگر عورت ایسی جگہ کام کرے، جہاں مرد کارکن بھی ہوں، تو اس وقت خاتون کارکنوں کے لئے پردہ کی کیا حدود ہوں گی، اس سلسلہ میں کیا سن رسیدہ خواتین اور جوان عورتوں کے درمیان فرق ہوگا؟

اس سوال کے جواب میں اہل علم حضرات کی مختلف رائیں سامنے آئی ہیں:

(۱) ضرورتاً خواتین کسب معاش کے لئے ملازمت کرسکتی ہیں، اس صورت میں جوان عورتوں کو مکمل شرعی پردہ کا لحاظ رکھنا ہوگا، اختلاط سے اجتناب، تنہائی میں ملنے سے گریز اور شدید ضرورت کے وقت بات کرنے کی نوبت آجائے تو لہجہ میں لگاوٹ نہ ہو، جبکہ سن رسیدہ خواتین کے سلسلہ میں شریعت نے تھوڑی رخصت دی ہے، لہٰذا ان کے سلسلہ میں بمقابلہ جو

---

(۱) الجوہرۃ النیرۃ، باب السلم ۱ : ۲۶۸/، ط : مکتبہ حقانیہ، ملتان

(۲) البحر الرائق، باب البیع الفاسد : ۱۳۲/۶، ط :دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۹۹۷ء)

ان خواتین کے تخفیف ہوگی ۔

(۲) ملازمت کی اجازت ہوگی لیکن پردہ کے معاملہ میں جوان اور سن رسیدہ دونوں کا حکم یکساں ہوگا۔

(۳) ایسی جگہوں میں ملازمت کی بالکل اجازت نہ ہوگی، لیکن وہ عمر رسیدہ خواتین جن سے فتنہ کا اندیشہ نہ ہو، انہیں کسی حد تک اجازت دی جاسکتی ہے۔(۱)

ملازمت کے لئے ولی کی اجازت

عورت کو اپنی خلقی کمزوری کی وجہ سے ہمیشہ کسی ایسے مرد کی ضرورت پڑتی ہے، جو اس کی جان ومال اور عزت وآبرو کا محافظ ہو، جب تک وہ باپ کے گھر میں رہتی ہے، باپ اس کا محافظ ہوتا ہے اور نکاح کے بعد شوہر اس کا محافظ ہوتا ہے؛ اس لئے خواتین کے لئے گھریلو یا گھر سے باہر کی ملازمت اختیار کرنے کے لئے باپ یا شوہر کی اجازت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

(الف) شوہر یا ولی اگر عورت کی کفالت کر رہے ہوں، تو عورت کے لئے کسب معاش کی غرض سے گھر سے باہر جانے کے لئے ان کی اجازت ضروری ہے، خواہ وہ جگہ مسافت سفر سے کم ہو یا اس سے زیادہ۔

(ب) اگر عورت کو کسب معاش کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑے تو کیا اس کے لئے ولی یا شوہر کی اجازت ضروری ہوگی، گھر سے نکلنا مسافت سفر یا اس سے زیادہ کے لئے ہو یا اس سے کم کے لئے، دن کے وقت ہو یا رات کے وقت، ولی اس خاتون کی کفالت کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، ان صورتوں میں حکم شرعی کے اعتبار سے کچھ فرق بھی ہوگا؟

---

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات

اہل علم کی مختلف آراء

۱۔ولی یا شوہر کی جانب سے عدم کفالت کی صورت میں اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے کسب معاش کرنا عورت پر فرض ہو جاتا ہے، اور فرائض کی ادائیگی کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی ، جیسے فرض حج یا فرض نماز یا فرض روزہ کے لئے ولی یا شوہر سے اجازت لازم نہیں ہے۔

۲۔نکاح کی وجہ سے شوہر کو حق احتباس حاصل ہوتا ہے، اسی لئے بیوی کو گھر سے باہر نکلنے کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہوتی ہے، کیونکہ شوہر چاہے تو اس کو باہر نکلنے سے منع کر دے، اس حق احتباس کی وجہ سے شوہر پر بیوی کا نفقہ لازم ہو جاتا ہے، لیکن اگر شوہر کی معذوری کی وجہ سے نفقہ کی ادائیگی نہیں ہوا ادائیگی نہیں ہو رہی ہے تو اس کا حق باقی نہ رہے گا، اب وہ بیوی کو باہر نکلنے سے منع نہیں کر سکتا، لہذا بیوی کو اس سے اجازت لینا لازم نہیں ہوگا۔

" وذلك لأن نفقة المرأة في مقابلة الاحتباس فما دام الاحتباس قائما كانت النفقة واجبة تحقيقا للمعادلة۔(۱)

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا نفقہ اس کے شوہر کے لیے (ازدواجی حقوق کے تحت) خود کو مخصوص رکھنے (احتباس) کے بدلے میں واجب ہوتا ہے۔لہٰذا جب تک یہ احتباس قائم رہے گا، نفقہ بھی واجب رہے گا، تاکہ اس باہمی توازن (معادلہ) کی تکمیل ہو۔

فقہ کی اصطلاح میں ''احتباس'' سے مراد یہ ہے کہ بیوی نکاح کے بعد شوہر کے حقوقِ زوجیت کے لیے اپنے آپ کو اس کے اختیار میں رکھے۔اسی کے بدلے شریعت نے شوہر پر بیوی کا نفقہ (کھانا، لباس، رہائش وغیرہ) واجب کیا ہے۔

ولأن النفقة جزاء الاحتباس فكل من كان محبوسا بحق

---

(۱) (عناية مع الفتح ٤/٣٢٠)

مقصود لغيره كانت نفقته عليه، أصله القاضي والعامل في الصدقات والمفتي والوالي" (۱) ويسقط حقه في الإذن إذا امتنع عن الإنفاق عليها (۲)

بیوی کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنا جائز ہے، جب کسی ایسی ضرورت کے لیے نکلنا ہو جس سے چارہ نہ ہو، جیسے کھانے پینے کی ضروری اشیاء حاصل کرنے کے لیے جانا، یا اپنا حق طلب کرنے کے لیے قاضی کے پاس جانا، یا اگر شوہر نفقہ دینے سے عاجز ہو تو اپنی گزر بسر کے لیے روزگار کمانے کی غرض سے باہر جانا۔

يجوز للزوجة الخروج بغير إذن الزوج لما لا غنى لها عنه كإتيان بنحو مأكل والذهاب إلى القاضي لطلب الحق واكتساب النفقة إذا أعسر بها الزوج۔ (۳)

اجازت کے عدم لزوم کی تیسری وجہ یہ ہے کہ اجازت کے وجوب کا فائدہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اجازت دینے والے کو منع کرنے کا اختیار حاصل ہو، مذکورہ صورت میں شوہر اس کے نفقہ کی ادائیگی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ اس کو منع کر سکے، کیونکہ اگر منع کرے گا تو وہ عورت اور اس کے بچے بغیر نفقہ کے بھوکے رہیں گے اور شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی کو گھر میں روک کر بھوکا نہ رکھا جائے۔

" ويحرم عليها الخروج بلا إذنه، هذا إذا قام الزوج بحوائجها التي لابد لها منها وان لم يكن بحوائجها فلابد لها من الخروج للضرورة۔ (۴)

---

(۱) البحر الرائق (۴/۱۷۳)

(۲) الموسوعة الفقري)-

(۳) (الموسوعه ۹/۱۱۰)

(۴) كشاف القناع، 117/3

عورت کا ملازمت کے لئے سفر شرعی کرنا

حضرات اہل علم کے نزدیک اگر وہ سفر شرعی کی مسافت پر ہو تو محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا واجب ہے، اس سے کم مسافت پر ہو تو محرم کا ساتھ ہونا واجب نہیں ہے۔(۱)

مخلوط ملازمت میں پردے کے احکام کیا ہیں؟

اس سوال کے جواب میں اہل علم حضرات کی آراء مندرجہ ذیل ہیں

(۱) مردوں سے سابقہ کی صورت میں پردہ مکمل ہو۔

(۲) لباس سادہ، دبیز اور کشادہ ہو۔

(۳) ضرورتاً مردوں سے بات کرنی ہو تو لہجہ میں لگاوٹ اور گھلاوٹ نہ ہو بلکہ رعب دار ہو۔

(۴) فساد کثیر کا امکان ہو تو چہرہ اور ہتھیلیوں کو چھپانا بھی لازم ہوگا۔

(۵) اگر مردوں سے سامنا نہ ہو تو برقع اور اوڑھنی لازم نہیں۔

(۶) قابل ستر حصہ کا عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہوگا۔

(۷) اگر مسلم عورتوں کے علاوہ غیر مسلم عورتیں بھی وہاں ہوں تو ان سے بھی مکمل پردہ لازم ہوگا۔

(۸) شدید ضرورت کے موافق چہرہ اور ہاتھ کھولا جاسکتا ہے۔

(۹) جہاں صرف خواتین ہوں وہاں ملازمت کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

(۱۰) اگر کسی ادارہ کے ذمہ داری مرد ہوں اور کام کرنے والی خواتین ہوں، تب بھی پردہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا۔

---

(۱) خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ۶۰ :

لڑکیوں کے کاروبار کرنے کے شرائط

کاروبار کرنے کے لیے بنیادی طور پر (۱) پردے کا اہتمام ہو (۲) دور دراز سفر پر جانا نہ ہو (۳) مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو (۴) خلوت تنہائی میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھنے آنے جانے کا نظام نہ ہو (۵) اپنے شوہر اور اپنے والدین کی اجازت ہو، کسی اجنبی مرد سے اگر کسی بھی وجہ سے واسطہ پڑ ھ گیا، تو سختی سے بات کریں، نرمی ومسکرا کر بات نہ کریں، یہ شرائط ہیں۔

گھر میں خاتون کا کسب معاش کرنا

عورت کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں ہی کسب معاش کرنا جائز ہے، کیوں کہ نہ وہ گھر سے باہر نکل رہی ہے اور نہ اس کے عمل کی وجہ سے شوہر کا حق متاثر ہو رہا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ عورت گھر ہی میں کام کرتی ہے، مگر اس کی مشغولیت شوہر کے حق کو متاثر کرتی ہے، تو شوہر کو منع کرنے کا حق حاصل ہوگا، ان دونوں ہی صورتوں کے سلسلہ میں علامہ ابن عابدین شامیؒ کی یہ صراحت بہت معقول اور چشم کشا ہے:

”بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب ؛ لأنها مستغنية عنه لوجوب كفايتها عليه ... قلت :ثم إن قولهم له منعها من الغزل يشمل غزلها لنفسها ، فإن كانت العلة فيه السهر والتعب والمنقص لجمالها فلهمنعها عما يؤدي إلى ذلك لا ما دونه ، وإن كانتالعلة استغناءها عن الكسب كما مر ، ففيه أنها قد تحتاج إلى ما لا يلزم الزوج شرائه لها ... والذي ينبغي تحريره أن يكون له منعها عن كل عمل يؤدى إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته ، أما العمل الذي

لاضرر لہ فیہ، فلاوجہ لمنعھا عنہ"

بلکہ شوہر کو ایسے تمام افعال سے روکنے کا حق ہوگا، جو کسب معاش کے تقاضے سے کئے جاتے ہیں؛ اس لئے کہ عورت اس سے مستغنی ہے؛ کیوں کہ اس کی ضرورتوں کی کفایت شوہر پر واجب ہے... میں کہتا ہوں : فقہاء کا یہ کہنا کہ وہ عورت کو دھاگھ بننے سے بھی منع کرسکتا ہے تو یہ شامل ہے اس صورت کو جب وہ اپنے لئے بنے، تو اگر اس کی وجہ سے عورت کا اس کام کی وجہ سے رات میں جاگنا اور تھک جانا اور اس کے حسن و جمال میں کمی پیدا ہو جانا لازم آتا ہے، تو شوہر کو واقعی اس قدر کام سے روکنے کا حق ہوگا، جو ان امور کا باعث ہے، اس سے کم کو روکنے کا حق نہیں ہوگا، اور اگر روکنے کی علت یہ ہو کہ وہ کمانے سے مستغنی ہے تو اس سلسلہ میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ عورت کو کبھی ایسی چیز کے خریدنے کی حاجت دامن گیر ہوتی ہے جس کا خریدنا شوہر پر واجب نہیں. اور اس سلسلہ میں یہ بات منقح کر دینی چاہئے کہ شوہر کو ایسے عمل سے روکنے کا حق ہے، جس سے اس کا حق متاثر ہوتا ہو یا اس کو ضرر پہونچتا ہو یا عورت کو گھر سے نکلنا پڑتا ہو، اگر ایسا عمل ہو جس میں شوہر کو کوئی نقصان نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ شوہر بیوی کو اس سے منع کرے"۔

کم اختلاط کی صورت میں ملازمت کا حکم

اس سوال کے جواب میں اہل علم حضرات کی رائے کے مطابق اگر آفس میں یکسوئی ہو، اختلاط کا امکان بعید تر ہو، حجاب شرعی کا مکمل لحاظ ہو اور بے پردگی کم سے کم ہو تو یہ ملازمت کس طرح درست ہو سکتی ہے۔

بطور سیلز گرل کام کرنے یا اس طرح کی ملازمت جہاں عورتوں کو شوپیس بننا پڑے، بے پردگی کا امکان بہت زیادہ ہو، لوچ اور لگاوٹ کا لہجہ استعمال کرنا پڑے، ایسی

جگہوں میں ملازمت کی اجازت کو تقریباً تمام ہی مقالہ

نگاران حضرات نے ناجائز اور نادرست کہا ہے۔

بعض حضرات وہ بھی ہیں جو مطلقاً دونوں صورتوں کے عدم جواز کے قائل ہیں کہ بہتر ہے کہ ایسی جگہوں سے عورتوں کو کام کرنے سے دور رکھا جائے۔(۱)

ملازمت کی خاطر بیرونِ ممالک میں قیام کا حکم

اس سوال کے جواب میں تقریبا تمام اہل علم حضرات نے کہا ہے کہ بغرض ملازمت عورتوں کا تنہا سفر کرنا یا قیام کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر محرم ساتھ ہو تو اس میں گنجائش ہوسکتی ہے اور کسی حد تک اجازت دی جاسکتی ہے۔

شوہر نفقہ نہ دینے کی صورت میں ملازمت کا حکم

اگر عورت مجبور ہو، شوہر نفقہ ادا نہ کرتا ہو، یا وہ کسب معاش سے معذور ہو، یا مطلقہ اور بیوہ ہو اور والد وغیرہ کفالت نہ کرتے ہوں، تو اس صورت میں عورت شوہر کی اجازت کے بغیر بھی کسب معاش کے لئے شرعی حدود کے ساتھ گھر سے باہر نکل سکتی ہے؛ کیوں کہ فقہاء نے ضرورتاً شوہر کی اجازت کے بغیر بھی عورت کو باہر نکلنے کی اجازت دی ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کی یہ صراحتیں قابل توجہ ہیں:

”وفي مجموع النوازل :فإن كانت قابلة أو غسالة أو كان لها حق على آخر أو لآخر عليها حق تخرج بالإذن وبغير الإذن“(۲)

مجموع النوازل میں ہے :اگر بیوی دایہ ہو یا مردہ کو نسل دینے سے واقف ہو یا اس کا کسی دوسرے پر حق ہو یا دوسرے کا حق اس پر ہو تو وہ شوہر کے اجازت سے بھی اور بلا

---

(۱) خواتین کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ۴۳:

(۲) فتح القدیر ۴ :/۳۵۸

اجازت کے بھی نکل سکتی ہے؟

اگر عورت کو کوئی شرعی مسئلہ پیش آیا تو اگر شوہر عالم سے دریافت کر کے بیوی کو اس کے بارے میں بتادے تب تو اس کے لئے نکلنے کی گنجائش نہیں اور اگر وہ دریافت نہ کرے تو اس کی رضامندی کے بغیر بھی عورت کے لئے نکلنے کی گنجائش ہے"۔

"فإن وقعت لها نازلة إن سأل الزوج من العالم وأخبرها بذلك لا يسعها الخروج وإن امتنع من السؤال يسعها أن تخرج من غير رضاه" (۲)

بلکہ علامہ ابن ہمام کے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت کا حق شوہر نے ادا نہیں کیا ہے، تو چاہے بیوی گھر سے باہر نکلنے پر مجبور ہو یا نہ ہو، اس کے لئے شرعی حدود کے ساتھ گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہے۔

"المرأة قبل أن تقبض مهرها , لها أن تخرج في حوائجها وتزور الأقارب بغير إذن الزوج, فإن أعطاها المهر, ليس لها الخروج, إلا بإذن الزوج"۔ (۱)

مہر پر قبضہ کرنے سے پہلے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی عورت کو اپنی ضروریات کے لئے نکلنے اور رشتہ داروں سے ملاقات کرنے کا حق حاصل ہے اور اگر شوہر مہر ادا کر چکا ہے تب اس کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

ملازمت کے لئے عدت میں گھر سے باہر نکلنا

اگر عورت کے لئے نفقہ اور ضروریات زندگی کا کوئی انتظام نہ ہو، تو اسے کسب معاش

---

(۱) فتح القدیر ۴: ۳۵۸/، باب النفقۃ، فصل فی السکنی

کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوگی، اس کی مثال عدت وفات ہے، حالت نکاح میں عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے مقابلہ عدت میں گھر سے نکلنے کی ممانعت زیادہ شدید ہے؛ کیوں کہ نکاح میں نکلنے کی ممانعت حق العبد یعنی شوہر کے حق کی بناء پر ہے، اور عدت میں نکلنے کی ممانعت سابق شوہر کے حق کی بناء پر بھی ہے اور اس کا شمار حق اللہ میں بھی ہے، اس کے باوجود عدت وفات میں عورت کو کسب معاش کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔

البتہ یہ اجازت بقدر ضرورت ہے؛ چنانچہ اگر کسی عورت کے لئے نفقہ کا نظم ہو جائے، تو پھر اس کے حق میں اس کی اجازت نہیں ہوگی:

”والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغلا لمعيشة، فيتقدر بقدره، فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها“۔(۱)

حاصل یہ ہے کہ عورت کے لئے نکلنے کے جائز ہونے کا مدار کسب معاش کو انجام دینا ہے، لہذا اسی قدر نکلنے کی اس کو اجازت ہوگی، جب اس کی یہ ضرورت پوری ہو جائے تو اس کے لئے گھر سے باہر وقت گزارنا جائز نہیں ہوگا

اس سے معلوم ہوا کہ جن فقہاء کے نزدیک مطلقہ بائنہ کا نفقہ عدت واجب نہیں ہوتا، ان کے نزدیک ایسی مطلقہ عورت بھی کسب معاش کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؛ چنانچہ امام ابوبکر جصاص رازیؒ نقل کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ اس عورت کے بارے میں جس کو تین طلاق ہو چکی ہے، یا جس کے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے، فرمایا کرتے تھے کہ وہ نفقہ کی مستحق نہیں ہیں اور وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہیں۔

---

(۱) ردالمحتار ۵ :/ ۲۲۵

"عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ :أنه كان يقول في المطلقة ثلاثا والمتوفى عنها زوجها :لا نفقة لهما وتعتدان حيث شائتا" (۱)

جس عورت کے شوہر کی وفات ہوگئی ہو اور وہ محتاج ہو تو اس کو نفقہ کے لئے صرف دن میں نکلنے کی فقہاء نے اجازت دی ہے، اس کی علت یہ بیان کی ہے کہ کسب معاش عادۃ دن میں ہوتا ہے۔

لأن نفقتها عليها وعسى لا تجد من يكفيها مؤنتها فتحتاج إلى الخروج لنفقتها غير أن أمر المعاش يكون بالنهار عادة دون الليالي فأبيح الخروج لها بالنهار دون الليالي۔ (۲)

رات میں کسب معاش کے لئے گھر سے باہر رہنے میں ان کی عفت وعصمت کی حفاظت کا مسئلہ زیادہ ہوگا، بہت سارے فتنے جنم لے سکتے ہیں، بڑی خرابیاں لاحق ہوں گی. مفاسد کا قوی اندیشہ ہے، اس لئے احتیاط کا تقاضہ یہی ہے کہ رات کو کسب معاش کی اجازت نہ دی جائے۔

جب ان کو خارج بیت جانے کی اجازت ضرورت کے تحت دی جارہی ہے اور یہ ضرورت دن میں کسب معاش سے پوری ہو جارہی ہے تو اجازت بھی ضرورت کے بقدر صرف دان میں ہی ہونی چاہئے۔

اولاد کے نفقہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا

عورت کے لئے ایک ضرورت تو اس کے اپنے اخراجات ہیں دوسرے : بعض اوقات دوسرے رشتہ داروں کا نفقہ بھی اس سے متعلق ہو جاتا ہے، جیسے باپ نفقہ نہ دیتا ہو، یا

---

(۱) احکام القرآن للجصاص ۳ : ۶۱۶/

(۲) فتح القدیر (۱۲۲/۴)

نفقہ ادا کرنے کے لائق نہ ہو، تو عورت پر اولاد کا نفقہ بھی واجب ہوتا ہے:

"ولو لهم أم موسرة أمرت أن تنفق عليهم فيكون دينافترجع به على الأب إذا أيسر" (۲)

اگر بچوں کی ماں ہو جو خوشحال ہو تو اُسے حکم دیا جائے گا کہ وہ ان پر خرچ کرے اور وہ جو کچھ خرچ کرے گی وہ اس کا دین ہوگا، جو وہ بچوں کے باپ سے اس کے خوشحال ہونے کے بعد وصول کرے گی۔

اگر باپ غریب ہو تو بچوں کا نفقہ ماں کے اوپر ہوگی، بشرطیکہ ماں خوشحال ہو، اور باپ سے اس کے خوشحال ہونے کے بعد بھی وصول نہیں کرے گی، بعض دفعہ اپنے نادار والدین کا نفقہ بھی بیٹی پر واجب ہوتا ہے:

إذا كان للفقير والد وابن ابن موسرين، فالنفقة على الوالد؛ لأنه أقرب، وإذا كانت له بنت وابن ابن موسر، فالنفقة على البنت خاصة، ... وكذا إذا كان للفقير بنت ومولى عتاقة وهما موسران، فالنفقة على البنت ....وكذلك المعسرة إذا كانت لها بنت وأخت لأب وأم، فالنفقة على ابنتها ... فإن كان للصغير أم وجد فالنفقة على الأم قدر ميراثهما أثلاثا بخلاف الأب في ظاهر الرواية" (۲)

قریبی رشتہ دار ہے اور اگر اس کی بیٹی بھی ہو اور پوتا بھی اور دونوں خوشحال ہوں تو صرف بیٹی پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر محتاج شخص کی بیٹی بھی ہو اور آزاد کیا ہوا غلام بھی اور دونوں خوشحال ہوں تو بیٹی پر نفقہ کی ذمہ داری ہوگی، اسی طرح کسی تنگدست عورت کی بیٹی بھی ہو اور ماں باپ شریک بہن بھی تو بیٹی کے ذمہ نفقہ ہوگا... اور اگر کسی نابالغ کی ماں اور دادا ہوں تو ماں اور دادا پر ان کے حصہ میراث کے لحاظ سے نفقہ واجب ہوگا۔

غرض کہ کسب معاش بعض دفعہ عورت کے لئے حالات کے لحاظ سے ضرورت بن جاتا ہے، ایسی صورت میں اگر والد یا شوہر اگر جازت نہیں دے، تب بھی پردہ کی رعایت کے ساتھ اس کے لئے گھر سے باہر نکلنے کی گنجائش ہوگی۔

اگر عورت کسبِ معاش پر مجبور نہ ہو اور شوہر اس کی اور بچوں کی ضروریات معروف طریقہ پر پوری کرتا ہو، تو اب عورت کا کسب معاش کے لئے گھر سے باہر نکلنا نکاح سے پہلے والد اور نکاح کے بعد شوہر کی اجازت پر موقوف ہوگا اور ان کی اجازت کے بغیر ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنا، پردہ کی رعایت کے ساتھ ہو تو نہیں جائز ہوگا۔

خاوند کا بیرون شہر یا باہر ملک مقیم ہونے سے پیدا ہونے والے حالات

وہ ملازمت پیشہ خواتین جن کے شوہر حصولِ معاش کے لیے بیرون ملک یا بیرون شہر قیام پذیر ہیں اور زیادہ عرصہ تک ان کی ملاقات نہیں ہوتی یا کبھی کبھار آنا ہو تو ایسی صورت حال میں عورت کے لیے یا تو باقی خاندان کے ساتھ رہنا ایک چیلنج بن جاتا ہے یا پھر وہ آزاد منش ہو کر رہ جاتی ہے اور خاوند کی ہدایات پر سرے سے عمل نہیں کرتی، شوہر گھر سے دور رہنے کی وجہ ان کے درمیان فاصلے بڑھ جاتے ہیں جس سے ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع نہیں ملتا۔ بعض اس قسم کے واقعات بھی سامنے آئے ہیں کہ عورت اپنے کسی کولیگ یا غیر مرد کے ساتھ تعلقات استوار کر لیتی ہے۔ بعض عورتوں کے سسرال والے غلط فہمی کی بنا پر عورت پر الزامات لگا دیتے ہیں اور شوہر بغیر اپنی بیوی کا موقف سنے ان باتوں پر یقین کر لیتا ہے اور دونوں کی زندگی میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔

دوران سروے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت سی ملازمت پیشہ خواتین ہیں جن کے شوہر ملک سے باہر حصول معاش کے لیے مقیم ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو غیر

محفوظ سمجھتی ہیں اور ان پر احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے، جس کی وجہ سے بعض عورتوں میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے اور نتیجتاً لڑتی جھگڑے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، کچھ خواتین ایسی بھی مشاہدہ سے گزری ہیں جو خاوند کے بیرون ملک یا بیرون شہر مقیم ہونے کی وجہ سے غیر اخلاقی برائیوں کا شکار ہو جاتی ہیں، وہ اپنے آپ کو آزاد محسوس کرنے لگتی ہیں۔

سارے عمل میں لڑکیاں بیچاری پس جاتی ہیں اور جذباتی طور پر چڑچڑی ہو جاتی ہیں، معاشرے میں بہت سی خواتین ایسی ہیں جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں اور وہ پھر اپنے معیار یا اس سے بڑھ کر آئیڈیل کی تلاش میں اپنی زندگی کے بہترین سال ضائع کر دیتی ہیں، اس سے بہت زیادہ عائلی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ چھوٹی عمر کی بچیوں کے الگ مسائل ہیں کہ وہ معاملات کو حل کرنے کے اہلیت نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے میاں بیوی کے تعلقات خراب رہتے ہیں اور اکثر معاملہ طلاق تک پہنچ جاتا ہے، جبکہ غیر شادی شدہ ملازم پیشہ کے الگ سے مسائل ہیں۔

ملازمت کی اجازت مجبوراً ہے

بعض مجبوریوں کی بناء پر، یا خاوند کی تنگ دستی کی صورت میں عورت کے لئے اسلام میں یہ اجازت

ہے کہ وہ معاشی دوڑ میں اپنے حدود کے اندر رہتے ہوئے شرکت کر سکتی ہے، لیکن وہ اہل مغرب کے نظریہ کے مطابق مردوں کی شانہ بشانہ کھڑی ہو کر معاشی سرگرمیوں میں اسلام کی رو سے ہرگز حصہ نہیں لے سکتی۔

سنن ابو داؤد میں باب کسب الاماء کے تحت لونڈیوں کے متعلق صحابہ کرام کا یہ قول منقول نهانا عن كسب الأماء إلا ما عملت بيدها وقال باصابعه نحو الخبز والعزل والنفش۔(۱)

اور رسول اللہ ﷺ ہم نے ہم کو لونڈیوں کی کمائی سے منع فرمایا سوائے اس کمائی کے جو وہ اپنا ہاتھ ہلا کر کرتی ہوں اور آپ ﷺ نے انگلیوں سے اشارہ کیا جیسے روٹی پکانا، سوت کاتنا اور روئی دوہنا وغیرہ۔

اسی طرح عبد اللہ ابن مسعودؓ کی زوجہ محترمہ زینب بنت ابو معاویہ ایک دست کارخاتون تھیں، جو دستکاری کر کے اپنے شوہر اور اولاد کی کفالت کرتی تھی سنن ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے، جو غزوہ خیبر کے متعلق ہے، جس میں مذکور ہے کہ چند عورتیں جنگ میں شرکت کرنا چاہ رہی تھیں، جب ان سے ان کے خروج کی وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے اپنا مقصد بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اون کاتیں گی، اور اس کے ذریعے اللہ کی راہ میں مدد کریں گی، حضور ﷺ کے زمانے میں عرب کی عورتیں عموماً یہ کام کرتی تھی اور اللہ کے نبی ﷺ نے ان کو کبھی بھی منع نہیں فرمایا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے اگر کوئی عورت کام کرنا چاہے، تو کر سکتی ہے۔

بے سہارا عورت کی ملازمت کا حکم

ایسی عورت کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے ملازمت کی واقعی ضرورت ہے، مثلاً کوئی عورت ایسی ہے کہ اس کے اخراجات کی ذمہ داری برداشت سے کرنے والا کوئی نہیں ہے اور وہ اپنے نان ونفقہ کی غرض سے گھر سے باہر نکل کر کام کاج کرتی ہے، یا یا سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت کرتی ہے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ ایسی عورت گھر سے نکل کر ملازمت کر سکتی ہے، اس لئے گھر سے نکل کر ملازمت کرنا درست ہے، بشرطیکہ وہ آداب وشرائط کی پابندی کرے

بلا ضرورت ملازمت کرنا

عورت کو اس قسم کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ اس کا نان ونفقہ کا انتظام موجود

ہے،اس کے باوجود باہر نکل کر ملازمت کرتی ہے صرف اپنا مال بڑھانے کی خاطر۔

جس میں عورت نان ونفقہ کے لئے محتاج نہ ہو، اس میں بھی اگر چہ مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ ملازمت کی گنجائش ہے تاہم ایسی صورت میں احتیاط یہی ہے کہ ملازمت نہ کی جائے۔

عورت کی کمائی حلال یا حرام؟

جہاں تک عورت کی کمائی کے حلال یا حرام ہونے کا تعلق ہے،تو اس کا دارومدار اس کی ملازمت کی نوعیت پر ہے، جہاں اصل ملازمت اور کام حلال ہو، وہاں سے حاصل شدہ تنخواہ حلال ہوگی اور جہاں اصل کام ناجائز ہو،تو اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ بھی حرام ہوگی۔

اگر کوئی عورت شرائط کی پابندی کا لحاظ کئے بغیر گھر سے نکلتی ہے اور ملازمت کرتی ہے، لیکن وہ جو کام کرتی ہے جو جائز ہے،تو ایسی صورت میں اگر چہ اس کو گھر سے نکلنے اور غیر شرعی امور کے ارتکاب کا گناہ ہوگا لیکن اس حلال کام سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہوگی۔

لیکن اگر وہ عورت تمام شرائط کی پابندی بھی کرتی ہے،لیکن کام ایسا کرتی ہے جو شرعا جائز نہیں، مثلا بنگ کی یا انشورنس کمپنی کی ملازمت کرتی ہے،تو اس کی آمدنی حلال نہیں ہوگی۔

> ”قال فی بدائع الصنائع وقال أبو حنيفة أكره أن يستاجر الرجل امرأة حرة ليستخدمها ويخلوبها وكذلك الأمة وهو قول أبي يوسف ومحمد“۔۔(۱)

مرد وعورت کا ایک ساتھ کام کرنا

کوئی عورت ایسی ہو، جس کا کمانے والا کوئی نہ ہو،تو اس کو ملازمت کی اجازت

---

(۱)بدائع الصنائع:۱۸۹/٤

ہے، وہ کرسکتی ہے، لیکن دوران ملازمت ایک تو شرعی پردے کا لحاظ رکھنے، دوسرا ایسی جگہ کرے جہاں مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، جہاں صرف عورتیں ہی ہوں، اگر کسی رد بھی ساتھ کام کرتے ہوں، تو وہاں مردوں کے ساتھ بلا ضرورت بات نہ کرے، ان کے ساتھ بے تکلفی اور بے پردگی اختیار نہ کرے تے دفتر میں بھی ضرورت کے وقت ملازمت کرسکتی ہے، جائز ہے۔(۱)

ایسے ادارے جہاں مرد وعورت دونوں کام کرتے ہوں

ایسے ادارے جہاں خواتین ہی خدمت انجام دیتی ہوں اور کام کی جگہوں میں مرد نہ ہوتے ہوں، البتہ ادارہ کے ذمہ دار مرد ہوں ایسے اداروں میں خواتین کی ملازمت جائز ہے، مگر ذمہ دار مرد کے لئے (اگر وہ محرم نہ ہو) عورتوں کے حصے میں جانے کی اجازت نہ ہوگی، اگر انتظامی نقطہ نظر سے ایسی ضرورت آئے تو عورتوں کا باپردہ ہوجانا ضروری ہے۔

البتہ ایسے ادارے جہاں پر مرد عورت دونوں کام کرتے ہوں اور دونوں کے شعبے جداگانہ ہوں اور ایک دوسر کا سامنا برائے نام ہوتو ایسے اداروں میں بھی ملازمت کی گنجائش ہے، بشرطیکہ اُن تمام احتیاطوں کو ملحوظ رکھا جائے، جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

لیکن اگر دونوں کے شعبے جداگانہ نہ ہوں اور مخلوط طور پر کام کرتے ہوں اور پردہ کا انتظام نہ ہو، ایسی جگہ پر آج کے دور میں عورتوں کی ملازمت سخت باعث فتنہ اور ناجائز ہے، بالخصوص جوان عورتوں کے لئے، فقہاء نے سن رسیدہ خواتین کو مردوں کے سامنے آنے یا بات کرنے کی تھوڑی گنجائش دی ہے، اس لئے بوڑھی عورتوں کے لئے بوقت ضرورت اس طرح کی ملازمت کی گنجائش دی جاسکتی ہے، جوان عورتوں کے لئے نہیں۔

وهذا في الشابة، أما العجوز التي لا تشتهى فلا بأس و مس

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر 144012201875 :

یدها إذا أمن، ومتی جاز المس جاز سفرهبهاویخلواذامن علیه وعلیهاوالالا،وفی الاشیاء۔الخلوةبالأجنبیة حرام إلا لملازمة مدیونة هربت ودخلت خربة أو بها ویخلو إذا أمن علیهوعلیهاوإلالا،وفی الأشباهالخلوة کانت عجوزاشوهاءدرمختار۔(۱)

(۸) ایسا کام جس میں مردوں کا سامنا کم ہوتا ہو، مثلاً آفس کی ملازمت، جس میں صرف عورتیں ہی کام کرتی ہوں اور مرد بھی کبھی آجاتے ہوں، اس کی اجازت بھی بقدر ضرورت دی جاسکتی ہے، البتہ مردوں کا سامنا ہوتے وقت ان کے لئے پردہ کرنا ضروری ہوگا۔

عورت کا بناؤ سنگھار کے ساتھ ملازمت پر جانا

سوال : ایک مسلمان خاتون کے لئے کاجل لگا کر بھوؤں کے بال صاف کر کے تعلیم گاہ جانا، یا دفتر میں حصول معاش کے لئے جانا کیسا ہے؟

جواب : ایک مسلمان خاتون کے لئے کسب معاش کے لئے نکلنا جائز نہیں، البتہ جس ضرورت کے موقع پر شریعت نے مسلمان خاتون کے لئے گھر سے باہر نے کو جائز قرار دیا ہے، اس موقع پر بھی اس خاتون پر یہ لازم ہے کہ وزیب وزینت کے بغیر حجاب کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے گھر سے نکلے۔(۲)

شوہر اور محرم کے بغیر عورت کا بیرون ملک ملازمت کرنا

موجودہ زمانے میں بیشمار شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین، خصوصا نوجوان لڑکیاں بغیر محرم کے بیرون ممالک اور بیرون شہروں میں ملازمت کے لئے جاتی ہیں، کچھ

---

(۱)(العجوز الشوهاءو الشیخ الذی لا یجامع مثله بمنزلة المحارم، ۹۵۲

(۲) فقہی مقالات ۲۵۹:۱/

تو نوکری کے سلسلے میں اور کچھ خواتین پڑھائی کے سلسلے میں، شریعت میں عورت کو بغیر محرم کے شرعی سفر کرنے سے منع کیا گیا ہے، یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ کا سفر کرنا شرعا بغیر محرم کے جائز نہیں ہے، جب سفر ہی جائز نہیں، تو دوسرے شہروں میں قیام کرنا اور وہاں ملازمت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ خصوصا اس فتنہ کے دور میں جہاں ہر طرف بے حیائی اور بے پردگی کا ماحول میسر ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ ہم نے عورت کے لئے اکیلے سفر پر جانے سے منع فرمایا ہے، حضرت ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لیے باپ یا بھائی یا شوہر یا بیٹا یا کسی محرم کے بغیر تین دنوں یا اس سے زیادہ کا سفر جائز نہیں۔

عبد اللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ فرمارہے تھے میں تو ایک دن ایک رات بغیر محرم کے سفر کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے، تین دن اور تین رات کے سفر سے اتنی طویل سفر مراد ہے، جو حضور ﷺ کے زمانے میں تین دن میں طے کیا جاتا ہے اور وہ اڑتالیس میل کی مسافت ہے، یہاں تک کہ حج جیسی اہم عبادت کے لئے بھی محرم کے بغیر سفر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے، اس لئے اس طرح خواتین کا ملازمت کے سلسلے میں دور دراز علاقہ میں قیام جائز نہیں ہے۔

أنه :سمع النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: لايخلونّ رجل بامرأة، ولاتسافرنّ امرأة إلا ومعها محرم، فقام رجل فقال :يا رسول الله، اكتتبتُ في غزوة كذا وكذا، وخرجت امرأتي حاجةً، قال :اذهب فحجّ مع امرأتك"۔ (۱)

ملازمت کی غرض سے گھر سے باہر مستقل قیام

ملازمت کی غرض سے عورت کا اپنے گھر سے باہر مستقل قیام کرنا، اگر شوہر کی اجازت

(۱) صحیح البخاری، حدیث ۳۰۰۶ :

سے ہو، جگہ شرعی طور پر مامون ومحفوظ ہو، اور کسی قسم کا فتنہ کا ندیشہ نہ ہو تو بوقت ضرورت اس کی اجازت دی جاسکتی ہے، بشرطیکہ مقام ملازمت پر کوئی معتبر محرم ساتھ میں ہو، تنہا عورت کا گھر سے باہر قیام کرنا ہر طرح سبب فِتنہ اور نا جائز ہے، اسی طرح محض معیار زندگی کو بلند کرنے یا سیر وتفریح کی غرض سے اس طرح کی بیرونی ملازمت کو اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے، واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔(۱)

ملازمت کرنے والی عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں؟

شریعت نے عورت کو حصول معاش کے مسائل سے بالکل علحدہ رکھا ہے اور نفقہ سے متعلق ساری زمہ داری شوہر کے ذمہ رکھی ہے، اس کے باوجود اگر کوئی عورت ملازمت کرنا چاہتی ہے اور شوہر کی اجازت سے ملازمت کر رہی ہے تو وہ نفقہ کی حقدار ہوگی جبکہ شوہر نے اس کو منع نہیں کیا ہو، لیکن اگر شوہر کی اجازت کے بغیر اس نے ملازمت شروع کی یا شوہر کے منع کرنے پر بھی ملازمت کرتی ہے تو ایسی عورت کو نفقہ نہیں ملے گا۔(۲)

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ عورت دن میں ملازمت کرے یا رات میں، بہر صورت شوہر کا حق اس کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے، مزید بچوں کی تربیت اور گھریلو مسائل سے غفلت بھی ہے۔

درمختار میں ہے: ''قال في المجتبى :وبه عرف جواب واقعة في زماننا أنه لو تزوج من المحترفات التي تكون بالنهار مصالحها وبالليل عنده فلا نفقة لها انتهى''. (۳)

''مجتبیٰ'' میں ہے اور اسی اصول کے ذریعہ اس واقعہ کا جواب معلوم ہوا جو ہمارے

---

(۱) خواتین کے شرعی مسائل

(۲) الفقہ الاسلامی وادلتہ، ۷/۷۹۲

(۳) درمختار، ج۔ ۵.۲۸۸

زمانہ میں رائج ہے کہ اگر کمانے والی خاتون سے نکاح کیا، جو دن میں کام کرتی ہیں اور رات شوہر کے پاس گزارتی ہیں تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہوگا۔

اور اگر شوہر نے شروع میں ملازمت کی اجازت دی پھر کچھ عرصہ بعد اس سے منع کر دیا، تو اب اس کے لئے ملازمت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر کرتی ہے تو اس کو نفقہ نہیں ملے گا، اسی طرح اگر عورت نے نکاح کے وقت بھی ملازمت کی شرط لگائی تو یہ شرط فاسد قرار پائے گی اور شوہر کو ملازمت سے روکنے کا اختیار رہے گا۔ (۱)

اگر شوہر بیوی کو کسب معاش سے روک دے؟

سوال: اگر کوئی خاتون اپنی معیشت بڑھانے کے لیے کوئی صنعت یا تجارت کرتی ہے، شوہر اس سے منع کر دے تو کیا بیوی کے لئے اپنا کام بند کر دینا واجب ہے؟ (فاطمہ نیاز حسن نگر)

جواب: اگر عورت کو اپنے کاروبار کے لئے گھر سے باہر جانا پڑتا ہو، کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی بھی نہ ہوتی ہو اور شوہر کے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں کو بھی وہ ادا کر رہی ہو تو شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ بیوی کو اس سے روکے، کیوں کہ نہ اس کا عمل شریعت کے خلاف ہے اور نہ اس کی ذمہ داریوں میں حارج، جیسے کوئی عورت گھر میں ہی آن لائن شیئر زخرید و فروخت کرتی ہو یا کمپوزنگ کرتی ہو، موم بتی بناتی ہو یا سلائی کرتی ہو، وغیرہ البتہ اگر معاشی سرگرمی کے لئے گھر سے باہر نکلنا پڑتا ہو تو شوہر کی اجازت ضروری ہے، بشرطیکہ شوہر بیوی بچہ کا نفقہ ادا کرتا ہو، اور اگر شوہر نفقہ ادا نہیں کرے اور بیوی شرعی حدود کے ساتھ ملازمت کرتی ہو تو شوہر کو اسے منع کرنے کا حق حاصل نہیں، غرض کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق ادا کر رہا ہو تو عورت کا کسب معاش کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، اگر شوہر

---

(۱) الفقه الاسلامی وأدلته، ج۷، ص: ۷۹۳

منع کردے تو اس سے رک جانا ضروری ہے۔(۱)

کسب معاش کی دُھن میں دوسرے حقوق وفرائض سے غفلت

شوہر اور بیوی دونوں ملازم ہیں، ایک ساتھ رہنے کے باوجود دینی ٹینشن کی وجہ سے چھ مہینے گزر جانے کے بعد بھی جماع نہیں کر سکتے ہیں، کیا اس کا رشتہ نکاح پر شرعاً کوئی اثر پڑے گا؟ حکم شرعی سے آگاہ فرمائیں۔(سید اشرف چنچل گوڑہ)

جواب : ایسا نہیں ہے کہ ایک مختصر یا طویل مدت کے درمیان شوہر و بیوی کے درمیان مخصوص تعلق کی نوبت نہیں آئے، تو اس سے نکاح ختم ہو جائے؛ بلکہ نکاح، طلاق خلع، قاضی کے ذریعہ فسخ نکاح اور بعض حالات میں حرمت پیدا ہونے کی وجہ سے ختم ہوتا ہے، آپ نے جو صورت ذکر کی ہے، اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا، مگر یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ نکاح کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ دونوں عفت و پاکدامنی کی زندگی گزاریں، نسل انسانی کی افزائش کا ذریعہ بنیں اور ایک دوسرے کے لئے وجہ سکون بن سکیں، اگر میاں بیوی جوان ہوں، تو ازدواجی تعلق ان مقاصد کو پورا کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے؛ اس لئے زیادہ سے زیادہ کمانے کی دُھن میں دوسرے حقوق وفرائض سے غافل ہو جانا نہ شرعی نقطہ نظر سے پسندیدہ عمل ہے اور نہ سماجی اور اخلاقی نقطہ نظر سے اسے بہتر کہا جا سکتا ہے۔(۲)

شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت

سوال : میرے شوہر کماتے نہیں ہیں، نہ میرا خرچ صحیح طور پر دیتے ہیں، نہ بچوں کی تعلیم کے اخراجات ادا کرتے ہیں، بار بار کہنے کے باوجود کوئی توجہ نہیں دیتے؛ اسی لئے

---

(۱) کتاب الفتاوی۔9۔۔323

(۲) کتاب الفتاوی۔9۔۔323

مجبور ہو کر میں نے ایک اسکول میں ملازمت کرلی ہے، اس سے گھر کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، اب وہ مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ تم ملازمت چھوڑ دو میں محنت مزدوری کروں گا، ایسی صورت میں شرعاً مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں ان کی اجازت کے بغیر ملازمت کرسکتی ہوں؟ (عابدہ پروین، سکندرآباد)

جواب :۔ اصل میں کسب معاش مرد کی ذمہ داری ہے اور گھر کے اندر کے نظام کو سنبھالنا عورت کے ذمہ ہے، آپ کے شوہر کا محنت مزدوری کرنے سے راہ فرار اختیار کرنا اپنی شرعی ذمہ داری سے گریز کرنا ہے؟ اس لئے عام حالات میں تو عورت کا شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت کرنا جائز نہیں، لیکن اگر شوہر اپنے فرائض ادا نہیں کرتا ہو تو شوہر کی اجازت کے بغیر بھی عورت کے لئے اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کی غرض سے ملازمت کرنا جائز ہے:

"ویجوز للزوجة الخروج بغیر إذن الزوج لما لا غنی لها عنه کإتیان بنحو مأکل والذهاب إلی القاضي لطلب الحق واکتساب النفقة إذا أعسر بها الزوج"۔ (۱)

اس لئے آپ کا مذکورہ حالات میں ملازمت کرنا جائز ہے؛ البتہ تین باتوں کی رعایت ضروری ہے :ایک یہ کہ کسی غیر محرم کے ساتھ اختلاط نہ ہو، دوسرے پردہ کے سلسلہ میں شرعی حدود کی رعایت کی جائے، تیسرے :اجنبی مردوں کے ساتھ غیر ضروری گفتگو سے اجتناب کیا جائے، اس کے علاوہ آپ اپنے شوہر سے کہیں کہ وہ کوئی ملازمت کرے اور جس بات کا وعدہ کررہا ہے، اس کا عملی ثبوت پیش کرے، اگر دو چار مہینہ وہ اپنے وعدہ میں پورا اترے اور گھر کی ضروریات پوری ہوجائیں تو پھر آپ کو چاہئے کہ اپنی ملازمت ترک کردیں اور شوہر کے منشاء کے مطابق زندگی گزاریں، اس میں آپ کے لئے دنیا کی بھلائی اور آخرت میں کامیابی ہے۔

---

(۱) "الموسوعة الفقیه، ۱۱۰۔۹

مسلمان خواتین اور نرسنگ

سوال : آج کل ہندوستان میں مریضوں کی خدمت اور تیمارداری کے لیے نرسز رکھی جاتی ہیں، کیا نرسنگ کا کام مسلمان عورتوں کے لیے جائز ہے؟ (ایک بہن)

جواب : معتدل اور عام حالات میں کسی عورت کے لیے اجنبی مرد کی تیمارداری جائز ہیں، کہ اس میں فتنہ کے اندیشے ہیں، اور انہیں اندیشہ ہائے دور دراز نہیں سمجھنا چاہئے، بلکہ ہسپتالوں میں اس طرح کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، اس لیے اس بات کی تو گنجائش ہے؟ کہ جو وارڈ خواتین کے لیے مخصوص ہوں، ان میں خواتین نرس کا کام انجام دیں اور شرعی حدود کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے فرائض پورے کریں، مردوں کے وارڈ میں عورتوں کا بہ حیثیت نرس کام کرنا یا مرد ڈاکٹر کے ساتھ ان کی تنہائی یا ان کے ایسے لباس یا یونیفارم میں رہنا و اسلامی حجاب کے تقاضا کو پورا نہ کرتے ہوں، جائز نہیں، یہ مسلمان بہنوں کے لیے قید و بند نہیں، بلکہ ان کی حفاظت وصیانت کی کوشش ہے، غیر معمولی حالات جیسے اچانک کسی آفت سماوی کا آجاتا جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہو جائیں، یا جنگی حالات کا معاملہ، اس سے کسی قدر مختلف ہے، ایسے مواقع پر اگر زخمیوں کی تیمارداری کے لیے مرد فراہم نہ ہوں تو خواتین بھی شرعی حدود کی ممکن حد تک رعایت کے ساتھ تیمارداری کر سکتی ہیں، چنانچہ امام بخاری نے ربیع بنت معوذؓ سے نقل کیا ہے کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ساتھ (جنگ کے موقع پر پانی لاتے تھے، زخمیوں کا علاج کرتے تھے، اور مقتولوں کو منتقل کرتے تھے، (۱) بخاری کے حاشیہ پر اس کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے موقع پر اجنبی عورت اجنبی مرد کا علاج کر سکتی ہیں:

"فيه جواز معالجة المرأة الأجنبية للرجل الأجنبي للضرورة" (۱)

---

(۱) دارالافتاء : ڈاٹ انفو ایک منفرد آن لائن

ایئر ہوسٹس کی نوکری کرنا

آج کل پوری دنیا میں ایئر ہوسٹس عورتیں ہیں، ہوائی جہاز کے اصول میں سے ہے کہ ان لوگوں نے عورتوں کی خدمات کو مردوں کے مقابلہ میں ترجیح دی ہے، آپ لوگ علماء مشائخ بھی ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں، آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا، ایسے موقع پر ہوائی جہاز میں ایئر ہوسٹس عورتوں کی نوکری جائز ہے، یا نہیں؟

کچھ عورتیں غیر شادی شدہ پابند صوم وصلوۃ ہیں لیکن دنیوی ترقی کے لحاظ سے اگر ان کو یہ نوکری ملے تو کیا کرنا چاہئے، نوکری کرے یا چھوڑ دے؟ امید کہ قرآن وحدیث کی روشنی سے جواب دیں گے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ : واضح رہے کہ کہ ہوائی جہاز کی ملازمت میں کئی طرح کے خلاف شرع امور پیش آتے ہیں، جن کا ذکر و بیان مندرجہ ذیل ہے:

(۱) ان میں اکثر عورتیں جوان اور غیر شادہ شدہ ہیں، جس کی وجہ سے انہیں نگاہ بد کا شکار ہونا پڑتا ہے، اس سے حدیث کی رو سے نگاہ کے زنا کا گناہ ہوتا ہے۔

(۲) وہ عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں، ہوائی جہاز کے اصول میں بے پردہ ہونا شاید ضروری ہے اور حدیث کی رو سے نامحرم کی طرف دیکھنے والا اور دکھانے والا سب گناہگار ہوتے ہیں۔

(۳) ان عورتوں کی مسافر لوگوں سے بار بار ضرورت کے تحت اور کبھی کبھار بلا ضرورت باتیں ہوتی ہیں، جس کے نتیجے میں حیاء شرم کا لحاظ نہیں ہوتا اور پردہ کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔

(۴) بعض کو دیکھا دیکھی گناہ کی چیزیں اچھی لگتی ہیں، دین کے ساتھ بدظنی پیدا ہو جاتی ہیں، حالانکہ دین اسلام کی حقانیت اور اس کے احکام کا لازم ہونا اور ان پر عمل کرنا قرآن وسنت کی رو سے فرض اور ضروری ہے، قرآن میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے ”وقرن فی

بیوتکن‘‘ یعنی عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ہے اور ایام جاہلیت کی طرح بے پردہ ہو کر باہر جانے سے منع کیا گیا ہے، قرآن وحدیث میں اجنبی مردوں سے میل جول اور مخالطت کو منع کیا گیا ہے، ہوائی جہاز میں نوکری سے اس کی بھی خلاف ورزی ہوتی ہے، پھر بے پردہ رہنا ان کے اصول میں ہوگا، ورنہ نوکری نہیں ملے گی، تو یہاں پر بھی یہ ملازمت نصوص شرعیہ کے خلاف ورزی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، نیز بعض اوقات ان سے دین کے عقائد واحکام کا استخفاف لازم آتا ہے، مثلا بے پردہ رہتے رہتے پردہ سے متنفر ہو جاتی ہیں، اور اسلام پر اشکالات پیدا ہو سکتے ہیں، اس لئے ان مواضع میں کام کرنا عقائد و اعمال میں نقصان کرتا ہے، یہ سب ناجائز ہیں، علاوہ ازیں ہوائی جہاز میں نوکری کرنے سے فرض نماز، فرض روزہ رکھنے میں بھی فرق پڑتا ہے، جبکہ عورتوں کے لئے اس قسم کی نوکری کوئی ضروری یا واجب وسنت میں سے نہیں ہے، لہذا ان وجوہات کی وجہ سے مسلمان عورتوں کی نوکری ہوائی جہاز میں ناجائز وحرام ہوگی اور ان کی تنخواہ بھی مشتمل برخبث ہونے کی وجہ سے حلال و طیب نہ ہوگی، اس واسطے مسلمان عورتوں کو ایسی نوکریاں نہیں کرنی چاہئے۔(۱)

عورت کا نیوز چینل کی ملازمت

نیوز چینل کی ملازمت کرنا شرعا جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی ڈیوٹی میں تصویر کشی، فلم سازی، اور کسی بھی قسم کی بے حیائی فحاشی وغیرہ امور میں شرکت اور ان کا حصہ نہ بننا پڑتا ہو، تو ایسی ملازمت کرنا شرعا جائز ہے، لیکن اگر گناہ کے کسی بھی کام میں تعاون لازم آتا ہو، تو پھر یہ ملازمت جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر 144409101271 :

(۲) نیوز چینل میں عموماً ویڈیو گرافی ہوتی ہے لہذا مسلم خاتون کا نیوز اینکر بننا درست نہیں ہے۔

عورت کا اسکول میں پڑھانا

عورت اگر باپردہ ہو کر بچیوں کے اسکول میں پڑھانے جائے تو بچیوں کے اسکول میں پڑھا سکتی ہے، جائز ہے، اگر سکول بچوں کا ہو، تو اگر بچے کمسن ہوں، مثلاً و یا دس سال کے بچے ہیں، تو ان کو پڑھانا شرعاً جائز ہے، اگر لڑکے بڑے ہوں، یعنی بالغ ہوں، جیسے میٹرک کے لڑکوں کو پڑھانا یا کالج میں پڑھانا تو اس کی اجازت شرعاً نہیں ہے، بڑے لڑکوں کو عورت نہیں پڑھا سکتی، ان کو پڑھانا جائز نہیں ہے، لڑکوں کو مرد استاذ ہی پڑھائے، لڑکیوں کا لڑکوں کو پڑھانا اگرچہ پردے میں ہو، بہت ہی زیادہ خطرناک ہے۔

آپ کے مسائل اور ان کا حل میں ہے:

سوال :ایک ایسی عورت جو کہ اپنے تمام فرائض سے سبکدوش تقریباً ہو چکی ہے اور اس کے بچے اسکول میں

پڑھتے ہیں، اور گھر میں فالتو (فارغ) ہوتی ہے، تو کیا وہ عورت اپنے گھر کے عین سامنے اسکول میں پڑھانے جا سکتی ہے، جب کہ علم کا حاصل کرنا ہر کسی پر فرض ہے، اور اس طریقے سے اس عورت کا وقت بھی اچھے کام میں صرف ہوتا ہے۔

جواب :اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاش سے فارغ کر رکھا ہے، تو فرصت کو قیمت سمجھ کر اپنی آخرت کی تیاری میں لگے، ذکر واذکار تسبیحات تلاوت اور نماز میں وقت گزارے، معاشی طور پر تنگدست ہو، تو ملازمت باپردہ کی جا سکتی ہے، جس علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، وہ یہ نہیں ہے جو اسکولوں میں پڑھایا جاتا ہے۔

لیڈی پولیس بننا

جس طرح مردوں میں مجرم ہوتے ہیں، اسی طرح عورتوں میں بھی مجرم ہوتی ہیں، اس لئے عورت کا لیڈی پولیس میں بھرتی ہونا شرعاً جائز ہے، لیکن اس کے لئے وہی شرائط

ہیں، جو عورت کے ملازمت کے بارے میں گذری ہیں، نیز لیڈی پولیس کا مرد پولیس کے ساتھ اختلاط نہ ہو، عورت ٹرینینگ عورتوں سے سیکھے، رہائش کے کمرے وغیرہ مکمل الگ ہوں اور عورتوں کا صرف عورتوں کے ساتھ واسطہ ہو، مردوں کے ساتھ واسطہ نہ ہو، اگر ان شرائط کا خیال نہ رکھا جائے، جیسا کہ ہمارے ہاں موجودہ نظام میں ہے، تو اس میں لیڈی پولیس بھرتی ہونا جائز نہیں ہے۔

اختر امام عادل صاحب لکھتے ہیں : میرے خیال میں اس حق کا تعلق مالی کفالت سے نہیں ہے، یہ حق شوہر یا ولی کو عورت کی عصمت وعفت، صحت و جمال اور اس سے متعلق حقوق کے تحفظ کے نقطۂ نظر سے دیا گیا ہے۔

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ مہر کی ادائیگی تک عورت گھر سے نکلنے کے باب میں شوہر کی پابند نہیں ہے، لیکن مہر پر قبضہ کر لینے کر بعد عورت شوہر کے گھر میں رہنے کی پابند ہو جاتی ہے ،اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتی ۔علامہ ابن ہمام رقمطراز ہیں:

رأة قبل إن تقبض الزوج المرأة قبل ان تقبض مهرها لها ان تخرج في حوائجها و تزور الاقارب بغير اذن الزوج , فان اعطاها المهر ليس لها الخروج الا باذن الزوج۔۔(۱)

شوہر کے اس حق کو نان ونفقہ کے ساتھ مشروط نہیں کیا گیا ہے، نان ونفقہ کی کمی یا مالی کفالت کے فقدان کی صورت میں عورت کی مجبوری یا ملازمت کی ضرورت تو نظام ہوتی ہیں مگر اس کی بنا پر عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی چھوٹ نہیں دی جاسکتی ہے، ورنہ فتنہ وفساد کے سوا کوئی دوسری چیز سامنے نہیں آئے گی ،اور مغربی تہذیب کی طرح ہماری تہذیب ومعاشرت کی بھی خیر نہیں ہوگی۔

---

(۱) فتح القدیر، ج۔4.358

عورت کے لئے ڈرائیونگ

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو دو مختلف فطرت اور الگ الگ مزاج ومذاق کا حامل بنایا ہے، اس لئے شریعت نے عورتوں کے لئے گھر کے اندر کے کام اور بچوں کی پرورش کی ذمہ داری متعین کی ہے، باقی امور جو مشقت طلب ہیں یا جو عورتوں کے فطری مزاج کے خلاف ہیں وہ عورتوں سے متعلق نہیں ہیں، ایسے امور کو عورت انجام دینا چاہے اور کوئی شرعی رکاوٹ موجود نہ ہے تو اس کا یہ عمل فی نفسہ مباح ہوگا۔

عورتوں کی ڈرائیونگ کا حکم بھی یہی ہے، اگر شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اور پردے سے متعلق احکام کی پابندی کرتے ہوئے کسی محرم سے ڈرائیونگ سیکھ چکی ہے، تو دو ڈرائیونگ کرسکتی ہے، لیکن موجودہ زمانہ میں عورتوں کی ڈرائیونگ میں مفاسد بہت ہیں، اس لئے یہ شرعاً پسندیدہ نہیں ہے۔(۱)

عورتوں کی مخصوص چیزیں فروخت کرنے کے لئے لڑکیوں کو ملازمت پر رکھنا

فی زمانہ مختلف شعبوں اور تجارتی اداروں میں خواتین کام کر رہی ہیں۔ اسی حوالے سے ایک سپر اسٹور میں درج ذیل کاموں کے لیے خواتین کو رکھنے کے بارے میں شرعی حکم درکار ہے :

(۱) اسٹور میں خاص خواتین سے متعلق حصے مثلاً انڈر گارمنٹس سیکشن (جہاں مردوں کی آمد ممنوع ہو) میں خواتین سیلز پرسن کو رکھنا۔

(۲) ایسے سیکشن جہاں زیادہ تر گاہک خواتین ہوں (البتہ مردوں کی آمد میں ممنوع

---

(۱) فتاوی رحیمیہ، ۶/ ۴۲۵

بھی نہ ہو) مثلاً کاسمیٹکس، شیمپو، کریمز، جیولری، لیڈیز گارمنٹس وغیرہ حصوں میں کسٹمرز سے ڈیلنگ کے لیے خواتین کو ملازم رکھنا۔

(۳) عام استعمال کی مصنوعات جن کے گاہک مرد وخواتین دونوں ہی ہوتے ہیں (مثلاً صابن، سرف، مشروبات گھی، تیل، چائے کی پتی وغیرہ) ان حصوں میں کسٹمرز سے ڈیلنگ اور اس کو مطمئن کرنے کے لیے خاتون کو ملازم مقرر کرنا۔

(۴) ایسا بھی معمول ہے کہ مصنوعات بنانے والی کمپنیاں اپنی مصنوعات کی تشہیر، تعارف اور زیادہ سیل کرنے کے لیے اسٹور کی اجازت سے خاتون ملازم کو مقرر کرتی ہیں جو کسٹمرز (مرد وعورت) سے ڈیل کرتی ہیں، اس معاملے میں اسٹور مالک کے لیے کیا احکامات ہوں گے؟

(۵) ''کسٹمر سروس'' کے لیے خاتون کو ملازم رکھنا (یعنی کسٹمرز کی شکایات سننے، ان کو مطمئن کرنے، کسٹمرز کی طرف سے سامان کی تبدیلی یا واپسی کے لیے) کسٹمرز میں مرد وخواتین دونوں ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ نمبر ۱ تا ۵ میں مذکور خواتین زیادہ سے زیادہ اسکارف میں ہوسکتی ہیں۔ حجاب یعنی چہرے کے پردے کے ساتھ کسٹمر ڈیلنگ کے کام کو انجام دینا معروف نہیں اور نہ ہی اس سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ ان مواقع میں خواتین کو استعمال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خاتون ملازم مرد وعورت دونوں کو باآسانی ڈیل کرلیتی ہے جبکہ مرد اسٹاف سے خواتین کسٹمرز زیادہ کھل کر بات نہیں کرتیں جس سے سیل اور مارکیٹنگ کے مقاصد مکمل طور پر حاصل نہیں ہوتے۔

(۶) آفس کے ایسے کاموں کے لیے خاتون کو ملازم رکھنا جہاں کسٹمرز سے واسطہ نہ پڑے البتہ آفس کے ملازمین اور متعلقہ افراد سے رابطہ رہے مثلاً CCTV کیمرے کے ذریعے اسٹور کی نگرانی یا اکاؤنٹنگ اور ڈیٹا انٹری وغیرہ کا کام جس میں خاتون اسٹاف کی سیٹ بھی اسی کمرے میں ہوتی ہے، جہاں باقی سب اسٹاف ممبرز ہوتے ہیں باقاعدہ الگ

کمرہ دستیاب نہیں ہوتا۔اس کا کیا حکم ہے؟ اسکارف یا چہرے کا پردہ؟ یا ان دونوں کے بغیر رہنے کا حکم؟ نیز اسٹور کے مالک کی ذمہ داری کس حد تک ہے؟

(۷) اسی طرح اپنی مصنوعات یا اسٹور کے اشتہار اور تعارف کے لیے محلوں میں اپنا اسٹاف بھیجا جاتا ہے تاکہ وہ گھر گھر جا کر کمپنی کا تعارف کروائے۔اس کام کے لیے عموماً دو افراد کی ٹیم ہوتی ہے ایک مرد اور ایک عورت تاکہ مردوں سے مرد بات کریں اور عورت سے عورت۔اس صورت کا کیا حکم ہوگا؟ یعنی سوال یہ ہے کہ یہ دونوں ملازم تو ڈیوٹی کے دوران ساتھ ساتھ رہیں گے تو اس کے بارے میں کیا شرعی ہدایات اور حدود ہیں؟ جبکہ اس کی ضرورت امرِ واقعی ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: فقہاء کی عبارات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں عورت کے لیے کسبِ معاش کے سلسلے میں گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، چنانچہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔۔۔البتہ کوئی عورت ایسی ہے جس کا نہ تو شوہر ہے نہ باپ ہے اور نہ کوئی دوسرا ایسا رشتہ دار ہے جو اس کی معاشی کفالت کر سکے اور نہ خود اس عورت کے پاس اتنا زیادہ مال ہے جس کے ذریعے وہ اپنی ضروریات پوری کر سکے اس صورت میں اس عورت کے لیے بقدرِ ضرورت کسبِ معاش کے لیے شرعی پردے کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنا جائز ہے۔۔۔۔(۱)

مذکورہ بالا اصول سے خواتین کے لیے ملازمت کی غرض سے نکلنے کی حدود واضح ہوئیں، باقی آپ کے لیے حکم یہ ہے کہ :

(۱،۲) اگر آپ خواتین سے شرعی پردہ کی شرط پر اس حصے میں خدمات انجام دینے کا معاہدہ کریں تو اس کی گنجائش ہے۔

(۳) یہاں فتنے کا خوف زیادہ ہے لہٰذا یہاں مرد حضرات کو ملازم رکھا جائے۔رہی

---

(۱) مغربی ممالک کے چند جدید فقہی مسائل اور ان کا حل، ص ۱۲:

بات کسٹمر کو اچھی طرح ڈیل اور مطمئن کرنے کی تو اس کے لیے یہ انتظام کیا جاسکتا ہے کہ ملازمین کو پہلے سے ٹریننگ کروائی جائے، تاکہ وہ خوش اسلوبی سے اپنی ذمہ داری نبھا سکیں۔

(۴) کمپنی مالکان کو مطمئن کیا جائے کہ ہم آپ کے اہداف مردوں کے ذریعے مکمل کرنے کی پوری کوشش کریں گے، اس کا طریقہ کار یہ ہو کہ مردوں کو ان تمام وسائل اور تربیت سے آراستہ کرنے کی پوری کوشش کی جائے جس کے ذریعے کمپنی اور اسٹور مالکان کے مطلوبہ جائز اہداف حاصل ہوسکیں۔

(۵) یہاں خاتون ملازمہ کے بجائے مرد کو بھی رکھا جاسکتا ہے، البتہ مالکان کی یہ بات بھی درست ہے کہ مرد جلدی غصہ ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے تو اس کا حل یہ ہے کہ مرد ملازمین کو متعلقہ کام کی ٹریننگ دی جائے تاکہ وہ اچھے طریقے سے شکایات سنیں اور گاہکوں کے مسائل کو حل کریں۔ لہٰذا یہاں عام حالات میں جبکہ کوئی اور مجبوری نہ ہو، خاتون ملازمہ کو رکھنے کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی۔

(۶) جس خاتون کے لیے کسبِ معاش کے لیے شرعی پردے کی پابندی کے ساتھ گھر سے نکلنا جائز ہے اسے اس خاص حصے میں ملازم رکھنا جائز ہوگا۔ البتہ کوشش کی جائے کہ خواتین کے اسٹاف کو ایک طرف الگ سے کمرہ مہیا کر دیا جائے، جہاں مرد حضرات کی آمد و رفت نہ

ہو تاکہ مکمل طور پر فتنے سے حفاظت ہوسکے، اس لیے کہ یہاں فتنے کا اندیشہ اگرچہ کم ہے مگر مرد حضرات سے اختلاط کی وجہ سے بے تکلفی ہو جاتی ہے جو بالآخر فتنے کا سبب بنتی ہے۔

(۸) موجودہ حالات کے تناظر میں ایک نامحرم مرد و عورت کو مارکیٹنگ کے لیے ایک ساتھ بھیجنے میں فتنے کا اندیشہ یقینی ہے۔ اس لیے اس صورت کی قطعاً گنجائش نہیں۔ اس مقصد

کے لیے خواتین وحضرات کو الگ الگ جماعتوں میں بھیجنے کی صورت اختیار کی جاسکتی ہے، وہ بھی تب جبکہ خواتین مکمل پردے میں باہر نکلیں، کام کریں اور شام کو اپنے گھر واپس لوٹ جایا کریں۔(۱)

عورت کے لیے عدالت میں وکالت یا جج کا پیشہ اختیار کرنا

اگر عورت کے لیے شدید مجبوری نہیں ہے تو اس کے لیے بغرضِ ملازمت اس پیشہ کو اختیار کرکے اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ البتہ اگر شدید مجبوری ہے اور کوئی دوسرا کمانے والا نہ ہو تو ایسا ذریعہ آمدن اختیار کیا جائے جہاں پردے وغیرہ کے احکام کی رعایت ہوسکے، اگر بہت ہی مجبوری ہو تو حدود و قیود کی رعایت کرتے ہوئے مذکورہ ملازمت کی گنجائش ہو گی۔

عورت کی طبعی، عقلی اور دینی کم زوری کی بنا پر منصبِ قضا کی مکمل طور پر تفویض عورت کو درست نہیں، اس کے باوجود اگر عورت کو منصبِ قضا تفویض کر دیا جائے تو (گو شرعاً تفویض کنندگان گناہ گار ہوں گے لیکن) حدود وقصاص کے علاوہ باقی معاملات میں عورت کی قضا اور اس کا فیصلہ معتبر ہے۔ فقط واللہ اعلم۔(۲)

عدت میں ملازمت

شہروں میں بعض بیوہ، مطلقہ یا خلع شدہ خواتین عدت شروع ہونے کے دس پندرہ دنوں بعد بھی ملازمت یا تجارت کے لئے بے پردہ حالت میں گھروں سے باہر نکل جاتی ہیں اور دس تا بارہ گھنٹے باہر گزارتی ہیں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اور عدت کی مدت کیا ہے؟

جواب: بیوہ کی عدت چار مہینے دس روز ہے اور طلاق کی عدت جوان عورتوں کے لئے

---

(۱) دارا؛ افتاء، جامعۃ الرشید۔ 57994 جائز وناجائز امور کا بیان

(۲) فتویٰ نمبر 144012200774 : ۔ دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

تین ماہواری کا گزر جانا ہے، جن عورتوں کو حیض کا سلسلہ بند ہوگیا ہو، ان کے لئے تین ماہ کی مدت ہے، طلاق کی مدت میں اگر شوہر نے عدت کا خرچ ادا کر دیا ہو تو ملازمت کے لئے گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں، عورت نے خلع میں عدت کا خرچ معاف کر دیا ہو اور خلع اپنی طرف سے حاصل کیا ہو، شوہر کی طرف سے زیادتی نہیں ہو، تب بھی اس کے لئے عدت کے درمیان کسب معاش کے لئے نکلنا جائز نہیں؛ البتہ بیوہ عورت کے لئے اور ایسی مطلقہ عورت کے لئے جس کو شوہر نے عدت کا خرچ ادا نہیں کیا ہے اور ایسی عورت کے لئے جس نے شوہر کی زیادتی سے مجبور ہو کر خلع حاصل کیا اور بادل ناخواستہ مہر بھی معاف کرنا پڑا، کسب معاش کی غرض سے دن کے وقت باہر نکلنے کی اجازت ہے، لیکن ضروری ہے کہ رات اپنے گھر میں آکر گزارے، جہاں تک بے پردہ ہو کر گھر سے باہر نکلنے کی بات ہے تو یہ تو کسی بھی عورت کے لئے جائز نہیں، خواہ وہ عدت کی حالت میں ہو یا نہ ہو؛ کیوں کہ پردہ کے احکام تمام عورتوں سے متعلق ہیں، مسلمان خواتین کو یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ بے پردگی میں آخرت کی پکڑ بھی ہے اور دنیا میں عدم تحفظ بھی، جو عورتیں بے پردہ ہوتی ہیں اور ایسے لباس پہنتی ہیں جن میں حیا کے تقاضے پورے نہیں ہوتے، اکثر وہی عورتیں اوباش مردوں کا شکار بنتی ہیں۔(۱)

چند قابل غور امور

(۱) کیا حجاب کی شرعی پابندی باقی رہ پائے گی؟

(۲) محرم افراد سے احتراز ہو پائے گا؟

(۳) ان سے روابط میں اور ساتھ بیٹھ کر کام کرنے میں تنہائی اور خلوت سے اجتناب ہو پائے گا

---

(۱) کتاب الفتاوی۔ ۹/۳۱۲

(۴) اپنی خانگی ذمہ داری ،شوہر کے حقوق کی ادائیگی ، بچوں کی پرورش اور تربیت وغیرہ جیسے فرائض معاشی جدو جہد کے ساتھ پورے ہو پائیں گے؟

(۵) کسب معاش کے لئے محرم کے ساتھ سفر شرعی کی اجازت اکثر اہل علم حضرات نے دی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس پر عمل ہو سکے گا کہ ہمیشہ محرم کے ساتھ ملازمت کے لئے جائے اور آئے؟

یہ سب ایسے سوالات ہیں جن کا جواب دینا آسان نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ جب خواتین کے قدم گھر سے باہر نکلنا شروع ہو جاتے ہیں تو پھر کوئی پابندی باقی نہیں رہتی ، خواتین کے گھر سے باہر نکل کر معاشی جدو جہد کرنے میں تمام قسم کی خرابیاں بالکل ظاہر اور نمایاں طور سے نظر آتی ہیں ،خصوصاً آفس میں ، کارخانے میں ، دکانوں میں اور دیگر ایسی تمام جگہوں میں جہاں غیر مردوں کے ساتھ صرف اختلاط ہی نہیں بلکہ تنہائی اور خلوت کے بکثرت مواقع پیش آ۔آتے رہتے ہیں ،اس لیے نفس کسب معاش کی اباحت کے باوجود ان شدید خرابیوں اور مفاسد کی وجہ سے خواتین کو عام حالات میں گھر سے باہر کسب معاش کی اجازت دینا بہت غور طلب مسئلہ ہے۔

بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ اگر شوہر یا ولی عورت کی کفالت کر رہے ہیں تو عورت کے لئے گھرت باہر نکل کر کسب معاش کرنا جائز نہیں ہے، اس طرح متعدد حضرات نے لکھا ہے کہ اگر ولی یا شوہر کی طرف سے کفالت ہو رہی ہے تو باہر نکلنے کے لئے اجازت ضروری ہے اور اگر کفالت نہیں ہو رہی ہے تو اجازت ضروری نہیں ہے، سوال یہ ہے کہ کفالت کی وہ کیا مقدار ہے جس کو کسب معاش کے بارے میں معیار اور حد فاصل قرار دیا جائے؟

مولانا عبد الرشید قاسمی نے اس سلسلے میں اچھی بحث اٹھائی ہے اور حدیث اور فقہ کی روشنی میں ایک معیار اور حد فاصل متعین کرنے کی کوشش کی ہے، نفقہ بقدر کفایت ہوتا ہے، حضرت ابوسفیان کی اہلیہ کو حضور ﷺ نے حضرت ابوسفیان کے مال میں سے ان کے اور

ان کی اولاد کے لئے بقدر کفایت لینے کی اجازت دی ۔ اخذی من مال أبي سفيان ما يكفيك وولدك بالمعروف.

اور چونکہ نفقہ حاجت کی وجہ سے واجب ہوتا ہے تو حاجت کے بقدر ہی لازم ہوگا، بقدر کفایت میں حاجت پوری ہو جاتی ہے، اس لئے اس سے زیادہ لازم نہ ہوگا۔

لیکن اس زمانہ میں بقدر کفایت نفقہ کی مقدار کیا ہوگی؟ کیا صرف چند روٹی اور سالن مہیا کر دینے سے اور سال میں ایک دو جوڑے کپڑے اور کسی جگہ رہائش فراہم کر دینے سے بقدر کفایت نفقہ کی ادائیگی ہو جائے گی، قرن اولی میں تو خلیفہ وقت بھی روکھا سوکھا، کھا کر مونا جھوٹا پہن کر بلکہ ایک چادر پر بھی بسر کرلیا کرتے تھے،

لیکن اس زمانے میں اس کا اعتبار نہیں ہوگا، زمان، مرکان، ماحول، معاشرہ، خاندان، علاقہ ان سب کو نفقہ کی ادائیگی میں ملحوظ رکھنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں عرف اور عادت کا اعتبار ہوگا، اس اعتبار سے نفقہ کی مقدار کا تعین ہوگا، دیہاتوں اور شہروں میں فرق ہوگا۔ ہندوستان اور مغربی ممالک میں بھی فرق ہوگا۔

ملازمت پیشہ خواتین گھر اور ملازمت سے انصاف کیسے کریں؟

عورت کی ملازمت سے متعلق چند نکات

مفتی مبین الرحمن صاحب مدظلہ العالی نے خلاصہ طور پر خواتین سے متعلق چند احکام بیان فرمائے ہیں۔

* عذر اور مجبوری کے بغیر عورت کا گھر سے باہر جا کر ملازمت کرنا شرعی اعتبار سے درست نہیں، عورت کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ گھر میں رہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمے ہے، اس لیے عورت کی گھر سے باہر غیر ضروری ملازمت کا جو فیشن اور رواج بڑھتا جارہا ہے یہ شرعی اعتبار سے غلط ہے، نیز اس میں جو خرابیاں عام ہوتی جارہی ہیں ان کی سنگینی محتاجِ بیان نہیں۔

* شرعی نقطہ نظر سے گھر کے باہر کی ذمہ داریاں مرد کے ذمہ ہیں اور گھر کے اندر کی ذمہ داریاں عورت کے ذمہ ہیں، یہی ازدواجی زندگی کا حسن ہے اور اسی سے گھر بستا ہے، اس لیے اسی پر عمل ہونا چاہیے۔

* جو عورت نکاح کے وقت بلا ضرورت گھر سے باہر ملازمت کی شرط لگائے تو اس کے مقابلے میں وہ عورت نکاح کے لیے زیادہ قابل ترجیح ہے کہ جو گھر میں رہنے کو ترجیح دے اور گھریلو ذمہ داریاں پوری کرے۔ اس لیے جو عورت گھر سے باہر ملازمت کی شرط لگائے تو مشورہ یہ ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ واضح رہے کہ یہ مشورہ ملازمت کی ''شرط'' لگانے کی صورت میں ہے۔

* عورت جب گھر سے باہر ملازمت کے لیے جائے گی تو وہ اپنے بچوں کی پرورش، شوہر کی خدمت اور گھریلو ذمہ داریاں ٹھیک طرح ادا نہیں کرسکے گی، جس کی خرابیاں اور انجام سب کے سامنے ہے۔

* آجکل یہ بھی کہا جارہا ہے کہ عورت بھی ملازمت کرے تاکہ وہ شوہر کی محتاج نہ بنے اور طلاق کی صورت میں عورت خود مختار رہے، لیکن اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اسی نظریے

کے مطابق جب عورت آمدنی میں خود مختار ہوگی اور شوہر کی محتاج نہ رہے گی تو پھر وہ ظاہر ہے کہ شوہر کی پوری طرح خدمت اور اطاعت گزاری کو بوجھ سمجھے گی اور گھریلو ذمہ داریاں پوری نہیں کرے گی، بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی شوہر سے علیحدگی کی کوشش کرے گی جو کہ خود گھر کی بربادی کا سبب ہے۔ جہاں تک طلاق کی صورت میں آمدنی کے معاملے میں خود مختاری کی بات ہے تو اول تو شادیاں اس لیے نہیں کی جاتیں کہ طلاق اور علیحدگی ہی ہوگی۔

دوم یہ کہ خدانخواستہ طلاق ہو جائے تو نوکری تو اس کے بعد بھی کی جاسکتی ہے، اگرچہ اس میں یہ پہلو بھی ہے کہ عورت طلاق کے بعد دوسری شادی کرلے تو یہ مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ بہرحال گھر بسانے کی بات ہونی چاہیے، نہ کہ گھر برباد کرنے کی۔

ہم نے اپنے فضول خرچے اتنے بڑھا دیے ہیں کہ عورت کو بھی کمانے کی ترغیب دی جاتی ہے تاکہ خرچے پورے ہوں۔ لیکن یہ غور نہیں کیا جاتا کہ اصل حل یہی ہے کہ اپنے غیر ضروری خرچے، فضول خواہشات، دکھلاوا اور بدعات ورسومات ختم یا کم کی جائیں تاکہ ان کا اضافی بوجھ نہ پڑے، لیکن جب ایسا نہیں کیا جاتا تو پھر میاں بیوی دونوں کے کمانے کے باوجود بھی خرچے پورے نہیں ہو پاتے۔ اس لیے ہمیں شریعت کی پیروی کرتے ہوئے اپنی زندگی سے فضول رسمیں اور غیر ضروری خرچے ختم کرنے چاہییں۔(۱)

خواتین اپنے فرضِ منصبی کو پہچانیں

عورت کو سب سے زیادہ فکر مادی پہلو سے محتاط رہنے کی ہونی چاہیے اور اسے دینی، گھریلو تربیتی اور شوہری حقوق کی ادائیگی میں بالکل غفلت نہیں برتنی چاہیے۔

عورت اس بات کی حتی الامکان کوشش کرے کہ شوہر کے گھر میں رہ کر اپنی اصلی اور بنیادی ذمہ داری پوری کرے اور اپنا فرض منصبی ایک اچھی بیوی اور ماں کی حیثیت سے ادا

(۱) مفتی مبین الرحمٰن محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

کرے، ساتھ ساتھ فیملی کی خوشحالی اور شوہر کے مکان میں الفت ورحمت کی فضا قائم کرنے کی کوشش کرے۔

اگر ازدواجی زندگی کے عدم استحکام کا خطرہ نظر آنے لگے تو بہتر مادی وسائل کی فراہمی زوجین کے لئے مقصود بالذات اور نصب العین نہ بنے، کیونکہ سعادت والفت کے ساتھ معمولی وسائل زندگی ایک فیملی کے لئے صرف مادی عیش وآرام کی زندگی سے ہزار ہا بہتر اور افضل ہے۔

نکاح نامہ میں ایک خانہ کا مزید اضافہ کیا جائے جس میں مخصوص شرائط مثلاً عورت کی ملازمت، تنخواہ، ذمہ داریاں اور فیملی بجٹ کا ذکر ہو۔

عقد نکاح سے واقفیت کے طور پر چند عمومی ہدایات وضع کی جائے جو زوجین کے حقوق وفرائض کی تعیین وتحدید کرتی ہوں اور اس کے پیراگراف پر بحث کی جائے تاکہ اس کی موافقت یا تبدیلی اور بحث کے سلسلہ میں لوگوں کی آراء سامنے آجائیں۔

خاندان معاشرہ اور ملک کو چاہئے کہ مختلف ذرائع ابلاغ کتابوں اور لٹریچروں کے ذریعہ لوگوں کی شادی کے احکامات کے سلسلہ میں ذہن سازی کی جائے جس سے ازدواجی زندگی کو استحکام عطا ہو، خاندانوں کو غلط افکار ونظریات سے محفوظ رکھا جاسکے اور اسے اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے پر فخر محسوس ہو۔

ملازمت چھوڑ دیں

ڈاکٹر بناء بنت حسن جو کہ ایک کامیاب سعودی طبیبہ ہیں، کہتی ہیں : عورت کی طبعی جگہ اس کا گھر ہے جہاں اس کا شوہر اور اس کے بچے ہوں، اور بقیہ وقت ایسے کام کے لئے ہے جس کے ذریعہ وہ اپنی سماج کی خدمت کرے، لیکن جب دیکھے کہ اس کا کام یا اس کی ملازمت اس کو فیملی سے دور کردے گی تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملازمت سے ہاتھ

کھینچ لے، اس لئے کہ فیملی کے ساتھ رہنا اس کے لئے ملازمت سے زیادہ بہتر ہے۔(۱)

صحت کی فکر کریں

ملازمت پیشہ خواتین اپنی صحت کا ضرور خیال رکھیں۔ متوازن غذا لیں کیونکہ انہیں بہت زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے ان کی زندگی عام گھریلو خاتون کی زندگی سے کہیں زیادہ احساس ذمہ داری، فرائض کی ادائیگی اور قربانیوں سے لبریز ہوتی ہے۔ ان کے لیے دفتر اور گھر میں توازن رکھنا بالکل ایسا ہے جیسے تنی ہوئی رسی پر چلنا، لہٰذا اپنے کھانے پینے پر توجہ دیں کیوں کہ ''جان ہے تو جہان ہے۔'' اگر صحت اچھی ہوگی تو خود بھی بیماریوں سے بچ سکیں گی اور دوسروں کی خدمت کا فریضہ بھی احسن طریقے سے انجام دے سکیں گی۔

نصب العین طئے کریں

آپ کو اپنی ملازمت کا مقصد متعین کرنا ہوگا۔ کیونکہ اس کے بغیر آپ کی تمام توانائیاں صرف کرنا بیکار ہوگا۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ہم اپنی جسمانی توانائیوں کو مثبت اور تعمیری کاموں میں صرف کرنے کی بجائے فضول کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں یہ اچھی عادت نہیں، گذرا ہوا وقت کبھی لوٹ کر نہیں آتا، جسمانی توانائی بھی ہر آنے والے دن اور بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ کم ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا اپنی ملازمت کا مقصد متعین کرنے کے بعد اپنی تمام تر توانائیاں اس کے حصول کے لیے صرف کریں۔

ترجیحات متعین کریں

آپ کو بخوبی انداز ہونا چاہیے کہ آپ کی زندگی میں کس کام کی اہمیت زیادہ ہے۔ اگر آپ کے بچے بہت چھوٹے ہیں اور انہیں آپ کی توجہ کی ضرورت زیادہ ہے اور مالی

---

(۱) دیکھئے: جریدہ عکاظ، کے جریدہ عکاظ، ۵۱۴۲۱ / ۱۲ / ۳ شمارہ ۱۲۶۰۲: ص ۳۵)

مجبوری بھی نہیں ہے تو گھر سے باہر نکل کر ملازمت کرنے میں جلدی نہ کریں۔ دو چار سال انتظار کریں تا کہ آپ کے بچے سکول جانا شروع کر دیں۔ پھر آپ کے پاس بہترین وقت ہوگا کہ آپ اپنے کیریئر کا آغاز کر سکیں۔لیکن آپ پڑھی لکھی ہونے کے ساتھ ساتھ ہنر مند، سلیقہ شعار اور ذہین بھی ہیں تو بچوں کی پرورش کرنے کے ساتھ ساتھ گھر بیٹھے کئی کام کر سکتی ہے مثلاً محلے کی بچیوں کو تعلیم دے سکتی ہیں، ان کو قرآن پڑھا سکتی ہیں، گھر میں درس قرآن کا آغاز کر سکتی ہیں۔اور اگر گھریلو مالی مسائل ہوں تو سلائی کڑھائی آتی ہو تو گھر میں ووکیشنل سنٹر کھول سکتی ہیں۔

الغرض گھر بیٹھے اس قسم کے بے شمار کام کیے جا سکتے ہیں جو آمدنی میں اضافے کا ذریعہ ہوں۔

نظام الاوقات کی پابندی

گھر سے نکلنے یا دن بھر کے معاملات کا آغاز کرنے سے پہلے اس دن کے معمولات کی تقسیم کار کر لیں۔اس طرح آپ کی توانائی بحال رہے گی اور آپ خود کو ذہنی اور جسمانی طور پر ہلکا پھلکا محسوس کریں گی، لیکن اگر دن کے کام کاج کی تقسیم کار نہیں کریں گی تو پورا دن محنت و مشقت کے باوجود ذہنی اور جسمانی طور پر ڈسٹرب رہیں گی مثلاً صبح کی مثال لے لیں، آپ صبح سویرے بیدار ہونے کے ایک دو گھنٹوں کے اندر اپنے بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنا ہے، شوہر کو دفتر روانہ کرنا ہے اور خود بھی تیار ہو کر کام پر پہنچنا ہے، اگر یہ تمام کام بیک وقت آپ خود کرنا چاہیں تو آپ کو انتہائی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ذہنی اذیت کے ساتھ بچوں سے بھی تلخی ہوگی، شوہر کی ناراضگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ بالآخر آپ کو اپنے اوپر بھی غصہ آئے گا، کہ کام کر کے بھی اس گھر میں سکون نہیں۔لیکن اگر آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا، آپ محسوس کریں گی کہ اگر صبح کے کاموں کی پلاننگ رات کو کر لی جاتی تو بہتر تھا، یوں سنگین صورت حال کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ رات کو ہی بچوں اور شوہر کے کپڑے

استری کرلیتیں، جوتے پالش کرکے رکھتیں۔صبح اگر ناشتے میں چپاتی بنانی ہے تو آٹارات ہی گوندھ لیتیں تو صبح ذہنی طور پر آپ فارغ ہوتیں اور ہر کام بڑی آسانی سے بروقت کر پاتیں۔

گھر کو وقت دینا

کاروبار زندگی چلانے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ آپ صرف کاروبار یا دفتر کی ہو کر رہ جائیں، گھر کے دیگر افراد بھی آپ کی محبت اور وقت کے منتظر ہوتے ہیں، بڑوں، بزرگوں اور بالخصوص بچوں کو ضرور وقت دیں مثلاً دفتر سے آتے ہوئے اپنے بچوں کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور لیتی آئیں اور اپنے رویے سے ان کو باور کروائیں کہ آپ محبت کرنے والی ماں ہیں۔ دفتر کی مصروفیات کے باوجود آپ کو بچوں کا بہت خیال رہتا ہے۔اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ گھر آتے ہی گھریلو کام نمٹانے کی بجائے کچھ دیر بچوں کے ساتھ وقت گزاریں۔کیونکہ بچوں کے لیے ماں کا گھر آنا باعث مسرت ہوتا ہے۔ان سے روایتی سوالات مثلاً سکول کا کام مکمل کرلیا ہے کرنے کی بجائے وہ باتیں سنیں جو وہ آپ سے کرنا چاہتے ہیں، گھر آ کر دفتر کو بھول جائیں صرف شوہر، بچوں اور گھر والوں کے متعلق سوچیے اور پورا وقت گھر کو دیں۔

امید ہے مندرجہ بالا مشوروں پر عمل کر کے ملازمت پیشہ خواتین اپنے گھر، بچوں اور دفتر کے معاملات کے ساتھ کافی حد تک انصاف کر پائیں گی۔(۱)

آسان حل نکاح ثانی کریں

آج کل کے دور میں یہ ممکن ہی نہیں کہ عورت ملازمت کرے اور ممنوعات میں سے الممنوع امر کا ارتکاب نہ کرے، انتہائی مشکل ہے کہ عورت ملازمت کرے اور شرائط پر پورا اترے۔

علماء نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ بغیر ضرورت شرعی اور مجبوری کے عورت

---

(۱) ملازمت پیشہ خواتین گھر اور ملازمت سے انصاف کیسے کریں؟۔از قلم: فریدہ سجاد

ملازمت نہ کرے، اگر کسی عورت کا کوئی بھی کمانے والا نہیں ہے، تو بھی گزر بسر کرنے کے لئے جائز تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے، اگر عورت بیوہ ہے اور کوئی کمانے والا نہیں ہے، اس کے لئے سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاح ثانی کرے، جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاح ثانی کے لئے تیار نہ ہو، تو گھر میں ہی چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھاتا شروع کر دے، یا کوئی گھریلو کام ہنر وغیرہ اختیار کرنے، اس سے اپنے اخراجات کا انتظام کرے، اگر ایسی صورت بھی نہ ہو سکے تو لڑکیوں کے اسکول میں لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے جاسکتی ہے، یا پھر ایسی جگہ ملازمت اختیار کرے، جہاں مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، یا کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ ہوتا ہو۔

خواتین کو طاقتور بنانے کا قومی منشور

مرکز کی حکومت نے خواتین کو طاقتور بنانے کے لیے ۲۰۰۱ء میں ایسی قومی پالیسی منظور کی جس کے کئی مندرجات میں سے چند کا تعلق ان کی ملازمت سے بھی ہے۔ وہ درج غربت کے خاتمہ کے لیے ایسے اقدام کیے جائیں گے جو غریب خواتین اور روزگار کو قریب تر کرسکیں جس میں انہیں معاشی اور سماجی بنیاد پر اپنی ترجیحات کے لیے ایک وسیع میدان فراہم ہو اور انہیں درکار قابلیت کو بڑھانے کے مواقع پیدا کیے جائیں۔

الکٹرانکس، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور اغذیہ کی صنعت اور ملبوسات کے کارخانوں سے جڑے کاموں میں خواتین ایک اہم کردار نبھا سکتی ہیں۔ انہیں قانون سازی، سماجی تحفظ اور دوسری معاون سہولیات کے ذریعہ ملک کی صنعت میں کام کرنے کے لیے تعاون دیا جائے گا۔

۳۔ عورت اس وقت فیکٹریوں اور دفاتر کی رات کی شفٹ میں اپنی خواہش کے باوجود کام نہیں کرسکتی۔ ان کی حفاظت اور آمد و رفت کی سہولیت کو بہتر فراہمی کے ذریعہ اسے یقینی بنایا جائے گا۔

سرکار اس بات کی بھی کوشش کرے گی کہ چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے فیکٹریوں اور دفاتر کے آس پاس کریچ (Creche) بنائے جائیں تاکہ زچگی کے فورا بعد وہ اپنے کام پر لوٹ سکیں۔

اس کے علاوہ عالمی سطح پر خواتین کو بہتر روزگار فراہم کرنے کے سلسلہ میں جو مختلف اقدامات کیے جارہے ہیں ہمارا ملک بھی ان کا پابند ہے۔(۱)

خواتین کی ملازمت کے آداب

ہر کام کا وقت متعین ہوسکتا ہے، چھٹی کا دن گھر والوں کو ساتھ لینا اور سب سے بڑی چیز بزنس کرتے ہوئے عورتوں کے اندر جو کمال ہے وہ ہے کہ عورت ''نہ'' کہنا سیکھے، ''نہیں ہوسکتا ''اس سے زیادہ بات نہیں کرنا ''نہ'' کہنا جو عورت سیکھ جاتی ہے، وہ اپنا ڈیفنس کرسکتی ہے، اور کوئی بھی آدمی کچھ بھی بات کرتے جارہا ہے اس پہ ہاں اور مسکراتے جارہی ہے، تو پھر عزت خطرے میں پڑ جائے گی، اس سے زیادہ بات نہیں کرنا اس کے آگے بات نہیں کرنا۔

مسلمانوں کی ذمہ داریاں (کچھ کرنے کے اہم کام)

(۱) پہلا کام ماں باپ کی ذمہ داری ہے بیٹیوں کی گھریلو تربیت کرو۔

(۲) دوسرا کام رشتوں کا مطالبہ کرنا چاہتے ہو تو نوکری کرنے والی لڑکیوں کا چکر چھوڑو، گھر بسانے والی لڑکیاں دیندار، خدمت گزار لڑکیوں کے رشتے کو ترجیح دو۔

(۳) تیسرا کام علماء سے تعلق ان کے بیانات ان سے ملازمت کا دین سیکھو، ان سے معلوم کرو نوکری کرنے کے لیے شرعی آداب اور احکام کیا ہیں؟ لڑکی کما سکتی ہے تو کہاں

---

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات فقہی مقالات ۱۰۵ :

تک؟ کون سا کام کر کے کما سکتی ہے اور پھر دوسرا کمانے کے دوسرے راستے تلاش کرو، آئی ٹی اور ایسے ملازمتوں کو چھوڑو جس میں عزت کا دیوالیہ نکل جاتا ہو۔

(۴) اپنی کمپنی خود بنانے کی کوشش کرو، نوجوان خود اپنی کمپنی بنا کر اس میں مسلمان نوجوانوں کو رکھو، جس میں ایک جانب لڑکیاں دوسری جانب لڑکے رہیں۔

(۶) تجارت کو اہمیت دو

(۷) مسلمان اگر آئی ٹی میں نوکری کرتا ہے تو مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنا دوست بنا کر غیر کو اپنا دوست بنا کر اسے اسلامی تعلیمات اسلامی حلقے، دینی دوستیاں، علماء کے مثبت بیانات، ان کے ساتھ صحیح معاملات شروع کرو، اور پھر اسلام کی دعوت کا مثبت انداز میں پیغام پیش کرو، قران مجید کا ترجمہ، حیاء کے اوپر کیے گئے بیانات، ان کو سنانے کی کوشش کرو۔

(۸) دیندار طبقہ جو نوکری نہ ہونے کی وجہ سے بھیک مانگتے پھر رہا ہے وہ ایسی جگہوں پر خوب آنے کی کوشش کریں تاکہ دین داروں کا غلبہ ہو تو بے حیائی آہستہ آہستہ ختم ہونا شروع ہو جائے گی۔

عورت کونسی نوکری کر سکتی ہے؟

عورت نوکری کرنا چاہے تو کونسی نوکری کر سکتی ہے؟

(۱) ڈاکٹری : اپنی بیٹیوں کو ڈاکٹر بناؤ، کوئی مسئلہ نہیں ہے، شریعت اجازت دیتی ہے، میڈیکل کالج جاتے ہوئے پڑھتے ہوئے یہ بات ذہن میں رکھو میڈیکل کالج کی تعلیم کے درمیان کسی لڑکے سے دوستی نہ ہو، اختلاط نہ ہو، خلوت نہ ہو، اس سے بچاتے ہوئے، گرلز کالج میں اسے پڑھا کر ڈاکٹر بناؤ، کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ضرورت بھی ہے کہ مسلمان عورتیں غیر مردوں کے پاس یا غیر مسلم لیڈیز کے پاس جانے کے بعد کئی ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جس سے بہت افسوس کرنا پڑتا ہے۔

(۲) صحابیات میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عنہ چمڑا کا بیچنے کی تجارت کرتی تھیں۔
(۳) حضرت خولہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما عطر اور اسپرے بیچنے کا کاروبار کرتی تھیں

۔

(۴) ٹیچر بھی بنا سکتے ہیں گرلز اسکول میں گرلز کالج میں اپنی بیٹیوں ٹیچر بناؤ، شریعت میں جائز نوکریاں بھی رکھے گئے ہیں۔

(٦) مہندی کا ڈیزائن کروانا
(۷) ایمریڈنگ کورس سکھانا
(۸) مشین سلائی سکھانا

(۹) اور ٹیوشن شنٹر جو لڑکیوں کے لیے ان کی کلاس کا ایگزام دینا ہو، انٹر ڈگری کا امتحان دینا ہو

(۱۰) جو لڑکیاں پڑھنا چاہتی ہیں لڑکیوں کو اپنی لڑکیوں کے ذریعے سے ٹیوشن سینٹر قائم کیا جا سکتے ہیں (۱۱) لڑکیوں کو دینی تعلیم دے کر دینی مکاتب قائم کیے جا سکتے ہیں خواتین کو خواتین پڑھانے والی مل جائے اپنی بیٹیوں کو اس درجے پڑھا ہو سکتے ہو کہ وہ قرآن صحیح پڑھ سکیں، پڑھا سکیں، قرآن کی تشریح کر سکیں، ضروری تفسیر کر سکیں، یہاں تک تم سکھا سکتے ہو، اور بھی علماء نے لکھا ہے اپنی بیٹی کو انگلش زبان سکھاؤ، لڑکیاں جو انگلش زبان سیکھنا چاہتی ہیں انہیں سپوکن انگلش کے کلاسز اس کے ٹیوشن چلاؤ، کلاسز صرف لڑکیوں کے ہی ہوں۔

(۱۲) کمپیوٹر کلاسز سکھاؤں جو لڑکیاں کمپیوٹر سیکھنا چاہتی ہیں اپنی ہوں یا پرائی ہوں، ان کو آپ لڑکیوں کے ذریعے سے کمپیوٹر سکھا سکتی ہیں۔

(۱۳) گھر والے جو مرد حضرات بزنس کرتے ہیں ان سے ہم کہتے ہیں کہ اپنی بیویوں کو اپنا بزنس پارٹنر بناؤ ان کا جو پیسہ لینے کے بعد اپنے بزنس میں انویسٹ کرتے ہو حساب لگا کر ان کا پرافٹ ان کو دو، دوستوں کو بزنس پارٹنر لیتے ہیں پرایوں کا بزنس پارٹنر بناتے ہو، اس سے

کہیں زیادہ خاندان کی بیٹیوں اور بیوی اور ماں کو اپنا بزنس پارٹنر بناؤ اس کی دعائیں بھی تمہارے ساتھ شامل رہیں گی کہ میرا پیسہ وہاں لگا ہے۔

(۴) اور ایسے ہی بہترین پکوان کے ذریعے سے بھی کمانا، پکانا، سکھانا بھی مستقل ایک فن ہے، اس کے ذریعے سے بھی کمایا جاسکتا ہے، دیسی چیزیں پکا کر جو پہلے زمانے میں پھلی کی اور گڑ کی تل کی، باجرے کی، پکا کر بیچی اور خریدی جاسکتی ہیں، زمانہ پھر واپس دیسی چیزوں کی طرف لوٹ کے آرہا ہے۔

(۱۵) چھوٹے بچوں کے کپڑوں کی دکان کھولی۔

(۱۶) اپنے گھر سے ہول سیل میں خواتین کے کپڑے بھی فروخت کئے جاسکتے ہیں۔

(۱۷) ایسے ہی تاریخی واقعات کا جو پڑھی لکھی عورتیں ہیں۔

(۱۸) تربیتی کہانیوں کا کارٹون ہوسکتا ہے اور وہ کارٹون جو تاریخ پر بنایا جاسکتا ہے، سیرت پر، صحابہ کے واقعات پر (بغیر تصویر)

(۱۹) اسلامک سٹوریز پر کارٹون بنا کر اپنا چینل بنا کر ویڈیوز اپلوڈ کرو، اس سے فیس بک سے بھی یوٹیوب سے بھی کمائی کی جاسکتی ہے۔

(۲۰) اور چوڑیوں کا کاروبار بھی ہوسکتا ہے، بیکری والوں کو ہول سیل گھر میں بنا کر بھیجا جا سکتا ہے، آرٹس اور پینٹنگ کے ذریعے سے بھی کمانے کی آج بہت سے راستے ہیں۔

تجاویز برائے ملازمت خواتین:

خواتین کی ملازمت کی شرعی حیثیت کو متعین کرسکتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) زراعت اور زراعت سے جڑے کام :اکثر ممالک بشمول بھارت کے زراعت اور زراعت سے جڑے کاموں میں خواتین کی کثیر تعداد لگی ہوئی ہے مگر ہمارے ملک میں مسلم خواتین کا نسبتاً کم حصہ اس میدان میں سرگرم عمل ہے۔ زراعت اور اس سے جڑے کاموں میں خواتین کی شرکت عموماً دو طرح سے ہوتی ہے یا تو وہ اپنے محرم کے ساتھ

مل کر کام کرتی ہیں یا دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر مزدوری کرتی ہیں۔ دونوں ہی صورتوں میں ان کے کام کرنے کا شرعی جواز موجود ہے، الا یہ کہ کھیتوں پر اختلاط کا اندیشہ ہو۔

(۲) ایسے پیشوں میں مسلم خواتین کی شرکت کو روکا جائے جو شرعاً حرام ہیں مثلاً شراب اور منشیات کی فیکٹریوں اور اس کی فروخت کے کام، خنزیر پالن (Piggery) یا اس کے اشیاء کی فروخت، البا تری اور سنے سے جڑے کام ایسے ہوٹل میں کام جہاں غیر ذابچہ : آرام دشت دستر خوان کا حصہ ہو، ناچ گانے اور جسم کی نمائش یا فروخت سے جڑے کام، اباحیت کو فروغ دینی وسیناوالی کتب، اشیاء یا تشہیری کاموں سے جڑی ہوئی ملازمت، ایسے کام جس میں خواتین کی قابلیت اور صلاحیت سے زیادہ ان کی خوبصورتی اہم سمجھی جائے مثال استقبالیہ ایئر ہوسٹس سیلیس گرل، پہلوان وغیرہ، ایسے اداروں کی ملازمت جہاں سے منصوبہ بند طریقہ سے شرک، کفر اور اسلام دشمنی وفروغ دیا جائے وغیرہ۔

(۳) رات کی شفٹ میں ہونے والے تمام کاموں کی ملازمت سے خواتین کو رد کا جائے چونکہ اس میں ان کی ذات کے لیے اور معاشرے کے لیے فساد کا اندیشہ رہتا ہے۔ رات کی شفٹ میں مردوں کے وارڈ میں کام کرنے سے نرسوں کو روکا جائے۔

(۴) ایسی ملازمت سے انہیں دور رکھا جائے جس میں خواتین کو اکیلے یا غیر محرم لوگوں کے ساتھ سفر کرنا لازمی ہو، مثلاً سیاحت سے جڑے گائڈ، اسکورٹ (Escort) وغیرہ کے پیشے۔

ایسے تمام کاموں سے خواتین کو محفوظ رکھا جائے جہاں ستر پوشی کرنا ان کے لیے مشکل ہو جائے۔ مثال ہوگینگ سان ملازمت یا کھیل کود سے جڑے کام۔

(۵) ایسے کاموں دانے سے ان کی حوصلہ شکنی کی جائے جو فطرتاً خواتین کے شایان شان یا ان کی جسمانی ساخت سے مکمل نہ ہوں۔ مثلاً جمالی، لبی یا ہیوی ڈرائیونگ (Heavy کے کام، وغیرہ۔

Driving)۔

انہیں ایسے کاموں کی ترغیب دی جائے جو فطرنا خواتین کے لیے بہتر ہوں مثال !تعلیم وتدریس، بچوں کی پرورش، طب، صحت، وغیرہ۔

(۶) کسی خاتون کے لیے کام کرنا مجبوری بن جائے تو ایسے کام کی جانب رہنمائی کی جائے جو اس کے وقار کو مجروح نہ کرے مثلاً گھریلو صنعت، اپنے خود کے کام یا ایسے کام جہاں خواتین کی کثرت پائی جائے۔ بھارت میں کام کرنے والی مسلم خواتین کا ۷۰ ٦ حصہ پہلے سے ہی اسی طرح کے کاموں سے جڑا ہے اور مستقل ملازمت کی طرف ان کا رجحان کم پایا جاتا ہے۔

(۷) مسلم اداروں کو ترغیب دی جائے کہ وہ غربت اور افلاس سے متاثر مسلم و دیگر خواتین کے لیے روزگار کے مواقع اس طرح پیدا کریں کہ وہ اپنی عصمت، حیا اور وقار کو مجروحکر نے پر مجبور نہ ہوں۔

(۸) مسلم خواتین کی غربت کو ختم کرنے کے لیے زکوۃ اور صدقات کا استعمال کرتے ہوئے ایسے اسکیموں کی جانب پیش رفت کو فروغ دیا جائے جہاں کی اسلامی زندگی میں چارج نہ ہوں۔

(۹) ان سرکاری پالیسیوں کی مخالفت کی جائے جو خواتین کو ایسے معاش اختیار کرنے کی ترغیب دیتی ہوں جو اصلاحرام ہیں یا انہیں اپنے فطری کردار و ذمہ داریوں کو ادا کرنے سے روکتی ہیں یا جو انہیں بے حیائی اور اختلاط پر مجبور کرتی ہوں۔

(۱۰) ایسی سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھایا جائے جو مسلم خواتین کی معاش کو بہتر بنانے کے لیے انہیں پروقار طریقے سے فراہم ہوں۔

(۱۱) غریب و پسماندہ عورتوں کی فلاح و بہبود کی جو سب سے زیادہ رائج شکل ہے وہ ہے Self Help Group) حلقہ برائے اپنی خدمت آپ)۔ ابھی حال ہی میں بنگلہ

دیش کے ماہرین معاشیات اور سماجی کارکن محمد یونس کو اسی میدان میں اپنے خاطر خواہ کردار کے لئے نوبل اعزاز سے نوازا گیا، سیلف ہیلپ گروپ مروجہ بی سی نظام کا ہی ایک گروپ ہے جس میں ہیں میں خواتین کے حلقے بنائے جاتے ہیں اور انہیں ایک اجتماعی قرض سے باندھ دیا جاتا ہے اور کسی پیشہ وارانہ کام کی تربیت دے کر ان سے مال خرید لیا جاتا ہے، منافع کی ایک رقم قسطوں میں سے قرض کاٹ کر باقی رقم متعلقین میں تقسیم کر دی جاتی ہے، اس طرح خواتین نہ صرف خود کفیل ہو جاتی ہیں بلکہ اجتماعی ربط کی وجہ سے ان میں بتدریج تعلیمی، سماجی اور سیاسی تبدیلیاں بھی واقع ہونا شروع ہوتی ہیں، اس سلسلہ میں حکومت کا اعلیٰ ترین ادارہ NABARD ہے جو چھوٹے اداروں اور بینکوں کے ذریعہ SHG کے ذریعہ غریب اور پسماندہ افراد بالخصوص خواتین کو مدد

پہنچاتا ہے۔ اس ادارہ کے مطابق ۱۹۹۲ء سے ۲۰۰۲ء کے دہے میں 78 ہزار خاندان اس نظام سے جڑے جن میں ۹۰ فیصد خواتین ذریعہ تھیں۔ خواتین پر اس اعتبار کی وجہ ان کا صحیح مصرف پر قرض کی رقم کو خرچ کرنا اور قرض واپسی میں ان کا حساس ہوتا ہے، مسلم خواتین کو مضبوط بنانے اور انہیں خود کفیل بنانے کے لئے HSG حلقے برائے اپنی خدمت آپ بنائے جاسکتے ہیں۔(۱)

(۱) لڑکیوں کی ملازمت اور اسلامی تعلیمات ۱۰۷ :

مرتب کی کتابیں

۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِطبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِطبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی، تحقیق وتخریج، زیرِطبع)
۱۳۔ اللمعة اذا اجتمع العيد والجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔ یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔ پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحیدِ باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

۲۱۔سادات واہلِ بیت کی عظمت ومسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِطبع)
۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل،تخریج وتضمیم)
۲۸۔مسنون قربانی؛معروفات ومنکرات
۲۹۔عصمت دری اسباب وسدباب
۳۰۔نمازِ فجر کی اہمیت اور سنتِ فجر کے احکام
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل (زیرترتیب)
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماج کی روشنی میں
۴۴۔لو جہاد حقیقت یا فسانہ

۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وافادیت
۴۶۔تیسیر المبتدی بترتیب جدید فارسی (حصہ اوّل، دوم، سوم)
۴۷۔نفقۂ مطلّقہ عقل ونقل کی روشنی میں
۴۸۔تعلیم بالغان وبزرگان۔اہمیت وضرورت
۴۹۔خواتین کے علمی کارنامے۔حافظہ وعالمہ بنانے کی ضرورت
۵۰۔مکاتب کی اہمیت وضرورت
۵۱۔منظم ومؤثر مکاتب کے اصول وآداب
۵۲۔مسنون امامت۔اصول وآداب
۵۳۔منظم مساجد۔خادمانِ مساجد کی ذمہ داریاں
۵۴۔قتل کا گناہ اور سماج کی صورتِ حال
۵۵۔زمینات ومکانات؛احکام ومسائل
۵۶۔ملٹی لیول مارکیٹنگ۔اقسام واحکام
۵۷۔ذکرِ حبیب ﷺ کی برکات
۵۸۔ووٹر آئی ڈی۔ووٹنگ۔الیکشن
۵۹۔اسلاموفوبیا وفلمی دنیا اور فلم ہمارے ۱۲، کاپوسٹ مارٹم
۶۰۔بھارتی مذاہب کی تاریخِ زوال
۶۱۔ذاتی مکان یا کرایہ کا مکان احکام وآداب
۶۲۔تعلیمِ نسوان ومکاتبِ بالغات کی اہمیت
۶۳۔اسکول وکالج میں دینی نصاب وطریقۂ کار
۶۴۔عظمتِ حفظِ قرآن ومقامِ حفّاظ کرام
۶۵۔قربانی وگاؤکشی۔حقائق اور غلط فہمیاں

۶۶۔قصّاب اور قریشی۔احکام ومسائل
۶۷۔میلاد النبی کی حقیقت دلائل کی روشنی میں
۶۸۔دینی امور پر اجرت کا حکم اور غلط فہمیوں کا ازالہ
۶۹۔سونے کی تجارت کے جدید احکام
۷۰۔سرکاری اسکیموں کے احکام
۷۱۔دینی خدمات پر اُجرت عقل ونقل کی روشنی میں
۷۲۔عظماء فی طفولھم۔بڑوں کے بچپن کے تاریخی وسبق آموز واقعات
۷۳۔اسلام میں مالداری کی اہمیت اور مالدار صحابہ کرام اور تابعین
۷۴۔لڑکیوں کی ملازمت احکام ومسائل اور نقصانات

شعبۂ تحقیق وتالیف

ادارہ میں ایک شعبہ ''شعبہ تحقیق وتالیف'' ہے، جس کے تحت نئے موضوعات پر علمی وتحقیقی کام، اکابر کی کتابوں پر تسہیل واضافے، اور درسی کتب پر تسہیل وتجدید، ترتیب اور تمرین واضافہ کا کام چلتا ہے، اسی طرح فقہی، فکری اور اصلاحی موضوعات پر بھی کام کیا جاتا ہے، اب تک ۷۲ رسے زائد کتب ورسائل منصۂ شہود پر آچکے ہیں، اور عوام وخواص میں کافی قبولیت واستفادے کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں، اس خدمت کیلئے ادارہ میں اہل علم کی ایک جماعت مختص ہے۔ جس کے روح رواں ناظم ادارہ مفتی احمد اللہ نثار صاحب قاسمی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم ہیں۔ مزاج یہ ہے کہ جس موضوع پر کام نہ ہوا ہو اس پر کام کیا جائے؛ تاکہ تالیف برائے تالیف نہ ہو۔

ادارہ سے شائع ہونے والی کتابیں مکتبہ احسان لکھنؤ اور کتب خانہ نعیمیہ دیوبند وغیرہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ علما اور طلبہ کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ ساتھ تاجر حضرات کے لئے تاجرانہ منفعت رہے گی، ساتھ ہی یہ کتابیں ادارے کے ٹیلی گرام چینل بنام ''دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد''، اور مختلف ٹیلی گرام چینلوں اور ویب سائٹس پر دستیاب رہتی ہے اور خواہشمند حضرات ادارہ سے کتابیں خرید بھی سکتے ہیں۔ ملک کے کسی بھی حصے میں ادارے سے بذریعے پوسٹ کتب پہونچائی جائے گی۔

مولانا طیب صاحب
8341658711

DARUL ULOOM RASHEEDIA
Door Number 12-2-823/A/28A1 Masjid E Qutub Shahi
2nd Floor , opp MS college Santosh Nagar colony
(Pillar :No17) Mehdipatnum Hyderabad-500028 (T.g)
WWW.darululoomrasheedia.com